چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاق

# اَرطغُرُل سیریل
# حقائق اور غلط فہمیاں

انتساب

رئیس المحدثین حضرت الاقدس مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری قدس سرہ

ترتیب


مفتی احمد اللہ نثار قاسمی
خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس حیدر آباد



ناشر
احیاء دین اکیڈمی مہدی پٹنم حیدر آباد

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

# اَرطُغرُل سیریل
# حقائق وغلط فہمیاں

انتساب

رئیس المحدثین حضرت الاقدس مفتی سعید احمد صاحب
پالنپوری قدس سرہ

ترتیب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی
خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس حیدرآباد

ناشر
احیاء دین اکیڈمی مہدی پٹنم حیدرآباد

## تفصیلات کتاب

نام کتاب : ارطغرل سیریل حقائق وغلط فہمیاں

ترتیب : مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

صفحات : ۱۳۲

ناشر : احیاء دین اکیڈمی مہدی پٹنم حیدرآباد

## ملنے کے پتے

# فہرست مضامین

# وجہ تالیف

جب تک اَرطُغرُل/ اِرطَغرل(۱) سیریل اردو میں نہیں آیا تھا اس کا چرچا برائے نام تھا، جب اردو میں بھی یہ آچکا ہے تو یہاں بھی اس نے اپنے پنجے گاڑ دیے ہیں، بالخصوص ہندوپاک کے نوجوانوں میں اس لاک ڈاؤن میں یہ ڈرامہ زبان زد عام و خاص ہے، ڈرامہ ہی کچھ اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ ایک بار دیکھنے پر ہی ناظر کو اپنے سحر میں قید کرلیتا ہے، بعض علم دوست مضامین لکھ کر اس ڈرامے کو دیکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں تو کوئی اپنی رائے ظاہر کرنے کے ساتھ مانعین کو یہ تمغہ بھی دے رہے ہیں ’’ہمارے فتوے ایسے ہی ہیں جیسے جنگ کے دوران میزائیلوں اور بموں کو حرام قرار دے دیا جائے، ہمارے علماء مقررین اور خطیب حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ عوام چوبیس گھنٹے ہماری تقاریر نہیں سن سکتی نہ ہی اس سے تبدیلی ممکن ہے‘‘ کہیں انہیں دقیانوسیت، رجعت پسندی، انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور قدامت پرستی اور غدارِ ملت کا لقب دیا جارہا ہے۔

قوم کی آزادفکری پر متنبہ کرنا وارثین انبیاء کی دینی فریضہ ہے، ان شاء اللہ امید ہے کہ بیشتر لوگ سنیں اور سمجھیں گے، رہبری کا یہ سلسلہ علماء امت سے ہرزمانہ میں بخوبی ادا ہوگا، البتہ اس راہ میں سب وشتم جھیلنا اور برا بھلا سننا انبیاء کی سنت ہے، اس راہ میں جو ہفوات سننی پڑیں گی اس کے بدلے میں امت کی اعلیٰ ترین شخصیات کے قدموں میں جگہ مل جائے تو یہ برا سودا نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے ظرف میں موجود چیز ہی دے سکتا ہے۔ ’’کل اناءیترشح بمافیہ۔‘‘

---

(۱) چراغ حسن حسرت نے اپنی کتاب میں پہلی لغت، درالعلوم کراچی نے دوسری لغت استعمال کی ہے۔

ہم ایمان و اخلاق میں اپنی کوتاہیوں کی بنا پر اس وقت حالت سزا میں ہیں، اس وقت کرنے کا اصل کام اپنی اصلاح اور بحیثیت مسلمان ایمان، اخلاق اور دعوت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے، اس کے بغیر ہماری ہر کوشش ناکام رہے گی جس کا ایک طویل سلسلہ چلا آرہا ہے، مسلمانوں کی اکثریت چونکہ ان معاملات میں اپنی اصلاح پر تیار نہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی مسخ شدہ تاریخ کو پیش کی گئی، مسلم سلاطین کی شبیہ بگاڑی گئی، آج کے مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرا کر ظلم کا نشانہ بنایا گیا، ایسے میں محض زبانی جمع خرچ سے کوئی خاص تبدیلی آنے والی نہیں ہے، تبدیلی کے لئے ظالم کے میدان میں قدم رکھنا ہوگا یا ظالم کو اپنے میدان میں لانا ہوگا، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پروپیگنڈہ کا جواب پروپیگنڈہ سے نہیں بلکہ حقیقت سے دیا جائیگا ورنہ حقیقت کبھی ابھر کر نہیں آئیگی، ہندوستانی مسلمانوں کے پاس ایسے ادارے موجود ہیں جو مسلم حکمرانوں کی حقیقی تاریخ کو دلکش انداز میں پیش کرتے ہوئے ایک نئی روح پھونکی جاسکتی ہے، مطالعہ کے لیے بہترین کتابیں جو البم کے ساتھ طبع ہوئی ہیں ''تاریخ سلطنت عثمانیہ'' مصنف ڈاکٹر محمد عزیر کے علاوہ اور بھی بہت سی موجود ہیں، پھر ہمیں اپنی قوم کو تاریخداں بنانے کے لیے ڈراموں کا سہارا لینے کیا ضرورت ہے؟

کئی گناہوں کی وجہ سے اہل فتاوی نے '' اَرطُغرُل/ اِرْطَغرَل'' ڈرامے کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے، یہ سارے گناہ جب تنہاء حرام ہیں تو اتنے محرمات کا مجموعہ کیسے حلال ہو جائے گا؟ جبکہ یہ *ظلمات بعضها فوق بعض* کی مثال ہے، اس میں جواز کا پہلو نکالا نہیں جاسکتا، کیا ہمیں اپنے محبوب ادارہ دارالعلوم دیوبند کا فتوی کافی نہیں ہے، مظاہر العلوم و شاہی مرادآباد کا فتوی کافی نہیں؟ ہم ان شخصیات کو اداروں کے مقابلہ میں رکھیں جن سے ہم نے کبھی کوئی

فتوی نہیں پوچھا، حیرت ہے کہ ارطغرل ڈرامے میں اتنے محرمات ہونے کے باوجود اس کے دیکھنے کی تبلیغ وترغیب دی جارہی ہے، اس کے قصیدے پڑھے جارہے ہیں، وہ بھی رمضان جیسے مقدس مہینے میں، چھوٹے گناہ پر اصرار اور اس کو گناہ نہ سمجھنا بھی آدمی کو کفر تک پہونچا دیتا ہے شرح فقہ اکبر میں ہے "استحلال المعصية كفر" (شرح فقہ اکبر:۱۹۹) اور یہاں تو چھوٹے گناہ ہی کیا، بڑے بڑے گناہوں کا انبار ہے، مگر انہیں گناہ نہیں سمجھا جا رہا، ویسے بھی امت کی عمر کم، عمر میں جوانی کم، تجربات کم، کرنے کے کام بہت زیادہ ہیں، اس مختصر مدت میں وقت ضائع کرنے کے بجائے *من حسنِ اسلام المرء تركه مالا يعنيه* کے صدقہ حسن اسلام کی فکر کی جائے۔

شاید اس ڈرامہ پر اپنے اکابر کی تفصیلی تحریر آجائے گی، سیریل سے متعلق بار بار سوالات اور متضاد آرا کی وجہ سے اس ادنی طالبِ علم نے کچھ امور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، یہ طالبِ علم قابل اصلاح ہر غلطی تسلیم کرنے تیار ہے، چند باتیں طلبہ برادری کی خدمت میں رکھنی تھی، اگر لگے کہ سبق سنا دیا ہے تو قبول کر لیجئے اور اگر سبق صحیح نہیں سنا سکا فضول سمجھ کر اعراض فرما لیجئے، "زلزلہ" "زلزلہ در زلزلہ" کا سلسلہ اور جواب الجواب کی زحمت نہ کیجئے! ممکن ہے آپ کو اپنا ہی نظریہ درست لگے، مگر اپنے بھائی کو بھی کچھ کہنے کا موقع دیجئے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہر طرح کے فتنہ سے محفوظ رکھے، ادنی سی کوشش کو کارگر فرماوے۔

احمد اللہ نثار قاسمی

خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس حیدرآباد

۲۷/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

بوقتِ رات ۳:۰۰ بجے

# انتساب

رئیس المحدثین مشفق استاذ محترم، کئی نسلوں کے معلم و مربی، فقہ و حدیث کے بحر بیکراں، مادر علمی دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز شیخ الحدیث و صدر المدرسین، استاذ الاساتذہ حضرت الاقدس مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف انتساب کرتا ہوں۔

ایک ماہ قبل احقر نے اس سیریل سے متعلق کچھ عرض کیا تھا، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پہنچی تو اسی سیریل سے متعلق کچھ تحریریں زیرِ مطالعہ تھیں، دل میں داعیہ ہوا کہ سرِ دست حضرت الاقدس کے ایصال ثواب کے لیے یہ کام کر کے سعادتمندوں میں شامل ہونے کی ادنی کوشش کرلوں، منگل کی فجر سے کام شروع ہوا، اللہ رب العزت نے وقت میں برکت عطا کی، اتوار کی صبح کام اختتام پذیر ہوا۔ ”الحمدلله الذی بنعمته تتم الصالحات“

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ثواب کو حضرت مفتی صاحب کی روح کو پہنچائے۔

# مقدمہ

تیرہویں صدی عیسوی میں جب مسلم دنیا انتشار کا شکار تھی، خلافت عباسیہ کمزور پڑ چکی تھی، منگول پے در پے حملوں سے مسلم دنیا کو تخت و تاراج کر رہے تھے، اسی دور میں قائی قبیلہ جو دوسرے ترک قبیلوں کی طرح خانہ بدوش قبیلہ تھا، پہلے حلب اور پھر سوگت میں جا کر آباد ہوا۔ قائی قبیلے کے پہلے مشہور سردار سلیمان شاہ کے ایک بیٹے ارتغرل نے صلیبیوں کی سازشوں اور منگولوں کے حملوں کے خلاف، نہ صرف ترک قبیلوں کو ایک لڑی میں پرو دیا بلکہ ایک ایسی ریاست کی بنیاد رکھی جو آگے چل کر عظیم عثمانی سلطنت کے نام پر چھ سو سال زائد تک دنیا کے نقشے پر قائم رہی، جس نے عرب و عجم کو پھر سے خلافت کی وحدت پر اکٹھا کر دیا، جس نے یورپ ایشیا اور افریقہ کے تین براعظموں پر اسلام کا پرچم لہرایا، اس طرح عثمان یا ان کے والد ارطغرل کی محنت سے صرف اسی خاندان کی حکومت قبیلے سے چھوٹی ریاست اناطولیہ کی بڑی سلطنت بننے سے تین براعظموں میں پھیلا اور پھر خلافت میں تبدیل ہوا، سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ۱۴/ رویں صدی کے اوائل میں رکھی گئی اور ۲۰/ رویں صدی میں ختم ہوئی، اس دوران ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ۳۷/ سلطان اس کی مسند پر بیٹھے، کسی خاندان کا مسلسل اتنی دیر حکومت کرنا کرامت سے کم نہیں ہے، یہ عظیم عثمانی خلافت جب تک قائم رہی، مسلمان دنیا کی سیادت پر فائز رہے، اسے مسلمانوں کا دوسرا دورِ عروج بھی کہا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ برطانیہ اور فرانس سمیت تمام یورپی طاقتیں نہ صرف اس سے خوفزدہ تھیں بلکہ اس سے مقابلہ کرنے کی بجائے پس پردہ اسے

گرانے کے لیے سازشوں میں مصروف رہتی تھیں لیکن تمام تر سازشوں، عرب ترک جھگڑوں اور کمال اتاترک جیسے غداروں کی مدد سے اہلِ یورپ کو اس عظیم سلطنت کو گرانے میں پورے ڈیڑھ سو سال لگے۔

۞ کسی بھی تخلیق پر تحکیم سے قبل اس کے اجزائے ترکیبی کا تجزیہ ضروری ہے، جس قدر اجزائے ترکیبی کی جانچ پڑتال عمیق ہوگی تحکیم اسی قدر معتدل ہو سکے گی ہمیں یہی طرز عمل ارطغرل پر بھی اپنانا چاہیے، سوشل میڈیا پر جاری بحث مباحثوں کی سطحیت میں الجھنا ذہنی تکلیف کا باعث ہے۔

۞ اگر کوئی شخص موجودہ اہل علم سے مسئلہ معلوم کرے تو حکم یہ ہے کہ اسے مسلک کا مفتی بہ قول سنا دیا جائے، اپنی رائے ظاہر کرنا ہی تو دیانت یہی ہے کہ اپنے فائق اداروں وعلماء کی رائے بھی ظاہر کردی جائے، اگر مخاطب اپنی رائے معلوم کرے تو اسکا بھی اظہار مناسب اور ضروری سمجھے تو کردے، اداروں کے فتوی کو کمزور ظاہر کر کے اپنی رائے کو مضبوطی سے پیش کرنا بعض مرتبہ مفتی و مستفتی دونوں کے لیے نقصاندہ ثابت ہوتا ہے، اصول افتاء میں یہ اصل مختلف مقامات پر مذکور ہے۔

۞ جب کوئی چیز شرعاً اپنے تمام اجزاء کے لحاظ سے ناجائز ہے تو سماج پر اس کے ناجائز کا حکم لگانے سے گو کہ غلط اثر پڑے مگر ترجمانِ شریعت (مفتی) کو سماج کی وجہ سے شریعت کا حکم بدلنے کا حق حاصل نہیں ہے، پردہ کے حکم سے، سود کی حرمت کے حکم سے، مخلوط تعلیم کی حرمت کے حکم سے سماج خواہ کتنا ہی بھڑک جائے اس کی حلت کا حکم بجائے خود حرام ہے۔

۞ چاقو کا استعمال سبزی کاٹنے اور اپنی حفاظت کے لئے جائز ہے اور

کسی کو ناحق قتل کرنے کے لئے حرام ہے اس میں چاقو کا کوئی کردار نہیں ہے بلکہ اس کے استعمال کے اعتبار سے حکم مرتب ہوتا ہے، موبائل سے انسان اپنی ضروریات پوری ہوتی ہیں، کبھی ناجائز بھی استعمال ہوتا ہے، فی نفسہ نہ اس کی فضیلت ہے نہ اس میں قباحت ہے، میڈیا، ویڈیو گرافی وغیرہ کا استعمال بھی دو طرح کا ہے، علماء نے غیر ضروری استعمال فلم، ڈرامے، ویڈیو گیم وغیرہ کو ناجائز استعمال قرار دیا تو بعض علماء نے اسلامی بیانات مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات کے لیے استعمال درست قرار دیا، چاقو کے جائز استعمال میں کسی کو خراش پہنچانا داخل نہیں ہے، جس طرح ویڈیو گرافی کے جائز استعمال میں ڈرامے داخل نہیں ہیں، ورنہ اس کے استعمال ناجائز پہلو سوائے زنا پر مشتمل فلموں کے کچھ باقی نہ رہے گا، یا شاید برائے تعلیم اس کی گنجائش نکال لی جائے گی۔ (اللهم احفظنا منه) بعض مرتبہ ”کلمة حق اريد بها الباطل“ کا مصداق ہو کر اچھے جملوں سے اپنا ناجائز مطلب مراد لیا جاتا ہے۔

۞ نفرت وتعصب کی آگ میں ہماری جمالیات مردہ نہیں ہوئی ہے، بنیادی طور پر ہمیں ٹی وی، کتاب، فلم اور موبائل انٹرنیٹ کا درست استعمال سیکھنے کی ضرورت ہے، مگر تحلیل وتحریم کا مدار نہ نفرت پر ہے نہ جمالیات پر۔

۞ رجب طیب اردگان اپنی بہت سی صفات حمیدہ کی وجہ سے دنیا کے مقبول حکمران شمار ہوتے ہیں، خدا ان کی ہر طرف سے حفاظت ومعاونت فرماوے، مگر اس سے ڈرامہ کا جواز لازم نہیں آتا، موجودہ سیاست کی مثال ایسی ہے جیسے قاعدہ ہے ”يجوز في الظرف ما لا يجوز في غيره“۔ حلال وحرام کا معیار جب ادلۂ اربعہ ہیں، علماء وفقہاء کا اجتہادی قول حجت

مانا جاتا ہے نہ کہ ان کا عمل تو ایک سیاسی لیڈر کا عمل جواز کے لیے حجت کیسے بن جائیگا؟۔

۞ ارطغرل سیریل ہو یا کوئی اور سیریل جواز وعدم جواز کا مدار سائل کی نیت اس کے سیاسی مفادات پر موقوف نہیں ہوتا ہے، حکم کا مدار اس کے اجزائے ترکیبی پر ہوتا ہے، جب اجزائے ترکیبی حرام ہوں تو کل کو بھی حرام قرار دیا جائے گا، جائز مسئلہ بری نیت کے ساتھ سوال کرنے پر حرام یا حرام مسئلہ اچھی نیت سے پوچھنے سے حلال نہیں ہوجاتا ہے۔

۞ کیا ایشاء کے عظیم اداروں کے تمام معتبر درالافتاء کے اہل فتاوی زمانہ کے احوال سے نابلد رہ کرفتاوی جاری کر دیں گے؟ کیا افتاء کا منصب اب اتنا بے حیثیت ہوگیا ہے؟ کہ عظیم اداروں کے اہل فتاوی احوالِ زمانہ سے نابلد رہ کرفتاوی جاری کر رہے ہیں، اور کیا ہر دارالافتاء ایسا ہی ہوگیا؟ پھر کس وجہ سے فتوی آنے کے بعد ان پر سماج کے احوال سے ناواقفیت کا الزام لگایا جائے؟

۞ جب مستقبل میں ٹیکنالوجی ترقی کر جائے کہ سافٹ اسکرین (Soft screen) لیزر ٹیکنالوجی (Laser technology) اور مالٹی ڈائمنشن امیج ٹیکنالوجی (Multi dimension image technolgy) عام ہوجائے گی، تب اخبار، پرینٹ میڈیا (کتب ورسائل) کے ساتھ ساتھ موجودہ ٹیلیویژن کی دنیا بھی متاثر ہوگی، اس وقت ڈیجیٹل تصویر اور ویڈیوز لوگوں کی زندگی کا ناگزیر حصہ ہوں گی، لوگوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی متبادل نہیں ہوگا تو اس وقت جیسا فتوی ہوگا ویسے عمل کیا جائے گا، ابھی جب حلال راہیں موجود ہیں حرام کی طرف لپکنے کی ضرورت

نہیں ہے۔

۞ ڈرامہ، شعروشاعری اور قصہ گوئی کا فن اگرچہ اسلام میں دین کا حصہ نہیں ہوتے ہیں لیکن کسی بھی قوم کی تہذیب، ادب اور ثقافت (Art) کا حصہ ہوتے ہیں، اس سے انکار نہیں مگر اس فن کو ویڈیو میں لانا ،میوزک جوڑنا، مردوزن کا اختلاط، جھوٹ کی آمیزش قوم کا حصہ نہیں ہوتے ہیں۔

۞ ڈرامہ نگاروں کا دعوی ہے کہ یہ اصلاً ''ڈرامہ ہے'' تاریخ بتانا اس کا ایک حصہ ہے، مقصود نہیں ہے تو اس کے ذریعہ سے مختصر ہی کیوں نہ ہو مگر مستند تاریخ کا علم کیونکر ہو جائے گا؟

یہ ڈرامہ نہ اسلامی ہے اور نہ اسلامی تاریخ کا ترجمان ہے، پھر اس کو جائز کرنے کی فکر کیوں ہے؟

۞ دنیا کی تاریخ میں تاریخی شخصیات مستند تاریخی کتابوں سے اپنا لوہا منوایا ہے یا ڈراموں کے ذریعہ سے؟ میوزک خواہ پرانی ہو یا نئی مقصدِ استعمال کی وجہ سے حلال نہیں ہو جائے گی، قوالی کی حرمت واضح مثال ہے۔

۞ خواتین کا کردار چاہے مثبت ہو یا منفی چہرہ کی بے پردگی کے باوجود شرعی لباس میں پیش کیے جانے کی بات نہیں کہی جا سکتی ،مگر کیا کوئی لباس چہرہ کی بے پردگی کے باوجود شرعی کہلاتا ہے؟۔

۞ صرف ایک چینل سے اپریل ۲۰۲۰ء تک اس کو مجموعی طور پر 26 کروڑ 70 لاکھ 83 ہزار 819 بار دیکھا جا چکا ہے، کتنے فیصد تبدیلی نظر آئی ؟ احقر کے متعلق میں بعض اہل علم سے اہتمام سے کارگذاری لی ، اپنے بعض طلبہ سے بھی کارگذاری لی گئی، بعض کا حال یہ ہے کہ <u>پورا مہینہ روزہ نہیں رکھے، ایک حافظ شروع میں دو دن تراویح پڑھا یا جب سیریل کی لت لگی</u>

تراویح اور فرض نماز بھی غارت ہوگئی، ایک عالم کی زبان ''شیخ! حلال حرام کو بازو رکھئے، میری عربی اچھی ہوگئی، میں یہ سیریل عربی میں دیکھ رہا ہوں نو سال پڑھ کر میری عربی صحیح نہیں ہوئی'' علماء کے متعلق ذہن یہ بنا کہ ''علماء سے جو کام نہیں ہوسکا وہ کام سیریل نے کردیا، پورا دین تو علماء بھی نہ کرتے ہیں نہ بولتے ہیں، جہاد کی بات، اسلامی سلطنت کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں، سیریل نے کھل کر وہ جذبہ پیدا کردیا، نظریاتی تبدیلی آج تک علماء نہیں کرسکے، جوانوں کو بدلنے میں ناکام رہے، سیریل نے بدل دیا'' علماء کو خاموش رہو بولو، کیوں خالی پیلی جائز ناجائز بولنا شروع کردیتے ''ماں روزے کی حالت پکار رہی ہے، بیٹا! سبزی لادو، جواب تک نہیں دیا جارہا والدہ سے جھگڑا ہورہا ہے، یہاں تک کہ گھر والوں سے بات چیت تک بند ہوگئی'' سیریل دیکھتے ہوئے لائٹ یا پنکھا ڈالنے کی بات آرہی تو اس پر لڑائی ہورہی تو ڈال میں ڈال'' اس سے اندازہ لگالیں نظریاتی طور پر کیا تبدیلی آرہی ہے، اور عملی زندگی کہاں سے کہاں جارہی ہے۔

۞ اسلامی سلطنت قائم کرنے کی فکر اسلامی اعمال پر عمل کرنے کی فکر نہیں، سر جھکانے تیار نہیں، سر کٹانے کی بات کر رہے ہے، اسلامی سلطنت کا مقصد اقامتِ دین ہے، اقامت دین کا مقصد اسلامی سلطنت قائم کرنا نہیں ہے۔ ''الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ'' دارالعلوم دیوبند کے قیام کے بعد سے ہونے والی محنتوں سے، تبلیغی جماعت کی برکت سے، مقدس شخصیات کی محنتوں سے تبدیلی نہیں آئی، سیریل نے وہ کارنامہ کردکھایا؟۔

۞ ’’فائدہ ہورہاہے کہ نوجوان بالووڈ اور ہالووڈ کی فلموں سے بچ گئے ،بڑی برائی سے چھوٹی برائی کی طرف آگئے ،آگے یہ بھی چھوٹ جائیگا‘‘ یہ بھی دھوکہ ہے،کل جدید لذیذ‘‘ کے تحت سیریل نیا ہے،سحرآمیز ہے،مزہ آرہاہے،اس لیے’’ارطغرل غازی‘‘ کے بعد’’پایۂ تخت‘‘،اس کے بعد’’پورلوس عثمان‘‘ اس کے بعد’’ میراسلطان‘‘اگراس کے بعد کوئی اورنیاڈرامہ آیاتو ٹھیک ہے ورنہ واپس ہالووڈ یابالووڈ کی طرف لوٹیں گے،بلکہ ابھی درمیان میں کہہ رہے ہیں کہ’’ارے! تھوڑی دیر بند کروبھی یہ ماردھاڑ ،تھوڑارومانس بھی دیکھ لیتے ہیں‘‘،ارطغرل دیکھتے ہوئے بھی نہیں بدل رہے،ختم ہونے کے بعد بدلنے کی امید کررہے ہیں۔

۞ کسان چمن کے درختوں کونقصان سے بچانے کے لیے خودرو پودوں کواکھاڑ پھیکتا ہے، دل کے چمن میں ایمان کے درخت کونقصان پہنچانے والے خودروخیالات کواکھاڑ پھیکنا مسلمان کی ذمہ داری ہے،سیریل سے ایمان میں اضافہ ،شجاعت ،خلافت کا تصور، وغیرہ مقصود ہیں مگرخودروپودے جوناظرین کے مقصدکوکبھی پروان چڑھنے نہیں دیں گے ان کاختم ہونابھی ضروری ہے۔

۞ اگروہ صفاتِ مذکورہ پیداکرناچاہتے ہیں توقرآن وحدیث اورسیرتِ رسول وسیرت صحابہ سے وابستہ ہوناچاہیے،اس سے صالح انقلاب کے جذبات بھی پیدا ہوں گے اوراخلاق وکردار میں پاکیزگی اوربلندی بھی آئے گی ،جیساکہ ہرزمانہ میں ہواہے،طیب اردگان بھی ڈرامے دیکھ کرایسے بہترین حکمران نہیں بنے بلکہ صحبتِ صالح ،مستقل محنت ،تاریخ عالم کامطالعہ وغیرہ سب داخل ہیں۔

۞ اہل علم حضرات وسنجیدہ افراد کی اصلاحات کے بعد طباعت کے مرحلہ سے کتاب گذاری جائے گی ان شاء اللہ، بندہ ہر مفید اصلاح کا محتاج ہے، وقت کی قلت کی وجہ سے تقاریظ بھی نہ لی جاسکیں، نظر ثانی فرد ثانی سے بھی نہ ہوسکی ممکن ہو اغلاط ہوں، درستگی کے بعد ہی طباعت کرائی جائے گی، اللہ رب العزت جہاتِ ستہ سے قبول فرمالے، اور نافع بنائے۔ آمین۔

احمد اللہ نثار قاسمی
خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس
۲۴ مئی ۲۰۲۰ء مطابق ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ
9989497969

## خلافتِ عثمانیہ کا پس منظر؟

سلطنتِ عثمانیہ کا نام کسی نسل یا قوم سے نہیں بلکہ اس کے پہلے حکمران سلطان عثمان غازی کے نام سے منسوب ہے، عثمان کے نام پر ہی اس کا نام یہ ہے، عثمان غازی کے والد کا نام ارطغرل غازی تھا، اس وقت ترک قبیلوں کی شکل میں رہتے تھے، یہ تمام قبیلے خانہ بدوش تھے جہاں سرسبز علاقہ اور پانی نظر آیا، وہیں خیمے گاڑ کر ڈیرہ ڈال لیا، ان قبیلوں میں ایک قبیلے کا نام قائی قبیلہ تھا، قائی قبیلہ باقی قبیلوں سے کچھ بڑا اور طاقتور تھا سلیمان شاہ اس قبیلے کا سردار تھا، یہ نہایت جنگجو قبیلہ تھا سلیمان شاہ اور اس کے قبیلے کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد اسلام کی اشاعت تھی، کیونکہ یہ وہ وقت تھا کہ مسلمان ہر جگہ سے کمزوری کا شکار تھے، منگول اپنا سر اٹھا رہے تھے، سلجوقی سلطنت اپنے زوال کے قریب تھی، ان حالات میں ضروری تھا کہ مسلمانوں کی تعداد کو بڑھایا جائے، سلیمان شاہ کا انتقال ہو گیا، اس کے تین بیٹے تھے، دوسرا بیٹا ارطغرل اپنے والد کا جانشین مقرر ہوا، ارطغرل غازی بہادر، نڈر، جنگجو شخص تھا، جو اپنے قبیلے کا دفاع کرنا خوب جانتا تھا لیکن وقت وہ آگیا کہ منگول ہر طرف تباہی پھیلا رہے تھے، مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا، چنگیز خان کی فوجوں نے خوارزم شاہ سلطنت کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا مسلمان منگولوں کے آگے لگ کر بھاگ رہے تھے، اس صورت حال میں ارطغرل منگولوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، وہ اپنے قبیلے کو لے کر سلجوقی سلطنت کی طرف رواں ہوا، اس کے ساتھ تقریباً چار سو کے لگ بھگ خاندان تھے، راستے میں اس نے دیکھا کہ دو فوجیں آپس میں لڑ رہی ہیں. اس نے سوچا کہ کسی ایک کا ساتھ دینا چاہئے، اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ لشکر کس کس کے ہیں، کچھ سوچ کر اس نے جو فوج ہار رہی تھی اس کا ساتھ دیا اور اپنے ان تھوڑے سپاہیوں کے ساتھ مخالف فوج پر اچانک اور بہت تیز حملہ

کروایا، وہ فوج ڈر گئی اور سمجھی کہ ان کو کہیں سے مدد مل گئی ہے، اور وہ فوج جیتتے جیتتے ہار مان گئی، بعد میں معلوم ہوا کہ جس فوج کا ساتھ دیا، یہ سلجوقی سلطان علاؤ الدین کی فوج تھی، مخالف فوج کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کے نزدیک وہ بازنطینی عیسائی فوج تھی اور اکثر کے مطابق وہ تاتاری تھے، بہرحال سلطان ان کی بہادری سے بہت خوش ہوا اور ارطغرل کے قبیلے کو اپنی سلطنت میں اناضول کے قریب سقاریہ کے علاقے میں ایک جاگیر عطا کی اور یہ قبیلہ وہیں آباد ہوگیا، سلطان نے ان کو اجازت دی کہ سرحد کے ساتھ ساتھ علاقوں کو فتح کریں اور ان کو سلطنت میں شامل کریں، یہ علاقہ بازنطینی عیسائی سلطنت کے بالکل ساتھ جڑا ہوا تھا، ارطغرل نے کچھ ہی عرصے میں اپنی شجاعت و بہادری کا سکہ بٹھا دیا، ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ باقی بہت سے ترک قبائل بھی ارطغرل کے ساتھ مل گئے اور اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا، ارطغرل، سلطان علاؤ الدین کے نائب کے طور پر لڑتا رہا اور اس کی طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا، ارطغرل نے بازنطینی سلطنت کے ایک بڑے متحدہ لشکر کو شکست دی، مدتوں اس جاگیر کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل جنگیں لڑتے رہے۔ 1281ء میں نوے برس کی عمر میں ارطغرل کا انتقال ہوگیا، اس کے جانشین اس کا بیٹا عثمان غازی تھا، عثمان اپنے والد کی طرح پکا مسلمان، بہادر اور حوصلہ مند تھا، اس نے بھی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا ، ادھر سلطان علاء الدین سلجوقی ایک جنگ میں شہید ہوئے ، اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین بھی تاتاریوں کے ہاتھوں مارا گیا، 1299ء میں سلجوق سلطنت بالکل ختم ہوگئی، عثمان غازی نے اپنے تمام مفتوحہ علاقوں میں اپنی خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، یوں سلجوقی سلطنت سے علیحدہ عثمانی سلطنت قائم ہوئی ، سلجوقوں کے لئے یہ بات تشویش کا باعث ہوتی لیکن وہ اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے

مکمل زوال پذیر ہو چکے تھے، امیر عثمان غازی نے بہت سے شہروں اور قلعوں کو فتح کیا اور ینی شہر جو کہ برصہ کا ایک ضلع تھا، کو اپنا دارالحکومت بنایا، سلطان عثمان کو سلطنت ملنا اور ایک مضبوط اسلامی سلطنت کا قائم ہونا، اللہ کی مرضی تھی، اس سلطنت کے قائم ہونے کے بعد مسلمان متحد ہونا شروع ہوئے، برصہ کی فتح کے بعد سلطان عثمان بیمار ہوئے اور 1323ء کو وفات پائی، مرنے سے پہلے اپنے بیٹے اورخان کو ایک طویل نصیحت کی. اورخان سلطان بنا اور اپنے باپ کی پالیسی کو جاری رکھا، جب سلطان عثمان کا انتقال ہوا تو سلطنت کا رقبہ 16,000 مربع کلو میٹر تھا، ڈیڑھ سو سال کے اندر اندر یہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت بن گئی، سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کر کے نبی کریم ﷺ کی حدیث بھی پوری کر دی اور اپنے بہترین ہونے کا ثبوت دیا، سلطنتِ عثمانیہ کے نویں سلطان، سلطان سلیم اول نے مصر میں موجود عباسی خلافت ختم کر کے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا، یوں خلافت بھی ان کی ہوئی اور سلطان سلیم اول سلطنتِ عثمانیہ کے پہلے خلیفہ بنے، یہ سلطنت 623 سال قائم رہی اور 1922ء میں ختم ہوئی۔

مفتی شکیل منصور صاحا القاسمی، صدر مفتی سورینام جنوب امریکہ ڈاکٹر محمد عزیر صاحب کی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''ایک خراسانی الاصل ترک قبیلہ "ترکان غز" سلیمان خان کی سرداری میں ہجرت کر کے" آرمینا" میں آباد ہوا، سلجوقی سلطنت کے حکمراں علاء الدین کیقباد پر اس کے پایہ تخت" قونیہ" میں سن 621 ہجری میں چنگیز خان نے فوج کشی کی، سلیمان خان نے اپنے جانباز بیٹے" ارطغرل" کی سپہ سالاری میں چارسو چوالیس 444 جنگجوؤں کو مدد کے لئے بھیجا، ارطغرل نے تاتاریوں کو عبرتناک شکست دی، اس پہ خوش ہو کے سلجوقی سلطان نے ارطغرل کو انتہائی زرخیز علاقہ "سغوت" جاگیر میں دیا،

علاء الدین کیقباد کی وفات کے بعد اس کے بیٹے غیاث الدین کیخسرو سلجوقی سن 634 ہجری میں تخت نشیں ہوا، سن 687 ہجری میں ارطغرل کے گھر ایک لڑکا تولد ہوا جسکا نام عثمان خان رکھا گیا، سلطان غیاث الدین نے اپنی بیٹی کی شادی بھی عثمان خان سے کردی، تاتاریوں کے حملے میں غیاث الدین جب مقتول ہوگیا تو عثمان خان سن 1299ء میں قونیہ پہ مسند نشیں ہوگیا، اور یہیں سے سلطنت عثمانیہ کے نام سے ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد پڑگئی، اور اسرائیل بن سلجوق کی اولاد کی جو سلطنت 470 ہجری میں قائم کی گئی تھی اس کا چراغ گل ہوگیا۔ خلافتِ راشدہ، خلافت امویّہ اور خلافتِ عباسیہ کے بعد اسلامی تاریخ کی چوتھی بڑی خلافت عثمانیہ تھی، جو تقریباً ۲ کروڑ مربع کلومیٹر پر محیط تھی، سلطنت عثمانیہ سن 1299ء سے 1922ء تک قائم رہنے والی ایک مسلم سلطنت تھی جس کے حکمران ترک تھے۔ اپنے عروج کے زمانے میں (16ویں 17ویں صدی) یہ سلطنت تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی اور جنوب مشرقی یورپ، مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کا بیشتر حصہ اس کے زیرنگیں تھا۔ اس عظیم سلطنت کی سرحدیں مغرب میں آبنائے جبرالٹر، مشرق میں بحیرۂ قزوین اور خلیج فارس اور شمال میں آسٹریا کی سرحدوں، سلوواکیہ اور کریمیا (موجودہ یوکرین) سے جنوب میں سوڈان، صومالیہ اور یمن تک پھیلی ہوئی تھی۔ مالدووا، ٹرانسلوانیا اور ولاچیا کے باجگذار علاقوں کے علاوہ اس کے 29 صوبے تھے۔(۱) سلاطین عثمانی کی مجموعی تعداد 37 ہے، عثمانی سلطنت کے تیسرے سلطان مراد اوّل نے یورپ میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے، اور ساتویں عثمانی سلطان، محمد فاتح نے قسطنطنیہ (شہرِ قیصر) فتح کر کے گیارہ سو سال سے قائم بازنطینی سلطنت کا خاتمہ کر کے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فتح قسطنطنیہ کے

---

(۱) ''تاریخ سلطنت عثمانیہ'' ڈاکٹر محمد عزیر، مطبوعہ دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ۔

حوالے سے وارد ہونے والی بشارت کا مصداق بنے سلطنت عثمانیہ کا دائرہ دن بہ دن بڑھتا ہی جارہا تھا، دارالسلطنت قسطنطنیہ (استنبول) تھا، مصر اردن، عراق، شام، اور حجاز مقدس کے علاوہ اکثر عربی علاقے خلافت عثمانیہ کے زیر نگیں تھے فلسطین بھی اسی کی ریاست تھی، شہر بیت المقدس بھی اسی کے شہروں میں تھا۔

## ارطغرل کون تھے؟

اسلامی تاریخ کا بہت ہی عظیم اور مشہور کردار ہے ارطغرل غازی-ترکی کی خلافتِ عثمانیہ کے بانی عثمان اول کے والدمحترم کا نام ارطغرل تھا، ترکی زبان کا لفظ ہے اور دو لفظوں "ار" اور "طغرل" سے مل کر بنا ہے، "ار er" کے معنی آدمی، سپاہی یا ہیرو کے ہیں جبکہ "طغرل tuğrul" کے معنی عقاب پرندے کے آتے ہیں، جو مضبوط شکاری پرندہ کے طور پر مشہور ہے، یوں "ارطغرل" کے معنی عقابی شخص، عقابی سپاہی یا شکاری ہیرو وغیرہ ہوں گے، ترک اوغوز کی شاخ قائی قبیلہ کے سردار سلیمان شاہ کے بیٹے اور سلطنت عثمانیہ کے بانی عثمان اول کے والد تھے، ارطغرل کا تعلق غز ترک قبائل کی شاخ قائی قبیلہ سے تھا اور ان کا خاندان بیگ (سردار) کہلاتا تھا، یہ قبیلہ عقیدتاً اہل سنت والجماعت سے منسلک اور مسلکاً حنفی تھا، 1191ء کے آس پاس ان کی ولادت ہوئی، جب کہ 1281ء ان کا سن وفات بتایا جاتا ہے، یہ انتہائی درجہ کے بہادر، نڈر، بے خوف، عقلمند، ایماندار اور بارعب سپاہی تھے۔ساری عمر سلجوقی حکومت کے وفادار رہے، سلطان علاء الدین کیقباد نے ارطغرل غازی کی بے لوث اور جرأت مندانہ و ایماندارانہ خدمات سے متأثر ہو کر ان کو "سوغوت" اور اس کے نواح میں واقع دوسرے شہر بطور جاگیر عطا کئے، اور ساتھ ہی سردار اعلیٰ کا عہدہ بھی مرحمت کیا۔ارطغرل غازی کی سیاسی

سوجھ بوجھ اور فطری بہادری نے تمام ترک قبائل کو ان کا گرویدہ بنا دیا، اور وہ تمام ترک قبائل ان کے ماتحت آگئے۔ ان کی زندگی کے آخری ایام میں سلجوقی سلطنت بہت کمزور ہوگئی تھی جب کہ پورے اناطولیہ (موجودہ ترکی) پر منگول قابض ہو چکے تھے۔ ان حالات سے وہ بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ ایک عظیم اسلامی سلطنت کا قیام عمل میں آنا چاہیے۔ ان کی اس خواہش کو ان کے چھوٹے بیٹے عثمان اول نے پورا کیا اور ایک عظیم الشان سلطنت سلطنت عثمانیہ کی بنیاد رکھی، ارطغرل غازی زندگی بھر اسلام کی سربلندی کے خاطر باطل طاقتوں سے نبرآزما رہے وہ اپنے زمانہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نظیر تھے۔ (۱)

ڈرامے میں ارطغرل ایک ایسے کردار کے طور پر ابھرتا ہے جو حق کے راستے پر چل کر انصاف کے لئے لڑتا ہے۔ ایک ایسا کردار جو ہاتھوں میں تلوار لئے جنگجو بھی ہے، جبکہ اپنے والد یعنی قبیلے کے سردار کا ایک اچھا مشیر اور نائب بھی ہے۔ گھوڑے کی پیٹھ پر لمبے سفر کرنے والا ارطغرل رستے میں ایک ہوشیار شکاری نظر آتا ہے۔ نماز کے اوقات میں ارطغرل اپنے ساتھیوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتا ہے تو کھانے کی میز پر ترک میوزک کا دلدادہ نظر آتا ہے۔ اپنے بھائی کا اطاعت گزار ارطغرل دشمنوں میں رعب و دبدبہ رکھتا ہے، اس کی رہنمائی وقت کے بڑے صوفی و عارف محی الدین ابن عربی کرتے ہیں۔ ابن عربی وہ جنہوں نے ابن رشد کے نماز جنازہ میں شرکت کی اسے امام کہہ کر پکارا ایک حقیقی کردار ہیں جنہیں ارطغرل میں ایک درویش صوفی کے روپ میں دکھایا جاتا ہے۔

---

(۱) qindeelonline.com...

## سلطان عبدالحمید کون تھے؟

سلطان عبدالحمید کی ولادت ۱۸۴۲ء کو ہوئی جب ان کے والد سلطان عبد المجید خلیفہ تھے۔سلطان عبدالمجید پہلے عثمانی خلیفہ ہیں جنہوں نے انقلاب فرانس اور یورپ کے صنعتی انقلاب کے نتیجہ میں رونما ہونے والے فکری اور نظریاتی رجحانات کو خلافت عثمانیہ کی حدود میں آنے کا موقع فراہم کیا۔انہوں نے ۱۸۵۴ء اور ۱۸۵۶ء میں دو فرمان جاری کیے جن میں سیاسی تنظیموں کے قیام کی اجازت دی گئی اور سیاسی و جمہوری عمل کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ان کے بارے میں مقدمہ نگار کا کہنا ہے کہ وہ اپنے وزیر رشید پاشا کے زیر اثر تھے جس کا تعلق فری میسن سے تھا اور اس نے ترکی میں مغربی فکر کے فروغ کے لیے مسلسل کام کیا،سلطان عبدالمجید کی وفات کے بعد ان کے بھائی سلطان عبدالعزیز تخت پر متمکن ہوئے اور ان کے بارے میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مرحوم بھائی کے ہم خیال تھے اور مغربی فکر وفلسفہ کے فروغ کی حمایت کرتے تھے۔انہی کے دور میں ''انجمن نوجوانان ترکی'' کا قیام عمل میں لایا گیا جو ترکی معاشرہ کو مغربی فلسفہ میں مکمل طور پر ڈھالنے کے لیے وجود میں آئی۔ ۱۸۶۰ء میں تشکیل پانے والی اس سیاسی جماعت نے ۱۸۷۵ء تک یہ پوزیشن حاصل کر لی کہ اس کی کوششوں سے سلطان عبدالعزیز کو معزول کر کے شاہی خاندان کے ۳۶ سالہ نوجوان سلطان مراد کو تخت نشین کر دیا گیا جس کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے کہ وہ برطانوی ولی عہد کا ذاتی دوست،فری میسن کارکن،اور انجمن نوجوانان ترکی کے پروگرام کا پرجوش حامی تھا۔لیکن اس کے ساتھ یہ المیہ پیش آیا کہ اس کے تخت نشین ہونے کے چند روز بعد اس کے پیش رو معزول سلطان عبدالعزیز کو قتل کر دیا گیا اور یہ مشہور کر دیا گیا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔اس کا اثر سلطان مراد پر یہ ہوا کہ اس کا دماغ مختل ہو گیا

اور وہ تخت پر بیٹھنے کے بعد ۹۰ دن تک کسی پبلک تقریب میں شریک نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ اسے معزول کرنے اور اس کی جگہ سلطان عبد الحمید کو تخت نشین کرنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہا۔ چنانچہ سلطان مراد کی معزولی کے بعد ۱۸۷۶ء تک خلیفۃ المسلمین کے طور پر انہوں نے فرائض سر انجام دیے اور پھر انہیں بھی معزول کر کے نظر بند کر دیا گیا، سلطان عبد الحمید مغربی فلسفہ کی مفید باتوں کو قبول کرنے کے حق میں تھے اور اس کی روشنی میں اپنے نظام میں ضروری تبدیلیاں لانے کے لیے تیار تھے۔ جیسا کہ خود سلطان عبد الحمید کی ایک تحریر کا انہوں نے حوالہ دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: ''یہ کہنا درست نہیں ہے کہ میں مغرب کی طرف سے آنے والی ہر تبدیلی کا مخالف ہوں۔ البتہ میں جلد بازی کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ نرمی اور اعتدال کے ساتھ فطری رفتار سے ضروری تبدیلیوں کو قبول کیا جائے اور ہمیں جن باتوں میں اللہ تعالیٰ نے برتری دے رکھی ہے انہیں آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے۔ اسلام ترقی کا مخالف نہیں ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ داخلی ضروریات کو ترقی کی بنیاد بنایا جائے اور بیرونی قوتوں کے اغراض و مقاصد کو خاطر میں نہ لایا جائے۔'' (روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، تاریخ اشاعت ۲۴ : نومبر ۱۹۹۹ء)

## خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں یہودی کردار

یہودی عالمی سطح پر فلسطین میں آباد ہونے اور اسرائیلی ریاست کے قیام کے ساتھ ساتھ بیت المقدس پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے اور اس کے لیے مختلف حوالوں سے راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ سلطان عبد الحمید مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ یہودیوں کی عالمی تنظیم کا وفد ان کے پاس آیا اور ان

سے درخواست کی کہ انہیں فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ عثمانی سلطنت کے قانون کے مطابق یہودیوں کو فلسطین میں آنے کی اور بیت المقدس کی زیارت کی اجازت تو تھی مگر وہاں زمین خریدنے اور آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ بیسویں صدی کے آغاز تک پورے فلسطین میں یہودیوں کی کوئی بستی نہیں تھی، یہودی دنیا کے مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے تھے اور کسی ایک جگہ بھی ان کی ریاست یا مستقل شہر نہیں تھا۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے یہ درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے بارے میں یہودیوں کا عالمی منصوبہ ان کے علم میں آچکا تھا اس لیے ان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس صورتحال میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیتے۔

سلطان مرحوم کا کہنا ہے کہ دوسری بار یہودی لیڈروں کا وفد ان سے ملا تو یہ پیشکش کی کہ ہم سلطنت عثمانیہ کے لیے ایک بڑی یونیورسٹی بنانے کے لیے تیار ہیں جس میں دنیا بھر سے یہودی سائنس دانوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے لیے یہودی سائنسدان خلافت عثمانیہ کا ہاتھ بٹائیں گے، اس کے لیے انہیں جگہ فراہم کی جائے اور مناسب سہولتیں مہیا کی جائیں۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے وفد کو جواب دیا کہ وہ یونیورسٹی کے لیے جگہ فراہم کرنے اور ہر ممکن سہولتیں دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ یہ یونیورسٹی فلسطین کی بجائے کسی اور علاقہ میں قائم کی جائے۔ یونیورسٹی کے نام پر وہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دیں گے لیکن وفد نے یہ بات قبول نہ کی۔

سلطان عبدالحمید مرحوم نے لکھا ہے کہ تیسری بار پھر یہودی لیڈروں کا وفد ان سے ملا اور یہ پیشکش کی کہ وہ جتنی رقم چاہیں انہیں دے دی جائے گی مگر وہ

صرف یہودیوں کی ایک محدود تعداد کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ سلطان مرحوم نے اس پر سخت غیظ وغضب کا اظہار کیا اور وفد کو ملاقات کے کمرے سے فوراً نکل جانے کی ہدایت کی نیز اپنے عملہ سے کہا کہ آئندہ اس وفد کو دوبارہ ان سے ملاقات کا وقت نہ دیا جائے۔

اس کے بعد ترکی میں خلافت عثمانیہ کے فرمانروا سلطان عبدالحمید مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک کی آبیاری کی گئی اور مختلف الزامات کے تحت عوام کو ان کے خلاف بھڑکا کر ان کی حکومت کو ختم کرا دیا گیا۔ چنانچہ حکومت کے خاتمہ کے بعد انہوں نے بقیہ زندگی نظر بندی کی حالت میں بسر کی اور اسی دوران مذکورہ یادداشتیں تحریر کیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں خلافت سے برطرفی کا پروانہ دینے کے لیے جو وفد آیا اس میں ترکی پارلیمنٹ کا یہودی ممبر قرہ صو بھی شامل تھا جو اس سے قبل مذکورہ یہودی وفد میں بھی شریک تھا۔ اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ سلطان مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک اور ان کی برطرفی کی یہ ساری کارروائی یہودی سازشوں کا شاخسانہ تھی۔

سلطان عبدالحمید مرحوم ایک باغیرت اور باخبر حکمران تھے جنہوں نے اپنی ہمت کی حد تک خلافت کا دفاع کیا اور یہودی سازشوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن ان کے بعد بننے والے عثمانی خلفاء کٹھ پتلی حکمران ثابت ہوئے جن کی آڑ میں مغربی ممالک اور یہودی اداروں نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ایجنڈے کی تکمیل کی اور ۱۹۲۴ء میں خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔ ترکوں نے عرب دنیا سے لاتعلقی اختیار کر کے ترک نیشنلزم کی بنیاد پر سیکولر حکومت قائم کرلی، جبکہ مکہ مکرمہ کے گورنر حسین شریف مکہ نے، جو اردن کے موجودہ حکمران شاہ عبداللہ کے پردادا تھے، خلافت عثمانیہ کے خلاف مسلح بغاوت کر کے عرب خطہ کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ انہیں یہ چکمہ دیا گیا تھا کہ

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد ان کی خلافت عالم اسلام میں قائم ہو جائے گی مگر ان کے ایک بیٹے کو عراق اور دوسرے بیٹے کو اردن کا بادشاہ بنا کر ان کی عرب خلافت کا خواب سبوتاژ کر دیا گیا۔حجاز مقدس پر آل سعود کے قبضہ کی راہ ہموار کر کے حسین شریف کو نظر بند کر دیا گیا جنہوں نے باقی زندگی اسی حالت میں گزاری۔

## فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ اور علماء کی کوشش

اس دوران فلسطین پر برطانیہ نے قبضہ کر کے اپنا گورنر بٹھا دیا جس نے یہودیوں کو اجازت دے دی کہ وہ فلسطین میں آ کر جگہ خرید سکتے ہیں اور آباد ہو سکتے ہیں۔چنانچہ دنیا کے مختلف ممالک سے منظم پروگرام کے تحت یہودیوں نے فلسطین میں آ کر آباد ہونا شروع کیا۔وہ فلسطین میں جگہ خریدتے تھے اور اس کی دوگنی چوگنی قیمت ادا کرتے تھے۔فلسطینی عوام نے اس لالچ میں جگہیں فروخت کیں اور علماء کرام کے منع کرنے کے باوجود محض دگنی قیمت کی لالچ میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کا موقع فراہم کیا۔اس وقت عالم اسلام کے سرکردہ علماء کرام نے فتویٰ صادر کیا کہ چونکہ یہودی فلسطین میں آباد ہو کر اسرائیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں اور بیت المقدس پر قبضہ ان کا اصل پروگرام ہے اس لیے یہودیوں کو فلسطین کی زمین فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔یہ فتویٰ دیگر بڑے علماء کرام کی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی جاری کیا جو ان کی کتاب ''بوادر النوادر'' میں موجود ہے۔مگر فلسطینیوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور دنیا کے مختلف اطراف سے آنے والے یہودی فلسطین میں بہت سی زمینیں خرید کر اپنی بستیاں بنانے اور آباد ہونے میں کامیاب ہو گئے۔حتیٰ کہ ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ نے یہودیوں کو فلسطین کے ایک حصے کا حقدار تسلیم کر کے ان کی ریاست کے حق کو جائز قرار

دے دیا اور فلسطین میں اسرائیل اور فلسطین کے نام سے دو الگ الگ ریاستوں کے قیام کی منظوری دے دی جس کے بعد برطانوی گورنر نے اقتدار یہودی حکومت کے حوالہ کر دیا۔اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عالم اسلام کے دشمن کس قدر چوکنا، باخبر اور مستعد ہیں ۔اوراس کے مقابلہ میں ہماری بے حسی، بے خبری اور ناعاقبت اندیشی کی سطح کیا ہے؟ برطانوی گورنر نے اقتدار یہودی حکومت کے حوالہ کر دیا،خلافت عثمانیہ کے سقوط کے اس سارے سازشی تانے بانے کے پیچھے گریٹر اسرائیل کا قیام، مسجد اقصی کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور مسلمانوں کے قبلہ اول پہ ناپاک تسلط وقبضہ کارفرما تھا۔مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور گروہی عصبیتوں نے صہیونیوں کو اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا:

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ،اوروں کی عیاری بھی دیکھ
صورت آئینہ سب کچھ دیکھ اور خاموش رہ
شورش امروز میں محو سرود دوش رہ

(حضرت مولانا ابوعمار زاہد الراشدی ،روزنامہ اسلام، لاہور، تاریخ اشاعت ۱۷ : مارچ ۲۰۰۳ء)

## خلافت عثمانیہ سے مسلمانوں کا تعلق

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ سے گہری محبت رہی ہے۔پہلی عالمی جنگ کے بعد جب خود ترک قوم اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں خلافت کا بستر لپیٹ رہی تھی، برصغیر کے کونے کونے میں نہ صرف مسلمان تحریک خلافت چلا رہے تھے بلکہ مسلمان عورتوں نے خلافت کے دفاع کے لئے اپنے زیور تک اتار کر چندے میں دے دیے۔اس دور کا ادب بھی

اس مذہبی حمیت کی گواہی دیتا ہے۔ایک طرف تو مولانا محمد علی اور شوکت علی کی والدہ سے منسوب وہ ترانہ نما مصرع مقبول عام تھا "بولیں اماں محمد علی کی، جان بیٹا خلافت پہ دے دو"۔ دوسری طرف گلی گلی میں بچے گاتے پھرتے تھے "مصطفیٰ کمال وے، تیریاں دور بلاواں"۔ایک ہی وقت میں خلافت کے لئے جان دینے اور مصطفیٰ کمال کی بلائیں دور ہونے کی دعاؤں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند کا سیاسی اور تاریخی شعور کس درجہ بلند تھا۔حقیقت یہ ہے کہ آج کی طرح اس زمانے میں بھی ہندوستانی مسلمان عالمی حالات و واقعات سے بڑی حد تک بے خبر تھے۔ساڑھے آٹھ سو برس تک ہندوستان پر حکومت کرنے والے مسلمان بادشاہوں نے کبھی ترکی کے خلیفہ کی اطاعت کا اعلان نہیں کیا۔تاہم پہلی عالمی جنگ ختم ہونے کے بعد جب سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھر گیا تو مسلمانوں کو خیال آیا کہ عثمانیہ خلافت تو مسلم امہ کا ایک جزو لاینفک تھی۔

## خلافت عثمانیہ کا دوام کرامت تھا

عثمان یا پھر ان کے والد نے ایسا کیا کیا کہ صرف اسی خاندان کا راج قبیلے سے چھوٹی ریاست اور پھر اناطولیہ کی بڑی سلطنت بننے سے تین براعظموں میں پھیلا اور پھر خلافت میں تبدیل ہوا،سلطنت عثمانیہ کی بنیاد 14ویں صدی کے اوائل میں رکھی گئی اور یہ 20ویں صدی میں ختم ہوئی۔اس دوران ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والے 37 سلطان اس کی مسند پر بیٹھے،ایک مؤرخ کے مطابق کسی خاندان کا مسلسل اتنی دیر حکومت کرنا معجزے سے کم نہیں ہے،سلطنت عثمانیہ کے آغاز کے بارے میں سب سے زیادہ سنی جانے والی روایت کے مطابق عثمان نے اپنی ابتدائی کامیابیوں کے بعد ایک خواب دیکھا تھا اس خواب میں انھوں نے دیکھا کہ ایک درویش شیخ ادیبالی کے

سینے سے چاند نمودار ہوتا ہے اور اس کے اپنے سینے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس پیٹ سے ایک بہت بڑا درخت نکلتا ہے جس کا سایہ پوری دنیا پر چھا جاتا ہے، اس درخت کی شاخوں کے نیچے چشمے بہتے ہیں جن سے لوگ پانی پیتے ہیں اور کھیت سیراب ہوتے ہیں۔ عثمان نے جب شیخ ادیبالی سے تعبیر پوچھی تو انھوں نے کہا کہ خدا نے عثمان اور اس کی اولاد کو دنیا کی حکمرانی کے لیے چن لیا ہے اور انھوں نے کہا کہ ان کے سینے سے نکل کر عثمان کے سینے میں داخل ہونے والا چاند ان کی بیٹی ہے اور جو اس خواب کے بعد عثمان کی اہلیہ بن گئیں۔

## خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کی سازش میں امت تین حصوں میں تقسیم

برطانوی استعمار نے خلافت عثمانیہ کے خاتمہ اور عربوں کو خلافت سے بے زار کرنے کے لیے مختلف عرب گروپوں سے ساز باز کی تھی اور نہ صرف لارنس آف عریبیہ بلکہ اس قسم کے بہت سے دیگر افراد و اشخاص کے ذریعہ عرب قومیت اور خود عربوں کے داخلی دائرہ میں مختلف علاقائی و طبقاتی عصبیتوں کو ابھارنے کے لیے ایک وسیع نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا۔ یہ اسی تگ ودو کا نتیجہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کا صدیوں تک حصہ رہنے والی عرب دنیا آج چھوٹے چھوٹے بے حیثیت ممالک میں بٹ کر رہ گئی ہے۔ ان کی بے وقعتی کا عالم یہ ہے کہ تیل کی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے سے اپنی حفاظت کے لیے مغربی ممالک کی فوجی قوت اور سیاسی سرپرستی کا سہارا لینے پر مجبور ہیں۔ اور مغربی استعمار ان کی اسی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیج عرب پر آہنی پنجے گاڑے بیٹھا ہے، برطانوی استعمار کے وسیع نیٹ ورک کا ایک حصے کا مختصر خاکہ جو اس زمین سے متعلق ہے جسے سعودی عرب کہا جاتا ہے اور جسے خلافت عثمانیہ سے باغی کرنا اس وقت برطانوی ایجنڈے کی

سب سے اہم شق کی حیثیت رکھتا تھا۔اس مقصد کے لیے دو گروپوں کو قابو کرنا ضروری سمجھا گیا۔ایک آل سعود تھے جو صدیوں سے نجد کے علاقہ کے حکمران تھے اور انہوں نے کسی دور میں بھی خلافت عثمانیہ کا حصہ بننا قبول نہیں کیا تھا بلکہ وہ مسلسل خلافت کے خلاف میدان جنگ میں محاذ آراء رہے۔جبکہ دوسرا مکہ مکرمہ کا حکمران خاندان تھا جس کے سربراہ حسین بن علی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے والی تھے اور شریف مکہ کہلاتے تھے۔ برطانوی حکمرانوں نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں کیا اور دونوں کے ساتھ ۱۹۱۸ء میں برطانوی نمائندوں کے باقاعدہ معاہدے ہوئے،آل سعود سے یہ کہا گیا کہ برطانیہ ان کی حکومت واقتدار کا تحفظ کرے گا اور اس بات کی ضمانت دے گا کہ اس علاقہ کی حکومت آل سعود کے خاندان میں ہی رہے گی۔جبکہ شریف مکہ حسین بن علی کو یہ لالچ دیا گیا کہ اگر وہ ترکوں کی خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کرکے ترک افواج کو حجاز مقدس سے نکال دے تو اسے امیر المومنین کی حیثیت سے تسلیم کرلیا جائے گا اور پورے عرب کی بادشاہت اسے سونپ دی جائے گی۔ چنانچہ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں دونوں گروپوں نے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔شریف مکہ نے 1817 میں خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کردی،یکم نومبر 1922ء کو مصطفی کمال پاشا نے استعماری طاقتوں کی ایما پر ترکی کی گرینڈ نیشنل اسمبلی کے ذریعے سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کی قرارداد منظور کی،اس وقت کے خلیفہ اسلام،عثمانی سلطان محمد وحید الدین ششم کو اٹلی کی طرف ملک بدر کردیا گیا،ان کے قریبی رشتہ دار عبدالمجید آفندی کو آخری وعلامتی عثمانی خلیفہ بنایا۔

مگر 3 مارچ 1924ء کو ترکی کی قومی اسمبلی نے ایک مرتبہ پھر اسلام دشمنی اور مغرب پروروں کا ثبوت دیتے ہوئے اتاترک کی قیادت میں

اسلامی خلافت کے خاتمے کا قانون بھی منظور کرلیا سلطنت عثمانیہ ختم ہوگئی اور یوں دنیائے اسلام رحمت عظیمہ خلافت اسلامیہ سے محروم ہوگئی، اسلامی شریعت کو معطل کر کے سرزمین خلافت کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک کو اپنا آئین، قانون، قومیت اور جھنڈا تھمانے کے ساتھ امت کا شیرازہ بکھیر دیا گیا، اسلام کی عادلانہ نظام معیشت کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام سے، اور لادینیت و اشتراکیت کو جمہوریت کے حسین لبادہ میں پیش کر دیا گیا۔

جب عرب دنیا خلافت عثمانیہ کے دائرہ سے نکل گئی تو ان دونوں گروپوں میں آل سعود کو زیادہ بااعتماد سمجھتے ہوئے انہیں نجد اور دیگر علاقوں کے ساتھ ساتھ حجاز مقدس کا علاقہ بھی دے دیا گیا جس کے نتیجہ میں سعودی مملکت قائم ہوئی۔ جبکہ شریف مکہ حسین بن علی کے ایک بیٹے کو اردن کا علاقہ سپرد کر کے اس کو بادشاہ بنا دیا گیا اور خود شریف مکہ عرب دنیا کی بادشاہت کی حسرت دل میں لیے دنیا سے رخصت ہوگیا۔

## برصغیر کے تین مذہبی مکاتب فکر کی الگ الگ حمایت

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ ان تین فریقوں یعنی خلافت عثمانیہ، شریف مکہ حسین بن علی، اور آل سعود کو برصغیر پاک و ہند کے تین مذہبی مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی، اور اہل حدیث کی الگ الگ حمایت حاصل تھی، خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے علمائے دیوبند میدان میں اترے اور برصغیر کی تحریک خلافت میں سب سے نمایاں کردار ان کا ہے، بلکہ جس وقت شریف مکہ حسین بن علی نے ترکوں کی خلافت کے خلاف بغاوت کو جائز قرار دلوانے کے لیے اپنے ہمنوا علماء سے فتویٰ لیا تو دیوبندی جماعت کے سربراہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اس وقت حرمین شریفین میں تھے۔ ان سے بھی اس فتویٰ پر دستخط کا تقاضا کیا گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اسی کی پاداش

میں شریف مکہ نے انہیں گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا اور وہ اپنے رفقاء مولانا سید حسین احمدؒ مدنی، مولانا عزیر گلؒ اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ مالٹا جزیرہ میں ساڑھے تین سال تک نظر بندر ہے۔

دوسری طرف بریلوی مکتبہ فکر کے سربراہ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے نہ صرف یہ کہ خلافت عثمانیہ کے خلاف شریف مکہ کے فتویٰ پر دستخط کیے بلکہ برصغیر میں بھی تحریک خلافت کی مخالفت کی (۱)۔ اس حوالہ سے ایک اور دلچسپ حقیقت یہ بھی ہے کہ ترکوں کی خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کے لیے بعض علماء کی طرف سے یہ دلیل پیش کی گئی کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الائمۃ من قریش کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ اور چونکہ ترکی خلفاء قریشی نہیں ہیں اس لیے ان کی خلافت شرعاً جائز نہیں ہے۔ جبکہ شریف مکہ حسین بن علی کا تعلق بنو ہاشم سے ہے اور وہ سید ہیں اس لیے انہیں خلیفہ منتخب کرنا ضروری ہے۔ اس کا جواب حضرت مولانا سید حسین احمدؒ مدنی نے دیا کہ جناب رسول اللہؐ کا یہ ارشاد گرامی بطور حکم نہیں ہے کہ خلیفہ لازماً قریشی ہی ہو بلکہ بطور خبر دار پیش گوئی کے ہے کہ میرے بعد امت کے حکمران قریش میں سے ہوں گے اور خلافت راشدہ اور خلافت بنو عباس کی صورت میں یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ جبکہ خلافت عثمانیہ پر امت کے علماء کا پانچ سو برس سے

---

(۱) جہاں تک مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی دینی خدمات کا تعلق ہے اس کا تذکرہ اور ان کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار ان کے ہر پیروکار کا حق ہے اور ملت اسلامیہ کے ایک بڑے گروہ کے مذہبی پیشوا کے طور پر ان کے اس مقام و مرتبہ اور استحقاق سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کا تعلق ہمارے موضوع سے نہیں ہے کیونکہ ہم تاریخ کے بعض واقعات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور تاریخ کے معاملات عقیدت و محبت کے حوالہ سے نہیں بلکہ مستند ماخذ اور حوالہ جات کی بنیاد پر طے پاتے ہیں۔ (روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، تاریخ اشاعت ۱۸ : جنوری ۲۰۰۱ء)

اجماع چلا آرہا ہے اس لیے وہ شرعی خلافت ہے اور اس کے خلاف بغاوت جائز نہیں ہے۔

جبکہ اہل حدیث علماء نے آل سعود کی حمایت ضروری سمجھی کیونکہ آل سعود نے نجد کے مصلح عالم اور داعی الشیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی حمایت حاصل کرلی تھی جنہوں نے شرکت و بدعت اور جاہلی رسوم کے خلاف جدوجہد اور توحید کے پرچار میں امتیاز حاصل کرلیا تھا اور اہل حدیث حضرات اس حوالہ سے خود کو ان کے بہت زیادہ قریب سمجھتے تھے۔ خلافت عثمانیہ کے خلاف برطانوی حکومت کے ساتھ آل سعود کے مراسم پر الشیخ محمد بن عبدالوہابؒ خوش نہیں تھے اور ان کی زندگی کے آخری دور کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عبادت کے لیے اجتماعی سرگرمیوں سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہو گئے تھے، یہ بات درست نہیں ہے۔ بلکہ اصل قصہ یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کے خلاف اس وقت کے آل سعود کی برطانوی حکومت کے ساتھ ساز باز پر شیخ موصوف ناراض ہو گئے تھے اور اصلاح احوال کا کوئی چارہ نہ پا کر خانہ نشین ہو گئے تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد آل سعود کے لیے کوئی مؤثر رکاوٹ باقی نہ رہی اور ہمارے اہل حدیث حضرات توحید کے پرچار اور چند قبے گرانے کی خوشی میں آج تک آل سعود کے ساتھ وفادارانہ تعلق کے اظہار کو اپنے لیے باعث فخر سمجھ رہے ہیں۔

برصغیر کے ان تین مکاتب فکر کی طرف سے سعودی عرب کے تین الگ الگ گروپوں کے ساتھ وابستگی اور حمایت کا یہ اظہار آج بھی جاری ہے، اہل حدیث حضرات بدستور آل سعود اور ان کے ہمنوا سلفی علماء کا ساتھ دے رہے ہیں اور بریلوی حضرات کی طرف سے ان حجازی علماء کے ساتھ روابط کو مستحکم کرنے کے لیے کام جاری ہے جو نجدی علماء کے ساتھ بہت سے امور میں متفق نہیں ہیں۔ ان حجازی علماء کی قیادت الشیخ محمد بن علوی مالکی کر رہے ہیں

جو مکہ مکرمہ کے بڑے علماء میں سے ہیں۔ وہ نجدی علماء کے تصورات کے برعکس تصوف و احسان کا علمی ذوق رکھتے ہیں اور نجدی علماء کے ساتھ جن مسائل پر ان کے مباحثے ہوتے رہتے ہیں ان میں مولود شریف کے علاوہ یہ مسئلہ بھی شامل ہے کہ لیلۃ القدر کو زیادہ فضیلت حاصل ہے یا آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت والی رات زیادہ افضل ہے۔ اسی وجہ سے شیخ علوی مالکی کے ساتھ بریلوی اکابر کے روابط میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ سعودی عرب کے وہ علماء اور دانشور جو ان مباحث سے صرف نظر کرتے ہوئے اجتماعی نظام کی اصلاح، خلیج عرب سے امریکی افواج کی واپسی، تیل کے چشموں پر عرب ممالک کے کنٹرول کی بحالی، اور خلیجی ممالک میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سرگرم ہیں اور مسلسل صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، مثلاً الشیخ اسامہ بن لادن، ڈاکٹر سفر الحوالی، الشیخ علی بن عبد الرحمان الحذیفی، ڈاکٹر سلمان عودہ، اور ڈاکٹر محمد المسعری جیسے مجاہدین تو ان کی حمایت میں بریلوی اور اہل حدیث دونوں مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام کو ابھی تک تامل ہے۔ ان کے حق میں اگر کسی حلقہ سے آواز اٹھتی ہے تو وہ دیوبندی علماء کرام کا حلقہ ہے جو ان علماء کرام کے سلفی اور نجدی ہونے کے باوجود سب اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی جدوجہد کی مسلسل حمایت کر رہا ہے۔ اور یہ ان علماء اور دانشوروں پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ یہ حق کی حمایت ہے جو ہر دور میں اکابر علماء دیوبند کا وطیرہ رہی ہے۔ (حضرت مولانا ابو عمار زاہد الراشدی، روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، تاریخ اشاعت ۱۸ : جنوری ۲۰۰۱ء)

## سلطان ابن سعود اور سرپرستی کا معاہدہ

پہلی جنگ عظیم کے دوران خلافت عثمانیہ کو جرمنی کی حمایت کی سزا دینے اور اس بہانے سے اس کا وجود ختم کرنے کے لیے حکومت برطانیہ نے عرب

ممالک کو خلافت عثمانیہ سے باغی کرنے کا پروگرام بنایا۔اور خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے والی حسین بن علی کو، جسے شریف مکہ کہا جاتا تھا، اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ اگر وہ خلافت عثمانیہ سے بغاوت کا اعلان کردے تو اسے پورے عرب کا بادشاہ بنادیا جائے گا اور ترک خلیفہ کی بجائے اس کے سر پر خلیفۃ المسلمین کا تاج رکھ دیا جائے گا۔اس مقصد کے لیے شریف مکہ کے بیٹے امیر عبد اللہ اور برطانوی نمائندہ لارڈ کچر کے درمیان ۱۹۱۵ء میں قاہرہ میں باقاعدہ معاہدہ طے پایا جس کے مطابق شریف مکہ نے خلافت عثمانیہ سے بغاوت کر کے میدان جنگ میں ترک فوجوں کو شکست دی۔لیکن جب ترک فوجیں شکست کھا کر پسپا ہوگئیں اور عرب ممالک سے خلافت عثمانیہ کا اقتدار ختم ہوا تو انگریزوں نے شریف مکہ حسین بن علی کو عرب دنیا کا بادشاہ تسلیم کرنے کی بجائے اس کے بیٹے امیر عبداللہ کو دریائے اردن کے کنارے پر ایک پٹی کا بادشاہ بنا دیا جو اردن کی مملکت ہاشمیہ کے نام سے معروف ہے۔اور اردن کے موجودہ بادشاہ عبداللہ اسی امیر عبداللہ کے پڑپوتے ہیں۔جبکہ حجاز مقدس میں آل سعود کو آگے بڑھایا جو اس سے پہلے نجد اور اس کے اطراف کے حکمران تھے، انہوں نے شریف مکہ حسین بن علی کو شکست دے کر حجاز مقدس پر قبضہ کیا اور سعودی مملکت قائم کرلی۔

شریف مکہ کے ہاتھوں خلافت عثمانیہ کی فوجوں کی شکست کے بعد آل سعود کے اچانک آگے بڑھنے اور اس سے حجاز مقدس کا کنٹرول چھین لینے سے عام مسلمانوں کو یہ اطمینان ہوا کہ ایک غدار کو اپنے جرم کی سزا مل گئی ہے اور اس کی جگہ حجاز مقدس ایک مذہبی اور دیندار خاندان کی تحویل میں آگیا ہے۔ لیکن اصل حقیقت یہ تھی کہ اس خاندان کے پیچھے بھی برطانوی حکومت تھی اور اس کی منصوبہ بندی کے مطابق اس سارے ڈرامے کی تکمیل ہوئی۔

سعودی مملکت قائم ہونے کے بعد اس کی طرف سے مزارات اور مقابر کے انہدام کے حوالہ سے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں اضطراب اور تشویش پیدا ہوئی تو مختلف دینی حلقوں نے مسلمانوں کے جذبات سعودی حکومت تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ان میں ایک لکھنو کی جمعیۃ خدام الحرمین بھی تھی جو فرنگی محل کے معروف علمی مرکز کے سربراہ حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی کی کوششوں سے قائم ہوئی۔ اس کا ایک وفد ۱۹۲۶ء میں حجاز مقدس گیا اور سعودی مملکت کے بانی شاہ عبد العزیز بن سعود مرحوم سے ملاقات کر کے انہیں ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اس وفد کے دورہ کی رپورٹ جمعیۃ خدام الحرمین کے سیکرٹری جنرل شیخ مشیر حسین قدوائی بار ایٹ لاء نے لکھنو سے شائع کی جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ اور اس میں ایک ضمیمہ کے طور پر اس معاہدہ کا متن عربی اور اردو زبانوں میں درج ہے جو ۱۹۱۵ء میں کویت میں شاہ عبد العزیز بن سعود اور برطانوی نمائندہ لیفٹیننٹ کرنل سر پرسی کاکس کے درمیان تحریری طور پر طے پایا۔ اس معاہدہ کے بعد آل سعود کے سربراہ شاہ عبد العزیز کو برطانوی حکومت کی طرف سے ''ستارہ ہند'' کے سرکاری اعزاز سے بھی نوازا گیا۔ اور سر پرسی کاکس نے شاہ عبد العزیز کے سینے پر ''ستارہ ہند'' کا تمغہ آویزاں کرنے کے بعد جو گروپ فوٹو کھنچوایا وہ بھی اس رپورٹ میں موجود ہے۔

اس پس منظر میں معاہدہ کا متن ملاحظہ فرمائیے:

''چونکہ حکومت عالیہ برطانیہ اور نجد واحساء وقطیف وجبیل اور اس کے ملحق مقامات کے حاکم عبد العزیز بن عبد الرحمان بن فیصل السعود کی خود اور اپنے ورثاء اور قبائل کی طرف سے ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ طرفین (برطانیہ اور ابن سعود) میں دوستانہ راہ و رسم کی تجدید ہو جائے اور فریقین کے اغراض و

مقاصد کے مضبوط کرنے کے لیے عمدہ تصفیہ ہو جائے، اس لیے حکومت برطانیہ نے سر پرسی کاکس بالقابہ نمائندہ برطانیہ متعینہ خلیج فارس کو سلطان ابن سعود سے مذکورہ بالا مقصد کا ایک معاہدہ طے کرنے کے لیے اپنا وکیل مقرر کیا۔ چنانچہ سر مذکور اور ابن سعود میں حسب ذیل امور پر معاہدہ طے ہوا کہ:

دفعہ نمبر (۱) حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہوگی، یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں۔ اور حکومت برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کے مستقل حاکم سلطان مذکور اور ان کے بیٹے اور ان کے جانشین ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد اس کے لڑکے بالے ان کے صحیح وارث ہوں گے۔ لیکن ان ورثاء میں سے ایک کو سلطنت کے لیے انتخاب وتقرر کی یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا کچھ بھی مخالف نہ ہو اور مشروط مندرجہ معاہدہ ہذا کی رو سے شخص مذکور برطانیہ کے خلاف نہ ہو۔

دفعہ نمبر (۲) اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ کے مشورہ کے بغیر یا اس کو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنے کی فرصت دیے بغیر حملہ آور ہوگی تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ نمبر (۳) ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ممالک مذکور بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو

ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ نمبر (۴) ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی حصے کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، متاجری یا اور کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت یا لائسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ نمبر (۵) ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کے لیے جو راستے سلطنت سے گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے اور ابن سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ نمبر (۶) ابن سعود اپنے پیشرو سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات روسائے عرب، عمان کے ان ساحلی علاقات جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں، اور جن کے حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدانہ تعلقات ہیں، کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

دفعہ نمبر (۷) اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لیے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

یہ معاہدہ کویت میں ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء کو طے پایا۔ اس پر سلطان عبدالعزیز بن سعود اور برطانوی نمائندہ بی زیڈ کاکس کے دستخط ہیں۔ اور اس کی توثیق

ہندوستان میں برطانوی وائسرائے چیمس فورڈ نے ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو شملہ میں اس پر دستخط ثبت کر کے کی۔اور اس پر سیکرٹری پولیٹیکل اینڈ فارن ڈیپارٹمنٹ حکومت ہند رے ایچ گرانٹ کے بھی دستخط ہیں۔اس معاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت برطانیہ نے شریف مکہ کے خاندان اور آل سعود سے ایک ہی سال کے دوران یعنی ۱۹۱۵ء میں دو الگ الگ معاہدے کیے۔اور شاید ابتدا میں اس کا پروگرام حجاز اور نجد میں دو الگ الگ حکومتوں کو قائم رکھنے کا تھا، لیکن شریف مکہ کو خلافت عثمانیہ سے بغاوت میں کامیابی کے بعد اپنے لیے زیادہ مفید نہ سمجھتے ہوئے حکومت برطانیہ کا ارادہ بدل گیا اور حجاز مقدس بھی آل سعود کی تحویل میں دے دیا گیا۔(حضرت مولانا ابوعمار زاہد الراشدی ،روزنامہ اوصاف،اسلام آباد، ۲۴ نومبر ۱۹۹۹ء)

## غدار مصطفی کمال اتاترک

جب سلطنت عثمانیہ انتہائی کمزور پڑ چکی تھی تو ایک غدار مصطفی کمال اتاترک نے یہودیوں امریکہ روس برطانیہ نیوزی لینڈ کے ساتھ اتحاد کرلیا اور انہوں نے عثمانیہ کے آخری سلطان پر دباؤ ڈالا اور ان کی فیملی ان کے نوکروں اور ان کی افواج سمیت انہیں ترکی سے نکال دیا اور آئندہ ترکی واپس آنے پر پابندی لگا دی اور اسطرح تین براعظموں پر پھیلی سلطنت ٹوٹ گی سلطنت ٹوٹنے سے 40 ملک وجود میں آئے تھے اتنی بڑی سلطنت تھی سلطنت ختم کرنے کے بعد مصطفی کمال اتاترک ترکی کا سلطان بن گیا اور وہ سارے کاموں جو یہودیوں نے نے بتائے تھے اس نے ان کے تحت ترکی پر نافذ کرنا شروع کر دیں ے اور جو ظلم اور جبر مصطفی کمال اتاترک نے ترکی پر کیا سلطنت عثمانیہ کو ختم کرنے کے بعد ان پر جو ظلم ڈھائے ان گنت ہیں۔

مصطفی کمال کے فاشزم نے ترکی کو بے راہ روی، بے دینی اور آوارگی کا

مرکز بنادیا تھا۔
مصطفی کمال کی مجہول الحال شخصیت کو اتاترک کالقب ان شرائط کی بنیاد پر ملاتھا:
تین معاہدے جو سلطنت عثمانیہ کے آخری سلطان سے کروائے گئے تھے جن کے تحت ترکی پر ۱۰۰ رسال کی پابندی لگادی گئی علاوہ ازیں:
٭ اسلامی شعائر کا خاتمہ ٭ اسلامی قانون کا خاتمہ ٭ ترکی معدنی ذخائر نہ نکال سکے ٭ اور نہ بحری ٹیکس لے سکے گا٭
مصطفی کمال ترکی کی ہی سپاہ تھی جس نے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کرکے ترکی میں تمام دینی ادارے اور مساجد بند کردیں،عربی زبان پڑھنے اور پڑھانے پر پابندی عائد کردی تھی حتیٰ کہ عربی زبان میں آذان دینے پر بھی پابندی عائد کردی تھی جب وزیراعظم عدنان میندریس نے عربی زبان اور دینی ادارے بحال کیئے تو فوج نے تختہ الٹ کرانھیں سرعام تختہ دار پر لٹکادیا۔عورتوں کے حجاب پر پابندی کردی،ترکی کی فوج میں اسی سال تک نماز پڑھنے پر پابندی عائد رہی جو رجب طیب ایردووان نے ہٹائی ہے۔
مصطفی کمال کے دور میں اتنا جبر تھا کہ ۴۰ رسال قبل وہاں تعلیم کے لئے جانے والے ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا: وہاں کوئی نماز پڑھتا نظر آجاتا تو سیکولر حضرات ایکشن میں آجاتے۔میں نے نماز پڑھنا چاہی تو دوستوں نے مشورہ دیا کہ اپنے ساتھ ایک تولیہ رکھو۔حمام میں جاکر وضو کرو، پھر وہیں ٭ چھپ کر نماز پڑھ لو ٭ اس لئے کہ ترک حمام خوبصورتی،صفائی اور تعمیراتی حسن کا شاہکار ہوتے ہیں۔اس دور میں اگر کسی شخص کی جیب سے اسلامی سال کی جنتری نکل آتی تو اسے جیل ہوجاتی تھی۔خلافت عثمانیہ کے دور میں شیخ، خطیب، واعظ، عالم، مفتی، قاضی، یہ چھ تعلیمی ڈگریاں تھیں۔مصطفی کمال نے یہ

ساری ڈگریاں ختم کردیں۔

اس دور میں لوگوں نے ایمان کی شمع روشن کیئے رکھی۔مسلمانوں نے بظاہر شراب خانہ نظر آنے والی جگہوں میں دین پڑھانے کے حلقے جمائے رکھے۔ رات دو سے صبح 6 بجے تک وہاں قرآن کی کلاس لگتی۔ٹرینوں میں کیبن بک کرواتے،ایک اسٹیشن سے دوسرے تک کا ٹکٹ لیتے۔دروازہ بند کرکے اس میں پڑھنا پڑھانا جاری رکھتے۔کھیتوں میں قرآن کی درس گاہیں جمتیں۔ دنیا کو اعتدال،نرمی اور محبت کا درس دینے والے ان سیکولرز کے جبر سے بچنے کے لئے تہہ خانوں میں قرآن کی کلاسیں ہوتیں۔(منقول)

## کچھ ایسے بھی منظر ہیں تاریخ کی نظروں میں

جب ترک ناداں مصطفی کمال اتاترک نے خلافت کی قبا چاک کردی تو آلِ عثمان کو راتوں رات گھریلو لباس ہی میں یورپ بھیج دیا گیا اور انھیں ذرا موقع تک نہیں دیا گیا جب کہ شاہی خاندان (ملکہ اور شہزادوں) نے التجا کی کہ یورپ کیوں؟ ہمیں اردن،مصر یا شام کسی عرب علاقے ہی میں بھیج دیا جائے لیکن صہیونی آقاؤں کی تعلیمات واضح تھیں،اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرنا ان کو آخری درجے ذلیل کرنا مقصود تھا،چناں چہ کسی کو یونان میں یہودیوں کے مسکن سالونیک اور کسی کو یورپ روانہ کیا گیا،اور آخری عثمانی بادشاہ سلطان وحید الدین اور ان کی اہلیہ کو راتوں رات فرانس بھیج دیا گیا اور ان کی تمام جائیدادیں ضبط کرلی گئیں یہاں تک کہ گھریلو لباس میں خالی جیب اس حال میں انھیں رخصت کیا گیا کہ ایک پائی تک ان کے پاس نہ تھی،کہا جاتا ہے کہ سلطان وحید الدین کے شہزادے منھ چھپا کر پیرس کی گلیوں میں کاسۂ گدائی لیے پھرتے تھے کہ کوئی انھیں پہچان نہ پائے،پھر جب سلطان کی وفات ہوئی تو کلیسا ان کی میت کو کسی کے حوالے کرنے پر آمادہ نہ ہوا کیونکہ دکانداروں کا

قرض ان پر چڑھا ہوا تھا، بالآخر مسلمانوں نے چندہ کرکے سلطان کا قرض ادا کیا اور ان کی میت کو شام روانہ کیا اور وہاں وہ سپرد خاک ہوئے۔ بیس سال بعد جنھوں نے سب سے پہلے ان کے بارے میں دریافت کیا اور ان کی خبرگیری کی وہ ترکی کے پہلے منتخب وزیر اعظم عدنان مندریس تھے، شاہی خاندان کی تلاش کے لیے وہ فرانس گئے اور وہاں جاکر ان کے احوال وکوائف انھوں نے معلوم کیے، پیرس کے سفر میں وہ کہتے تھے کہ مجھے میرے آباء کا پتہ بتاؤ مجھے میری ماؤں سے ملاؤ، بالآخر وہ پیرس کے ایک چھوٹے سے گاؤں پہنچ کر ایک کارخانے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سلطان عبد الحمید کی زوجہ پچاسی سالہ ملکہ شفیقہ اور ان کی بیٹی ساٹھ سالہ شہزادی عائشہ ایک کارخانے میں نہایت معمولی اجرت پر برتن مانجھ رہی ہیں، یہ دیکھ کر مندریس اپنے آنسو روک نہ سکے اور زاروقطار رو پڑے، پھر ان کا ہاتھ چوم کر کہنے لگے: مجھے معاف کیجیے مجھے معاف کیجیے! شہزادی عائشہ نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ کہا: میں ترک وزیر اعظم عدنان مندریس ہوں، اتنا سننا تھا کہ وہ بول اٹھیں: اب تک کہاں تھے؟ بہت دیر کی مہرباں آتے آتے، اور خوشی کے مارے بے ہوش ہوکر گر پڑیں، عدنان مندریس جب انقرہ واپس گئے تو انہوں نے جلال بیار سے کہا کہ میں آل عثمان کے لیے معافی نامہ جاری کرنا چاہتا ہوں، اور اپنی ماؤں کو واپس لانا چاہتا ہوں، بیار نے شروع میں تو اعتراض کیا، مگر مندریس کے مسلسل اصرار پر صرف عورتوں کو واپس لانے کی تائید کی، پھر عدنان مندریس خود فرانس گئے اور ملکہ شفیقہ اور شہزادی عائشہ دونوں کو فرانس سے ترکی لے آئے، مگر شہزادوں کے لیے معافی نامہ جاری کرکے ان کو اپنے وطن عزیز ترکی لانے کا سہرا مرحوم اربکان کے سر جاتا ہے جب وہ وزیر اعظم کے منصب پر فائز تھے۔ پھر جب مندریس پر جھوٹا مقدمہ چلا کر ان کو تختہ دار پر

لٹکایا گیا تو منجملہ الزامات کے ایک الزام یہ تھا کہ انھوں نے حکومت کے خزانے سے چوری کر کے سلطان کی اہلیہ اور بیٹی پر خرچ کیا ہے، اس لیے کہ وہ ہر عید کے موقع پر ملکہ اور شہزادی سے ملاقات کے لیے جاتے، ان کے ہاتھ چومتے، اور اپنی جیب خاص اور اپنے ذاتی صرفے سے ۱۰ ہزار لیرہ سالانہ شہزادی عائشہ اور ملکہ شفیقہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ جب ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ کو عدنان مندریس شہید ہوئے تو دوسرے ہی دن دونوں (ملکہ اور شہزادی) کی بھی بحالت سجود وفات ہوئی۔ یہ سلوک ہے نام نہاد جمہوریت پسندوں اور سیکولرزم کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ، نہ کوئی مروت نہ شرافت، نہ صلہ رحمی، نہ قرابت داری، نہ اخلاق کا پاس نہ قدروں کا لحاظ! یہ جو قومیت اور وطنیت کا راگ الاپتے ہیں اور نعرے لگا لگا کر جن کی زبانیں نہیں تھکتیں ان کا مقصد بجز اس کے اور کیا ہے کہ اسلامی اخوت سے لوگوں کا رشتہ کاٹ دیا جائے اور اس مقدس رشتے کے تانے بانے کو بکھیر کر اس کو ایسے جاہلی رشتوں میں تبدیل کیا جائے جن میں احترام ذات مفقود ہے اور حرمتوں اور انسانی رشتوں کا کوئی پاس ولحاظ نہیں۔ روئے زمین پر موجود شیطان کے چیلوں سے کبھی بے خبر نہ رہنا! اور ہاں یہ قصے بچوں کو سلانے کے نہیں بلکہ سوتوں کو جگانے اور جواں مردوں کو کمر بستہ کرنے کے لیے ہیں! (16 مئی 2020، ادارہ فکروخبر بھٹکل، عربی سے ترجمہ: ابوفاتح ندوی)

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

## شیخ محمود آفندی رحمہ اللہ

1857 عیسوی کی جنگ آزادی کے بعد دیوبند شہر کی چھتہ مسجد میں اس درسگاہ کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے استاد ملاء محمود اور پہلے شاگرد محمود حسن

رحمہم اللہ تھے، تاریخ بتاتی ہے کہ انار کے درخت تلے ایک استاد اپنے شاگرد کو علوم نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے جام پلاتا چلا گیا، ترکی میں جب خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیا گیا تو کچھ علمائے نے چھپ چھپ کر اور درختوں کے نیچے دیہاتوں اور گاؤں میں وہاں کے بچوں کو دینی تعلیم دیجب وہاں کے لوگ فوج کو آتے دیکھتے تو فوراً بچے کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاتے یوں محسوس ہوتا تھا یہ بچے کوئی تعلیم حاصل نہیں کر رہے ہیں. ان طالبعلموں میں یہ شیخ محمود آفندی نقشبندی بھی شامل تھے اسی طرح دینی تعلیم حاصل کیا، پھر اپنے گاؤں میں دینی سلسلہ جاری رکھنے کے جرم دو خلفاء کو شہید کیا گیا

پھر وہاں سے شہر کا رخ کیا وہاں ایک قدیم مسجد تھی حضرت مولانا محمود آفندی نقشبندی وہاں رہنے لگے اور چالیس سال تک درس دیتا رہے، تقریباً اٹھارہ سال تک انکے پیچھے کوئی نماز پڑھنے کیلئے تیار نہیں تھا اٹھارہ سال کے بعد موسی امجانامی شخص نے اپنے بچے پڑھانے کے لیے بھیجے انھی شاگردوں میں رجب طیب اردگان تھے جنھوں نے ترکی کو ایک راحت کی سانس دی ہے، پھر آہستہ آہستہ لوگ آنے لگے اور حضرت سے فیضیاب ہوتے گئے، اب اسی مسجد میں جب آذان ہوتی ہے تو ذوق ذوق لوگ اسی مسجد میں نماز کیلئے آتے ہیں یہ ان بزرگوں کی محنت ہے، حضرت کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ ترکی سے جب خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیا گیا وہ وہاں کے بانی کمال اتا ترک نے عربی کتاب اور دینی علوم پر مکمل پابندی لگادی تو حضرت مولانا شیخ محمود آفندی نقشبندی نے اپنے طلباء کو انگلیوں کے اشاروں پر صرف اور نحو کے گردان پڑھائے حج اور نماز کے مسئلے بھی ہاتھوں کے اشاروں پر سمجھائے اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں پر مکمل دینی نصاب رکھا تھا، اب تو وہاں بہترین نمونے سے دینی تعلیم پڑھائے جاتی ہے۔

شیخ محمود آفندی کا جو عقیدہ ہے جو حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ہے، شیخ آفندی جنہوں نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو چودھویں صدی کا مجدد کہا۔ جنہوں نے اٹھارہ جلدوں میں ترکش تفسیر" روح الفرقان" لکھی اور اس کی چوتھی جلد کے صفحہ 724 پر مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کو شیخ المشائخ اور مولانا ذکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کو امام المحدّث اور علامہ لکھا۔ (ترک نادان سے ترک دانا تک، مولانا ابولبابہ منصور صاحب)

## جناب حافظ رجب طیب اردگان عرب دنیا کا ہیرو

جناب حافظ رجب طیب اردگان 1954ء میں ایک غریب کوسٹ گارڈ کے گھر استنبول کی نواحی بستی "قاسم پاشا" میں پیدا ہوئے، بچپن میں ٹافیاں اور ڈبل روٹی بیچنا شروع کی اور ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی۔ 1965 میں گریجویشن اور 1981 میں بزنس ایڈمنسٹریشن میں ڈگری حاصل کی، ایک موقع سے خود اپنے متعلق بیان فرمایا کہ: "جب بچپن میں، میں مدرسے میں پڑھنے جاتا تو ہمارے عِلاقے کے کئی لوگ مُجھ سے کہا کرتے کہ بیٹے! کیوں اپنا مستقبل خراب کر رہے ہو؟ کیا تمھیں بڑے ہو کر مُردے نہلانے کی نوکری کرنی ہے؟ مدرسے میں پڑھنے والے کو غُسّال کے علاوہ کوئی روزگار مل سکتا ہے؟ لہٰذا کِسی اچھے اِسکول میں داخلہ لے لو اور اپنا مستقبل سَنوارنے کی فِکر کرو، اس قسم کی نصیحت کرنے والوں میں زیادہ تر بوڑھے ہوتے اور میں بڑے ادب سے اُن کی باتیں سُنتا اور مُسکراتے ہوئے اپنی کِتابیں بَغل میں دبائے مدرِسۃ اِمام الخطیب کی طرَف گامزَن ہوتا۔ فرمایا کہ میرے والد پھل فروش تھے۔ اُن کے مالی حالات اِس بات کے متحمل نہیں تھے کہ وہ مجھے کسی اسکول میں ڈالتے۔ ہمارے گھر میں بعض اوقات سالن کے بجائے خربوزے کے ساتھ روٹی کھائی جاتی۔ پھر والد کی دین سے والہانہ محبت تھی کہ مجھے حفظ قرآن کی

کلاس میں ڈال دیا تھا۔پھر وقت گولی کی رفتار سے چلتا رہا اور میں نے استنبول کے اُسی مدرسے سے 1973ء میں اپنی تعلیم مکمل کی۔قُرآن مجید تجوید کے ساتھ حفظ کیا۔گو کہ بعد میں یونیورسٹی سے بھی پڑھا۔میں نے ترکی کی معروف مَرمرَہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور اکنامکس اینڈ ایڈمنسٹریٹو سائنس میں ماسٹرکیا۔مگر ابتدائی تعلیم مدرسے سے ہی حاصل کی تھی۔اب جب بھی مجھے اُن بزرگوں کی نصیحتیں یاد آتی ہیں اور خود پر کریم رب کی رحمتوں کی بارش دیکھتا ہوں تو بے اختیار آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔ یہ کہہ کر اردگان نے حاضرین کو بھی اشک بار کردیا۔

1976 میں سیاست میں قدم رکھا۔ 1994 میں استنبول کے میئر بن گئے۔اس وقت استنبول جرائم کا شہر تھا۔جناب حافظ رجب طیب اردگان نے صرف دو برس میں شہر کو کرائم فری کردیا اور عوام کے دیگر تمام مسائل بھی حل کردیے،دیکھتے ہی دیکھتے استنبول دنیا کے بہترین شہروں میں شمار ہونے لگا،استنبول کی تعمیر و ترقی کو دیکھ کرعوام نے انھیں ترکی کے وزیراعظم کے طور پرآگے آنے کا مشورہ دیا اور 2002 کے انتخابات میں کامیابی ان کے نام کردی،ان دنوں ترکی ایک اقتصادی بحران میں پھنسا ہوا تھا،طیب اردگان نے ترکی کو اس بحران سے نکالا اور ترکی کو حقیقی معنوں میں ’’مرد بیمار‘‘ کی کیفیت سے نکال کر ترقی و استحکام کی راہ پرگامزن کیا ہے۔ترکی کی معیشت کا شمار دنیا کی بہترین معیشتوں میں ہونے لگا۔

2007 میں الیکشن ہوا تو ترک قوم نے ایک بار پھر اسے ہی منتخب کیا۔ 2011 میں تیسری بار ترکی کا وزیراعظم بنا اور پھر ترکی کا مضبوط صدر بن گئے، ہر بار عوام کے دلوں میں اس کی محبت پہلے سے زیادہ ہوتی گئی۔ 15 جولائی 2016 کی شب فوج کے ایک دھڑے نے ملک میں مارشل لا کے نفاذ کا

اعلان کیا تو بغاوت کی سازش کو ترک عوام نے سڑکوں پر نکل کر، ٹینکوں کے آگے لیٹ کر اور اپنی جانیں قربان کر کے ناکام بنا دیا۔ طیب اردگان کا وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی ایسا منصوبہ، کارنامہ، عالم اسلام کی حمایت اور اغیار کے خلاف دیا گیا کوئی بیان سامنے آتا رہتا ہے جو ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی میں اضافہ کرتا رہتا ہے، اس وقت طیب اردگان اپنے ملک کی معاصر تاریخ کا مقبول ترین اور ہر دلعزیز حکمران شمار ہوتا ہے، طیب اردگان صرف اپنے ملک میں ہی مقبول نہیں، بلکہ پوری دنیا میں ان کی مقبولیت کا چرچا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں مظلوم مسلمانوں کی بات ہوتی ہے تو ظلم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں طیب اردگان ضرور آواز بلند کرتا ہے، اس کی تازہ مثال میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کی حالت زار ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مسلم ممالک کے تمام حکمران مل بیٹھ کر مختلف آپشنز پر عمل کرتے ہوئے روہنگیا مسلمانوں کے لیے بنیادی انسانی حقوق اور الگ ریاست کی راہ ہموار کرتے، لیکن چند ایک کے سوا تقریباً تمام نے چند بیانات دے کر خود کو بری الذمہ سمجھ لیا۔ ایسے میں مظلوم روہنگیا کے حق میں سب سے توانا، آواز اور مضبوط اقدامات اور سب سے اہم کردار ترکی کے صدر طیب اردگان کا ہے، جنھوں نے روہنگیا مسلمانوں کے قتل عام کو نسل کشی قرار دیتے ہوئے اس پر خاموشی اختیار کرنے والوں کو بھی ذمے دار ٹھہرایا۔ اس حوالے سے مسلم دنیا کے متعدد ممالک کے رہنماؤں سے رابطہ کیا۔ آنگ سان سوچی کو فون کر کے مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور بنگلا دیش میں آنے والے تمام روہنگیا مہاجرین کے نہ صرف تمام اخراجات برداشت کرنے کا اعلان کیا، بلکہ فوری طور پر اپنی بیوی امینہ اردگان، اپنے بیٹے اور کئی کابینہ ممبران کو امداد کے ساتھ بنگلا دیش بھیجا، جنھوں نے مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ کیا اور

امدادی سرگرمیوں کو آگے بڑھایا۔ دنیا کے کسی مسلم ملک میں زلزلہ، طوفان، قحط سالی، سیلاب آئے یا دہشت گردی و مسلم کشی کی لہر۔ طیب اردگان اور ان کی ٹیم کے ارکان سب سے پیش پیش، سب سے زیادہ فعال اور متحرک نظر آتے ہیں۔ طیب اردگان نے ہی شام کے مہاجرین کو گلے لگا کر ''مواخاۃ مدینہ'' کی یاد تازہ کی۔ 2012 میں برما میں روہنگیا مسلمانوں پر تشدد کی لہر نے جنم لیا، اس وقت بھی طیب اردگان نے روہنگیا مظلوموں کو گلے لگایا۔

31 مئی بروز پیر 2010 کو محصور غزہ پٹی کے لیے امدادی سامان لے کر جانے والے آزادی بیڑے پر اسرائیل کے حملے میں 9 ترک شہریوں کی شہادت کے بعد پھر ایک بار اردگان عالم عرب میں ہیرو بن کر ابھرے۔ بنگلادیش کی جانب سے جماعت اسلامی کے رہنماؤں کی پھانسی پر واحد ترکی حکومت نے ترکی کے سفیر کو واپس بلانے کا اعلان کیا، رجب طیب اردگان اگر چہ کائنات کا بہترین حکمران نہیں ہے۔ جہاں اس میں بہت سی خوبیاں ہیں، کئی خامیاں بھی ہوں گی، لیکن یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت مسلم ممالک میں سب سے بہترین حکمران طیب اردگان ہے، ٹیوٹر میں سب سے زیادہ فالورز اُنھی کے ہیں اور اُن میں بھی ستر فیصد عرب ہیں۔ اسرائیل کو منہ توڑ جواب دینے کے بعد عرب دنیا میں انہیں "البطل" (ہیرو) کا خطاب مل چکا ہے آپ ہی نے پاکستان اور ملائشیا کے اشتراک سے بی بی سی اور سی این این جیسا عالمی میڈیا نیٹورک قائم کرنے کی کوشش کی ہے جس کا اہم مقصد اسلام اور مسلمانوں کے نقطہ نظر کو دنیا کے سامنے مختلف زبانوں میں پیش کرنا تھا، یاد رہے اِس وقت دُنیا میں سب سے زیادہ بچے ترکی کے دینی مدارس میں زیرِ تعلیم ہیں۔ 2015ء کے اوائل میں جاری اعداد و شمار کے مُطابق اِن طلبہ کی تعداد 40 لاکھ سے تجاوز کر چُکی تھی۔ تاہم وہاں کے مدارس کا

نظامِ تعلیم بھی مکمل جدید خطوط پر اِستوار ہے، ایک درد دل رکھنے والا مسلم حکمران، جو امت کی بات اور عملی طور پہ دل جوئی کرتا ہے۔ ان کے اب تک کے اقدامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قوت دی تو وہ مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے گا اور ہر کمزور کے ساتھ اور ظالم کے خلاف کھڑا ہوگا۔ (ایکسپریس نیوز، عابد محمود عزامپیر 25 ستمبر 2017)

ترکی پر سو سال کی پابندی لگائی گئی تھی جس کے تحت ترکی اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی نہیں کرسکتا حتی کہ کے ترکی بحری ٹیکس بھی وصول نہیں کرسکتا نہ ہی اپنی زمین سے تیل کے ذخائر نکال سکتا ہے جو کہ ترکی میں بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے، یہ پابندی 2023ء میں ختم ہو جائے گی، اس بات کا یہودیوں کا کو ڈر ہے، انہیں پتہ ہے کہ جس طرح سے رجب طیب اردگان بہادر، تمام امتِ مسلماں کی امید بنا ہوا ہے اور ترقی کر رہا ہے 2023ء میں پابندی ختم ہوگئی تو پتہ نہیں ترکی کیا کرے گا، خدا کرے 2023ء میں سلطنت عثمانیہ دوبارہ بحال ہو جائے، رجب طیب اردگان کو تُرکی اور عالم اسلام کی ترقی کے لئے اپنے حِفظ وامان میں رکھے۔

## ڈرامہ کا تعارف

دیریلش ارطغرل مجموعی طور پر پانچ سیزن پر مشتمل ہے ہر سیزن کی 70 سے زائد قسطیں ہیں جبکہ آخری سیزن 60 قسطوں پر مشتمل ہے۔ ترک ٹی وی نے اس سیریز کی دو دو قسطوں کو جوڑ کر ایک قسط تیار کی ہے جسے ترک زبان میں بولم کہا جاتا ہے، بولم کی تعداد 150 ہے جبکہ ہر بولم کا دورانیہ دو گھنٹے ہے، یوں مجموعی طور پر یہ ڈرامہ (ٹی وی سیریز) 300 گھنٹوں پر مشتمل ہے۔ سیریز میں ترک ٹیلی ویژن نے سلطنت عثمانیہ کے بانی عثمان کے والد ارطغرل کے کردار کو فلمایا ہے جبکہ چوتھے اور پانچویں سیزن میں عثمان

کے بچپن کے کردار کو بھی دکھایا گیا ہے۔عثمان کے کردار پر الگ سے کورولش عثمان کے نام سے ٹی وی سیریز کی پروڈکشن پر بھی کام جاری ہے جس پر کورونا وائرس کی وجہ سے فی الحال کام روک دیا گیا ہے، البتہ اس سیریز کے پہلے سیزن کی 20 اقساط یوٹیوب پر جاری کر دی گئی ہیں، یہ سیریز ترکی کے سرکاری ٹیلی ویژن ٹی آر ٹی ون کی پروڈکشن ہے، سیریز کے رائٹر محمود بوزدا ہیں جو کہ ترکی کے سکرین رائٹرز میں اچھی شہرت رکھتے ہیں۔سیریز کے مرکزی کردار 40 سالہ اداکار اینگن التان دوزیاتان ہیں جنہوں نے ارطغرل کا کردار نبھایا ہے۔اینگن کا خاندان البانوی مہاجر ہے۔اینگن کو ترکی کا مارلن برانڈو کہا جارہا ہے۔مارلن برانڈو مشہور امریکی ہالی ووڈ اداکار ہیں جنہوں نے گاڈ فادر میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔

ڈرامے میں حلیمہ خاتون کا کردار نبھانے والی 27 سالہ نوجوان ترکش اداکارہ وماڈل اسرا بلگچ دنیا بھر میں اپنی خوبصورتی اور بہترین اداکاری کے باعث مقبول ہو چکی ہیں۔اسرا نے اکتوبر 2017 میں سٹار ترکش فٹبالر گوک ہان تورے سے شادی کی جو کہ 2019 میں طلاق پر ختم ہوئی۔اسرا آج کل استنبول کی ایک جامعہ میں قانون کی طالبہ ہیں جب کہ اس سے پہلے وہ بین الاقوامی تعلقات عامہ میں ماسٹر بھی کر چکی ہیں۔ڈرامے کا ایک کردار بارہویں اور تیرہویں صدی کے مشہور مسلمان صوفی ابن عربی ہیں، یہ کردار لاس اینجلس میں مقیم ترک نژاد امریکی اداکار عثمان سونکت نے نبھایا ہے۔

دسمبر 2014 کو سکرین ہونے والا ترکی کا یہ ڈرامہ دنیا کے 50 سے زائد ممالک میں اربوں روپے کا بزنس کر چکا ہے، ستمبر 2016 تک اس کی آمدنی 250 ارب امریکی ڈالر تھی، یہ ڈرامہ شروعات میں تقریبا ساٹھ ملکوں میں باقاعدگی سے دیکھا گیا، جن میں امریکہ، برطانیہ، وینیزویلا، افغانستان، قطر،

برازیل، آذربائیجان، بوسنیا، بنگلہ دیش، پاکستان، ہندوستان قزاقستان، انڈونیشیا، عمان، ساؤتھ افریقہ، صومالیہ، تیونس جیسے ممالک کے نام بطورخاص لیے جاتے ہیں اور ۲۰۱۹ کے ایک سروے کے مطابق غازی ارطغرل ڈرامہ ۱۴۶ ممالک میں دیکھا جارہا ہے۔

ڈرامے کی مکمل شوٹنگ اناطولیہ کی ساحلی پٹی پر واقع ریوا (riva) نامی گاؤں میں کی گئی ہے، یہ جگہ ترکی میں فلم اور ڈرامہ شوٹنگ کے لئے بہترین سمجھی جاتی ہے، یہاں پر بازنطینی دور کے آثار آج بھی نمایاں ہیں، گھنے جنگلات، دریا اور پہاڑ بکثرت ہیں، ڈرامے کی شوٹنگ کے لئے ریوا کے انتخاب کی بہت تعریف کی گئی ہے، ڈرامے کی خاص بات اس کی شوٹنگ میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ہے خوبصورت ایریل شارٹس (Aerial shorts)، بہترین فوٹوگرافی، پھرتیلے عربی النسل گھوڑے دیکھنے والوں کو اپنے سحر میں مبتلا کردیتے ہیں، سیریز کو دلچسپ بنانے کے لئے ہالی ووڈ طرز پر ٹیکنالوجی کی مدد سے (special effects) بھی ڈالے گئے ہیں، شوٹنگ میں جاندار ایکشن سینز ڈالنے کے لئے NOMAD نامی (Stunt team) کا سہارا لیا گیا ہے، اداکاروں کو گھڑسواری، تیراندازی اور تلوار چلانے کی مہارت دینے کے لئے اس ٹیم نے کام کیا۔

اس ڈرامہ سیریز میں ارطغرل کی طاقتور اور پُرعزم خواتین پاکستانی اور بھارتی ڈراموں میں روتی ہوئی خواتین سے بہت زیادہ مختلف نظر آتی ہیں، ڈرامے میں خواتین کو ضرورت پڑنے پر اکثر اوقات اپنے شوہروں کی جگہ سردار کا کردار ادا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، وہ تلواروں اور خنجروں سے لڑتی ہیں اور کسی کو خوش کرنے کی خاطر اپنے لیے چُنے گئے کسی مرد سے چپ سادھے شادی نہیں کرتیں چاہے وہ سلطان ہی کیوں نہ ہو۔

ارطغرل اور اس کے ساتھی اپنے علاقے اور ارد گرد کے دشمنوں سے نپٹ کر، مل جل کر بڑے جہاد کے لیے نکلتے ہیں، اس وقت کی سپر پاور تاتاریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے، آخری چند منٹوں میں سورہ فتح کی آیات کی تلاوت سے ناظرین جذباتی ہونے لگتے ہیں۔

ابن عربی کے کردار کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے، اس سیریز میں مسلمان سلاطین کے درباری احوال، امرا کی ترجیحات، شہزادوں کا حال، سپہ سالاروں کی جنگی زندگی، جاسوسی کے قدیمی طریقوں کو دکھایا گیا ہے، ترک قبائل کی زندگی بہت متحرک اور جہد مسلسل کی مانند دکھائی گئی ہے، موسمیاتی تبدیلیوں اور بیرونی حملوں سے خیموں کو بچانے کی فکر سردار کو ہر وقت لگی رہتی ہے۔ لیکن اس ساری صورتحال میں سردار ہو یا سپہ سالار اس کا توکل اللہ پر ہی رہتا ہے، ارطغرل ڈرامہ مذہبی پس منظر میں بنایا گیا اور ترکی کی اسلام پسند حکومت کے سرکاری چینل پر نشر کیا جانے لگا، اس ڈرامے میں لوگوں کی کردار سازی پر بہت توجہ دی گئی ہے۔ دینی اور اخلاقی تعلیمات کو ڈرامے کا حصہ بنایا گیا ہے، خدا سے تعلق، دین سے محبت اور امت کے لیے دردمندی کے جذبات دکھائے گئے، ساتھ ہی دین اسلام کو انسانیت کی فلاح اور عدل و انصاف کے واحد راستے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، ڈرامے کو ناظرین کے لیے پرکشش بنانا کے لیے دو مزید طریقے اختیار کیے گئے، پہلا یہ کہ ڈرامے میں جنگ وجدل کے مناظر کو کثرت سے دکھایا گیا ہے، دوسرا یہ کہ ناظرین کی دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے ڈرامے کی کہانی میں غداروں، ان کی چالوں اور سازشوں سے نت نئے موڑ لا کر ڈرامے میں سنسنی کا عنصر برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، ڈرامے کا تہذیبی پہلو کو پسند کرتے ہوئے 2017ء میں طیب اردوان کی جب ڈونلڈ ٹرمپ سے ملاقات متوقع تھی تو نیویارک ٹائمز میں ولیم

آرمسٹرانگ نے لکھا کہ طیب اردوان اور ترکی کی نفسیات جاننے کے لیے 'ارطغرل' ڈرامہ دیکھ لیجیے۔

''ارطغرل غازی'' کے یوٹیوب چینل پر صرف 15 روز میں 10 لاکھ سسکرائبرز ہو گئے اس کی پہلی قسط کو یوٹیوب پر ایک کروڑ 41 لاکھ سے زائد افراد دیکھ چکے ہیں، یوٹیوب پر 10 لاکھ سسکرائبرز کے علاوہ ارطغرل غازی تقریباً روزانہ ہی مائیکرو بلاگنگ سائٹ ٹوئٹر کے ٹرینڈنگ پینل پر سر فہرست نظر آتا ہے۔ سوشل میڈیا پر مداح ترک ڈرامہ سیریل ارطغرل کے یوٹیوب چینل پر کم دنوں میں سب سے زیادہ سسکرائبرز کے ریکارڈ کو بنانے کے لیے پرجوش دکھائی دے رہے ہیں۔ ارطغرل غازی کے ترکی ریڈیو اور ٹیلی ویژن ٹی آر ٹی پر ڈرامے کی پہلی قسط کو 5 سالوں میں 1 کروڑ 20 لاکھ بار دیکھا گیا جب کہ پاکستانی یوٹیوب چینل پر ڈرامے کی پہلی قسط کو صرف دو ہفتوں میں ہی ایک کروڑ 13 لاکھ سے زائد بار دیکھا گیا ہے، پاکستان میں جب اس ڈرامے کو باقاعدہ ٹیلی ویژن چینل پر نشر کیا جانے لگا تو اس ڈرامہ کو دیکھنے کے لیے ا کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد ناظرین کا ریکارڈ درج کیا گیا ہے۔

## سیریل سے کی جانے والی توقع

سیریل کے عاشقین کا کہنا ہے کہ ''غازی ارطغرل جو کہ خلافت عثمانیہ کے بانی ہیں کی زندگی پر مشتمل اس داستان میں مسلم امت کا تصور اور اامت میں اتحاد کو پیدا کرنے کیلئے کی جانے والی جدو جہد کے علاوہ اس جدو جہد کو نقصان پہنچانے والے منافقین کی سازشوں کو بہتر انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس سیریز کا مسلم نوجوان سنجیدگی سے مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی سیاسی بصیرت میں اضافہ ہونے کے علاوہ انہیں اس بات کا بھی احساس ہونے لگ جائے گا کہ امت

مسلمہ کو منافقین سے کس طرح نقصان پہنچا ہے اور منافقین نے اپنے اقتدار اور حکومت کی برقراری کیلئے مسلم دشمن طاقتوں حتی کے صلیبیوں سے بھی اتحاد کرتے ہوئے امت واحدہ کے شیرازہ کو بکھیرنے کی کوشش کی ہے۔غازی ارطغرل نے اپنی کوششوں اور دین کی سر بلندی کیلئے حریت پسندی کی راہ اختیار کرتے ہوئے جوحکمت اختیار کی تھی،ارباب اقتدار اور منافقین کیلئے انتہائی ناپسندیدہ ہوتا جارہا ہے اور وہ اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس سیریز پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ منافقین کو اس سیریز سے خدشہ لاحق ہوتا جارہا ہے اور وہ یہ تصور کر رہے ہیں کہ اگر اس سلسلہ کو جاری رکھا گیا تو عوام کی سیاسی بصیرت میں اضافہ ان کے محلات کو کھنڈر میں تبدیل کر دے گا اور عوام پر یہ راز منکشف ہونے لگ جائیں گے کہ امت کو نقصان پہنچانے والے منافقین کی تاریخ صرف جمہوریت میں نہیں ہے بلکہ قبائیلی آبادیوں میں بھی امت مسلمہ کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے اور صدارت وٹھیکہ داری کے لئے کی جانے والی سازشوں کی طویل تاریخ رہی ہے۔غازی ارطغرل کو جس دلچسپی کے ساتھ فلمایا گیا ہے اور تاریخ خلافت کو جس طرح سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کے سبب اس میں پیدا ہونے والی دلچسپی ان لوگوں کے لئے بھی خطرہ ثابت ہوگی جو کہ امت میں صلیبی یا اسلام دشمن قوتوں کی بھیڑوں کی طرح کام کر رہی ہیں کیونکہ اس سیریز کا مشاہدہ کرنے والوں کے ذہنوں میں تاریخ کے وہ کردار جب ذہن میں آجائیں گے تو دور حاضر کا بھی جائزہ لینے لگ جائیں گے اور اب انہیں 'داستان ایمان فروشوں کی' یا 'شمشیر بے نیام' یا پھر 'ستارہ جو ٹوٹ گیا' پڑھنے کیلئے اردو سیکھنے کی ضرورت نہیں رہی بلکہ 'غازی ارطغرل' سیریز نے نوجوان نسل میں خلافت کی تاریخ کے ساتھ صلیبیوں کی سازشوں اور صلیبیوں کے پروردہ منافقین کی پہچان کروانی شروع کر دی ہے

اور یہ خلافت عثمانیہ کی تاریخ کی ابتداء کے واقعات سے یہ بات واضح ہونے لگی ہے کہ امت مسلمہ کو اگر نقصان پہنچا ہے تو امت میں موجود منافقین سے اور امت مسلمہ کے درمیان انانیت کے اختلافات کی وجہ سے ہی پہنچا ہے“۔

## ڈرامہ حرام ہونے کی وجوہات

شرعاً حلال وحرام ہونے کا مدار سیریل اور ڈرامہ کے فوائد ونقصانات کی وجہ سے نہیں بلکہ ڈرامہ جن اجزاء پر مشتمل ہے ان کے حلال وحرام ہونے پر ڈرامہ کا حکم مرتب ہوتا ہے، یہ ڈرامہ کئی حرام اجزاء پر مرکب ہے جس طرح دوسرے ڈرامہ وسیریل اور فلم مرکب ہوتے ہیں، نیز حلال وحرام کا تجزیہ صرف اسی ڈرامہ کے لیے نہیں بلکہ تمام فلموں وڈراموں کا یہی حکم ہے۔

## پہلا حرام بلا ضرورت ویڈیو گرافی

پہلا حرام بلاضرورت ویڈیو گرافی: اس مسئلہ میں اگرچہ علماء کرام کے مختلف آرا ہیں: ایک طبقہ عدم جواز کا قائل ہے، جبکہ دوسرا بقدر ضرورت اجازت دیتا ہے۔ دونوں طرف سے نقلی اور عقلی دلائل بڑے مضبوط ہیں۔ جو حضرات عدم جواز منقول کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ویڈیو اور دیگر متحرک تصاویر عام، غیر متحرک تصویر کے حکم میں ہیں۔ جس طرح عام تصویر کو بنانا، رکھنا اور دیکھنا حرام اور مورد وعید نبویؐ ہے، اسی طرح ویڈیو (اگرچہ بیان کی صورت میں کیوں نہ ہو) دیکھنا بھی حرام ہے۔ نیز ان کے نزدیک ٹی وی، یوٹیوب وغیرہ اللہ کی نافرمانی کا ذریعہ ہیں۔ اور اسلامی علوم آلہ معصیت کے ذریعہ پھیلانا ایک طرح دین کی اہانت ہے۔ دوسری طرف وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی ویڈیوز کی مشروط اجازت دی۔ ان حضرات کی تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ ویڈیو یا متحرک تصویر عام تصویر کے حکم میں نہیں۔ نیز عوام میں جہالت اور گمراہ کرنے والے

نظریات کی وبا اس قدر عام ہو چکی ہے کہ آلاتِ جدیدہ کے استعمال کے بغیر ان فتنوں کو روکنا ممکن نہیں۔ ایک زاویے سے احتیاط پہلے موقف میں ہے تو دوسرے زاویے سے دوسرے موقف میں زیادہ احتیاط ہے۔ ایسی اختلافی صورت حال میں عوام کو جن کے علم و دیانت پر زیادہ اعتماد ہو ان کے موقف پر عمل کریں اور دوسروں کو لعن طعن بھی نہ کریں۔ البتہ اس پر سب متفق ہیں کہ فحاشی، موسیقی اور نامحرم خواتین کو دیکھنا درست نہیں۔ لہٰذا ان امور سے بچنا جس طرح بھی ممکن ہو، ضروری ہے، اس تفصیل کے تحت ڈرامہ کی ویڈیوگرافی کیونکر حلال ہو جائے گی؟ تاریخ کا علم اس ویڈیوگرافی کے بغیر بھی ممکن ہے، جس طرح آج تک کے مورخ کسی ڈرامہ کی نسل سے نہیں ہیں۔

## دوسرا حرام میوزک

میوزک حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، قرآن وحدیث کی تصریحات سے باتفاق جمہور حرام ہے، تفصیل کے لیے مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ کی کتاب ''اسلام اور موسیقی'' دیکھ لی جائے۔

## میوزک نہ ہونے کی غلط فہمی

یہ کہنا کہ ''میوزک اور بیک گراؤنڈ میوزک دونوں کا حکم ایک نہیں کیونکہ میوزک سے مقصود شہوت ابھارنا ہوتا ہے اور بیک گراؤنڈ میوزک سے مقصود اسٹوری میں جان ڈالنے کے لیے ایک اضافی افیکٹ (Effect) ہوتا ہے، یہ بیک گراؤنڈ میوزک اب بہت عام ہو چکا جیسا کہ آپ کی موبائل ٹونز میں بھی ہے اور نیوز میں بھی چل رہا ہوتا ہے تو کیا نیوز سننا حرام ہے؟ نہیں، ہم یہ نہیں کہیں گے کہ نیوز سننا حرام ہے البتہ یہ کہیں گے کہ اس کا بیک گراؤنڈ میوزک ختم یا تبدیل کریں۔ اسی طرح ہم ڈرامے میں بھی کہیں گے کہ اس کا بیک

گراؤنڈ میوزک ختم یا تبدیل کریں کہ آلاتی میوزک (instrumental music) کے ذریعے انسانی طبیعت پر اثر ڈالا جاتا ہے۔اور اس اثر کی وجہ سے آپ وہاں لازماروتے ہیں جہاں آپ کو رلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس رونے کی وجہ سے آپ انفعالی موڈ (passive mode) میں چلے جاتے ہیں اور ڈائریکٹر جو چاہتا ہے، آپ کے ذہن میں انڈیل دیتا ہے کیونکہ آپ کے فلٹرز کام کرنا بند کر چکے ہوتے ہیں"۔

۱۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ میوزک کا حکم اس کے استعمال ہونے والے مقصد کے پیش نظر ہوگا، اگر کوئی عام میوزک بھی اچھے جذبات کے لیے استعمال کرے تو حلال ہے، یہ ایسے ہی ہے کہ کہا جائے کہ سردی کی شدت میں اس نیت سے شراب پی لی جائے کہ اس سے جسم کو گرمائش مل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۔نیز کسی فقیہ نے اس طرح کی صراحت کی ہوتو (العیاذ باللہ) علماء اپنے بیانات کو موثر بنانے اور اساتذہ اپنے درس کو مقبول بنانے کے لیے مدراس ومساجد میں استعمال کرسکتے ہیں ،جہاں بیان سے عوام کو رلانا ہو وہاں ویسی میوزک رکھدی جائے۔

۳۔ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ اس طرح ہے: "میری امت میں کچھ لوگ ایسے آئینگے جو زنا اور ریشم اور شراب اور گانا بجانا اور آلات موسیقی حلال کرلینگے، اور ایک قوم پہاڑ کے پہلو میں پڑاؤ کریگی تو ان کے چوپائے چرنے کے بعد شام کو واپس آئینگے، اور ان کے پاس ایک ضرورتمند اور حاجتمند شخص آئیگا وہ اسے کہینگے کل آنا، تو اللہ تعالی انہیں رات کو ہی ہلاک کردیگا، اور پہاڑ ان پر گرادے گا، اور دوسروں کو قیامت تک بندر اور خنزیر بنا کر مسخ کردیگا" (صحیح بخاری، باب فیمن یستحل الخمر

ویسمیہ بغیر اسمہ، حدیث ۵۵۹۰:)

اس حدیث میں گانے بجانے اور ناچ کی حرمت کی دلیل اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''وہ حلال کرلیں گے'' یہ اس بات کی صراحت ہے کہ یہ مذکور اشیاء شریعت میں حرام ہیں، تو یہ لوگ انہیں حلال کرلیں گے، ڈرامہ کی موسیقی کو گوارا کرلیا جانا عملاً حلال کرلینا نہیں ہے؟

## دف کب جائز ہے؟

اگر یہ میوزک ہی نہیں ہے بلکہ دف ہے تو بھی حرام ہے کیونکہ شرعاً جس قسم کا دف بجانے کی گنجائش ہے اسکی تعریف یہ ہے : "دف ایک طرف سے بند ہوتا ہے جس کو بجایا جاتا ہے، اور دوسری طرف سے کھلا ہوتا ہے اور اس میں گھنگھرو یا چھن چھن کرنے والی کوئی چیز نہ ہو"۔ (التبویب ۴۹ / ۱۸۸۳) جس دف کی بناوٹ مذکورہ تعریف کے مطابق درست ہو تو جن مواقع پر شریعت نے دف بجانے کی اجازت دی ہے ان میں درج ذیل شرائط کا اہتمام کیا جائے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

۱۔ دف بلکل سادہ ہو اس میں کسی قسم کا ساز یعنی گھنگھرو یا چھن چھن کرنے والی کوئی چیز نہ ہو۔

۲۔ اس کو کسی خاص گانے وغیرہ کے طرز پر نہ بجایا جائے جس سے کیف و مستی پیدا ہو۔

۳۔ دف بجانے والی یا گیت گانے والی چھوٹی بچیاں ہوں اور وہ پیشہ ورانہ طور پر گانا گانے والی نہ ہوں۔

۴۔ گیت کا مضمون غیر شرعی نہ ہوں (التبویب بتصرف ۱۸۸۳ : /۴۹)

۵۔ تھوڑی دیر تک بجایا جائے۔ (امداد الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

ایسا دف اعلانِ نکاح، ولیمہ، عید اور دیگر شرعی خوشی کے مواقع پر بجایا

جائے تو مذکورہ بالا حدود وقیود کے ساتھ گنجائش ہے: حضرت امام اعظم مفتی محمد شفیع صاحب اپنی کتاب " اسلام اور موسیقی " میں تحریر فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے تمام معازف ومزامیر (باجے، تاشے) کو حرام قرار دیا ہے، اس کے علاوہ ان آلاتِ لہو ولعب اور اس غناء کو حرام قرار دیا ہے جو ذکر اللہ اور فکرِ آخرت سے غفلت پیدا کریں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان اشیاء کی حرمت کا سبب یہ ہیکہ یہ فضول اور لغو چیزیں ہیں اور نہ صرف یہ کہ آدمی کو خدا کی یاد اور فکرِ آخرت سے غافل کرتی ہیں بلکہ اس درجہ تک لے جاتی ہیں کہ اسے اپنی دنیاوی ضرورتوں کا بھی ہوش نہیں رہتا جیسا کہ ان میں مبتلاء لوگوں کی حالت سے ظاہر ہے، البتہ غنا وملاہی کی ان صورتوں کو حلال کیا ہے جن میں کوئی فائدہ اور منفعت پیش نظر ہیں۔ جیسے : نکاح کے وقت اعلان کے لیے، عیدین میں اظہار خوشی کے لیے دورانِ سفر اور مشقتوں کا احساس کم کرنے کے لیے، جواز کی روایات سے صرف مذکورہ بالا صورتوں ہی کا جواز معلوم ہوتا ہے ان کے علاوہ ہر صورت حرمت کی روایات کے تحت آتی ہیں۔ (اسلام اور موسیقی۔ مؤلفہ مفتی محمد شفیع عثمانیؒ صفحہ نمبر ۲۳۵ :۔۲۳۶) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض یہ میوزک نہ ہو بلکہ دف ہو جبکہ یہ حقیقت نہیں ہے پھر بھی جائز نہیں۔

## تیسرا احرام جھوٹ کی آمیزش

اس کے تمام واقعات مستند بھی نہیں ہیں اور جھوٹ سچ کی آمیزش ہے، کیوں کہ غازی ارطغرل کی مستند تاریخ محفوظ نہیں ہے، پھر اتنے لمبے قسط اس پر کیسے مرتب کریں گے؟ تخمین وظن، اٹکل پچّو سے کام لیا جانا ضروری ہے، بلکہ بعض جگہ تو اس میں تاریخ ہی غلط بیان کر دی گئی ہے۔ مثلا تیسرے سیزن میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ارطغرل کی مسیحیوں سے ایک جنگ کے موقع پر سلطان علاء الدین نے اس کے گروہ کی مدد کر کے انھیں شکست سے بچا کر

مسیحیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا، جبکہ تاریخی طور معاملہ اس کے برعکس ہوا تھا، یہ ارطغرل تھا جس نے ایک مشکل موقع پر سلطان کی مدد کرکے دشمنوں کو شکست دی تھی، تاریخ دان اس پر تو اختلاف کرتے ہیں کہ وہ گروہ منگول تھا یا مسیحی مگر اس پر اختلاف نہیں کہ مدد ارطغرل نے کی تھی اور اسی کے صلے میں اسے سغوت کی جاگیر دی گئی تھی۔

فقہاء کرام نے جن مقامات پر جھوٹ کی گنجائش دی ہے ان میں سیریل وڈرامہ کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا ہے، پھر ڈراموں میں جھوٹ (حرام ہونے کے باوجود) حلال کیوں ہے؟ گویا جھوٹ کی دو قسمیں ہیں ایک جھوٹ حرام ہے دوسر جھوٹ حلال ہے، عام زندگی میں جھوٹ حرام ہے، ڈراموں میں جھوٹ حلال ہے، جبکہ شریعت میں مذاق میں بھی جھوٹ گوارا نہیں کیا گیا، بچوں سے بھی جھوٹ گوارا نہیں کیا گیا، یہاں گھنٹوں کے سیریل میں گوارا نہیں بلکہ حلال کرلیا جارہا ہے۔

جھوٹے شخص پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، کیا ڈرامہ اس سے کسی نے مستثنی کیا ہے؟ جھوٹ نفاق کی علامات سے ہے خواہ وہ ڈرامہ کا ہی کیوں نہ ہو، علامہ شامی جھوٹ کی اباحت وحرمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: جس اچھے مقصد کو سچ اور جھوٹ دونوں طرح حاصل کیا جاسکتا ہو، ایسے موقع پر جھوٹ بولنا حرام ہے۔ *والضابط فيه كما في تبيين المحارم وغيره عن الاحياء أن كل مقصود محمود يمكن التوصل اليه بالصدق والكذب جميعاً فالكذب حرام* (فتاوی شامی، کتاب الحظر والاباحۃ: ۵۲۵)

## چوتھا حرام مرد وزن کا اختلاط

ڈرامہ میں مردوں کے ساتھ جن خواتین کی جوڑی بنائی گئی، ایک

دوسرے سے تعلق قائم رکھا گیا، کرداروں کا واپسی کے بعد اپنی نام نہاد بیویوں سے معانقہ کرنا پا گیا، یہ سب شرعاً حرام ہے، یہ اختلاط پردہ کے باہر بھی جائز نہیں ہے، اس اختلاط کو دیکھنا کیونکر جائز ہو جائے گا۔

ا۔مرد وزن کے اختلاط کے فتنہ کی وجہ سے تعلیم گاہوں میں مخلوط تعلیم کے نتائج دیکھے جا رہے ہیں، جس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، آخر ڈراموں میں اختلاط کا اثر معاشرہ پر نہیں پڑے گا؟

۲۔جب ڈرامہ جائز ہو جائے گا تو یہ اختلاط بھی حرام نہیں رہے گا، تو معاشرہ میں اس قدر اختلاط جتنا کہ ڈرامہ میں دکھایا گیا گوارا کر لیا جائے گا۔

## پانچواں حرام سلسلہ وار ہونے کی وجہ سے وقت کا ضیاع

ا۔اس کے پانچ سیزن ہیں، پہلے سیزن سے لے کر پانچویں سیزن تک کہانی، پلاٹ، کردار، مکالے اور پروڈکشن سب جاندار ہیں، آپ ایک دفعہ یہ ڈرامہ شروع کریں گے، تو پھر اسے پورا کئے بغیر دم نہیں لیں گے، اس ڈرامے کو شروع کیا جائے تو اگلے چار پانچ ماہ تک کوئی بڑی مصروفیت پیش نظر نہ رہے گی۔

۲۔یہ سراسر لایعنی فعل ہے، اس سے نہ دینی فائدہ ہے اور نہ دنیوی فائدہ ہے، ڈرامہ میں جو بھی دکھایا جائے گا وہ اصل زندگی میں عموماً اپنا نہیں جاتا ہے، نہ اس پر آخرت میں ثواب مرتب ہوتا ہے، جائز کہنے والے بھی اس کے دیکھنے پر ثواب و فضیلت شاید نہیں سنائی ہے۔

## چھٹا حرام واجبات سے روک دیتا ہے

چھٹا حرام موثر و دلچسپ ہونے کی وجہ سے ایک نشہ جو واجبات سے روک دیتا ہے:

گذشتہ رمضانوں میں کرکٹ کی وجہ سے قوم مسلم تراویح چھوڑ کر، روزہ چھوڑ کرکھیل کی مداح بنی نظر آتی تھی، ٹیم کے لیے روزہ رکھا جاتا تھا، دعائیں کی جاتی تھی، اس رمضان ڈرامہ کی وجہ سے نمازیں قضا ہورہی ہیں، تراویح ترک کی جارہی ہے، گھر کے ضروری کاموں میں جھگڑے کئے جارہے ہیں کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے، مجھے یہ کام مت بولو، اور وقت ڈرامہ دیکھنے میں لگایا جارہے۔ "وقال الشامي علیہ الرحمۃ :أما إذا قصد التلهي، أو الفخر، أو لترىٰ شجاعته، فالظاهر الكراهة۔ وفي الدر المختار :أما بدونه فيباح في كل الملاعب۔ (شامي، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، زكريا ۹/۵۷۷)وعلىٰ هذا الأصل فالألعاب التى يقصد بها رياضة الأبدان أو الأذهان جائزة فى نفسها مالم تشتمل على معصية اخرىٰ ومالم تؤ دالانهماك فيها إلىٰ الإخلال بواجب الانسان فى دينه ودنياه۔ (تکملہ فتح الملہم، کتاب الشعر، باب تحریم اللعب بالنردشیر، حکم الألعاب فی الشریعۃ، اشرفیہ دیوبند ۴/۴۳۶)

## ساتواں حرام گناہ کو گناہ نہ سمجھنا

ساتواں حرام گناہ کو گناہ نہ سمجھنا، گناہ سے بڑا گناہ ہے: کیونکہ گناہ صرف گناہ ہے، اور گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بلکہ حلال ہونے پر حجت کرنا حرام کو حلال کر لینا ہے۔

خداوند متعال نے قرآن میں مومن کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی کہ مومن گناہ پر اصرار نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا : "وَ لَمْ يصِرُّوا عَلى ما فَعَلُوا وَ هُمْ يعْلَمُون"۔ اور وہ جان بوجھ کر اپنے کئے (گناہ) پر اصرار نہیں کرتے۔(آل عمران 135 :)

گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے گناہ تو گناہ ہوتے ہیں۔ گناہوں کا چھوٹا یا بڑا ہونا نہ دیکھئے بلکہ یہ دیکھئے کہ ہم کس کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ

کی تو پھر سوچئے کہ پکڑ ہوئی تو کیا بنے گا، ارتکاب گناہ میں بے پرواہی برتنا، بار بار وہی گناہ کرنا، ان صغیرہ گناہوں کو کچھ نہ سمجھنا، اپنے آپ کو تباہ کرنے کے مترادف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھو، ایک قوم چھوٹی چھوٹی لکڑیاں جمع کرکے آگ جلاتی ہے پھر اپنی روٹیاں پکاتی ہے گناہوں کو چھوٹا سمجھنا، اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے''۔ (مسند احمد)

یہ بات بظاہر اہم محسوس نہیں ہوتی مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان میں احساس ندامت باقی رہے تو پلٹ آنے کی امید باقی رہتی ہے، اگر گناہ کی سنگینی کا احساس دل سے کافور ہو جائے تو پھر ایسا شخص زندگی بھر اسی بدعملی میں ملوث رہتا ہے، ہم جانتے ہیں کہ ابلیس نے اللہ رب العزت کے حکم کو ماننے سے انکار کیا تھا اور ہم اس سے بھی واقف ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی ممنوعہ شجر کا پھل کھا کر اللہ رب العزت کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی تھی، پھر وہ کون سا فرق تھا جس کی بنیاد پر ابلیس تا قیامت ملعون قرار پایا اور آدمؑ کو پھر بھی خلیفہ الارض کی خلعت پہنائی گئی؟ فرق اس سے زیادہ کچھ نہ تھا کہ ابلیس نے اعتراف جرم کی بجائے، اللہ تعالیٰ پر بھٹکانے کا الزام لگایا، جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے احساس ندامت ظاہر کیا، معلوم ہوا کہ احساس ندامت رکھنا کس قدر موثر اور ضروری ہے۔

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں ''یہ مسئلہ اہم ترین ہے لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔ خوف کھاتے ہیں۔ لیکن صغیرہ گناہوں میں بے پرواہی کرتے ہیں۔ ان سے پرہیز نہیں کرتے۔ آہستہ آہستہ ان صغیرہ گناہوں کا جم غفیر اکھٹا ہو جاتا ہے پھر کبیرہ گناہوں میں سے بھی خوف کم سے کم ہوتا چلا جاتا ہے''۔ (مدارج السالکین)۔

## گناہ کو چھوٹا سمجھنے کا نقصان

گناہ کے اسباب میں سے ایک سبب گناہ کو چھوٹا سمجھنا ہے، یہ ایسا خطرناک سبب ہے کہ جب انسان گناہوں کو چھوٹا یا ناچیز سمجھ کر انجام دیتا رہتا ہے تو ان گناہوں کا عادی بن جاتا ہے۔ پھر اسے گناہ کرتے وقت کسی قسم کا خوف نہیں آتا اور گناہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی۔ ابتدا میں انسان یہ کام گناہان صغیرہ سے شروع کرتا ہے جب ان گناہوں کو اہمیت نہیں دیتا تو پھر گناہان کبیرہ کی نوبت آجاتی ہے، جب ان تمام گناہوں کا تکرار کرتا ہے تو پھر خداوند متعال اس سے آہستہ آہستہ توفیقات سلب کرلیتا ہے، جیسے ایک دھاگہ ہو، اگر ایک دھاگے کو توڑنا ہو تو آسان ہے اور اگر وہی چند دھاگے مل کر ایک مضبوط رسی کی شکل اختیار کرجائیں تو پھر توڑنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

اسلاف کی نصیحتوں میں ہے کہ: گناہوں پر اصرار سے بچو کیونکہ گناہوں پر اصرار یہ گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ "إِيَّاکَ وَ الإِصْرارَ فَإِنَّه مِنْ أَكْبَرِ الْكَبائِرِ وَ أَعْظَمِ الْجَرائِمِ"۔

چھوٹے گناہ بڑے گناہوں تک پہنچنے کا راستہ ہیں، جو چھوٹے گناہ کرتے وقت خدا سے نہیں ڈرتا، وہ بڑے گناہوں کو انجام دیتے وقت بھی خدا سے نہیں ڈرے گا۔ "الصغائر من الذنوب طرق الي الكبائر، و من لم يخف الله في القليل لم يخفه في الكثير"

چھوٹے گناہ اور ان کو چھوٹا شمار کرنا یہ شیطان کے حیلوں میں سے ایک حیلہ ہے۔ وہ ان گناہوں کو آپ کی نظر میں چھوٹا اور حقیر کرکے دکھاتا ہے۔ اس طرح کہ یہ سب جمع ہوجاتے ہیں اور زیادہ ہوجاتے ہیں اور آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ "ان صغار الذنوب و محقراتها من مكائد ابليس، يحقرها لكم و يصغرها في اعينكم، فتجتمع و تكثر فتحيط بكم"

رسول خدا ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ سفر پر جا رہے تھے ایک ایسی زمین پر پہنچے، جہاں نہ پانی تھا، نہ سبزہ، رسول اللہ نے اصحاب کو کہا سب جائیں اور یہاں سے کچھ لکڑی تلاش کر کے لے آئیں تا کہ کھانا بنائیں. اصحاب نے کہا یارسول اللہ یہ خشک زمین ہے یہاں سے لکڑیاں نہیں ملیں گی۔ رسول خدا نے فرمایا : آپ جائیں جتنی جتنی ملتی ہیں لے آئیں اصحاب گئے اور سب تھوڑی تھوڑی لکڑیاں لے کر آئے اور سب لکڑیاں رسول اللہ کے سامنے ایک دوسرے کے اوپر رکھتے گئے یہاں پر رسول خدا نے ارشاد فرمایا : ان لکڑیوں کی طرح ہی گناہ بھی اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا : گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچیں. جب انسان گناہان صغیرہ کو ناچیز سمجھ کر انجام دیتا ہے تو یہی گناہ اسے گناہان کبیرہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔"إن رسول الله صلى الله عليه و آله نزل بأرض قرعاء فقال لأصحابه :ائتوا بحطب، فقالوا :يا رسول الله نحن بأرض قرعاء ما بها من حطب قال :فليأت كل إنسان بما قدر عليه، فجاؤوا به حتى رموا بين يديه، بعضه على بعض، فقال رسول الله :هكذا تجتمع الذنوب، ثم قال :إياكم و المحقرات من الذنوب"۔ خدایا تجھ سے پناہ چاہتا ہوں گناہوں پر اصرار اور گناہوں کو چھوٹا جاننے سے۔"اللّٰهُمَّ اعوذُبِکَ مِن الإصرارِ عَلَی الإثمِ وَ استِصغار المَعصِيَةِ"

## آٹھواں حرام مناظرِ عشق دیکھنا

اس سیریل میں عشق و معاشقہ کے مناظر پیش کئے گئے ہیں۔سب جانتے ہیں کہ اس طرح کے مناظر معاشرہ کے لئے اور بالخصوص نوجوان نسل کے لئے کس قدر مہلک اور اخلاق سوز ثابت ہوتے ہیں۔علماء نے لکھا ہے کہ فحش ناول یا جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار لہو حرام میں

داخل ہو کر ان کا پڑھنا حرام ہے، تو عشق کے مناظر دیکھنا کیونکر جائز ہو جائے گا؟

۲۔ جب سیریل سے ناظرین اثر لیں گے تو جس قدر عشق ڈرامہ میں دکھایا گیا ہے اس کا بھی تاثر لیں گے، پھر معاشرہ میں حلال عاشقوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا، حجت میں وہ کہیں گے کہ ''اتنا رومانس (Romance) تو چلتا ہے''

۳۔ مغربی اثرات کی وجہ سے ویسے بھی عاشقی کے واقعات میں ہر دن اضافہ ہوتے جا رہا ہے، جو یورپی فلموں کے ذریعہ درآمد ہوا ہے، جسے ہر شخص حرام ہی کہتا ہے، اب ڈرامہ سے جائز عشق درآمد ہوگا، جو پہلے درجہ کے عشق سے حرام میں کم درجہ کا ہوگا، چونکہ یہ مغرب سے نہیں آیا ہے۔

۴۔ بالفرض ڈرامہ کے عشق و معاشقے کے مناظر کا اثر نہ بھی ہو، اخلاق فاسد نہ بھی ہوں دیکھنا گناہ ہے یا نہیں؟ مفتیِ اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع دیوبندیؒ اس ''ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئك لھم عذاب مھین'' لکھتے ہیں :اس زمانے میں بیشتر نوجوان فحش ناول یا جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار دیکھنے کے عادی ہیں، یہ سب چیزیں اسی قسم لہوِ حرام میں داخل ہیں، اسی طرح گمراہ اہلِ باطل کے خیالات کا مطالعہ بھی عوام کے لیے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے- اور جن کھیلوں میں نہ کفر ہے نہ کھلی ہوئی معصیت، وہ مکروہ ہیں کہ ایک بے فائدہ کام میں اپنی توانائی اور وقت کو ضائع کرنا ہے۔ (معارف القرآن: ۷؍۲۳)

## نواں گناہ فلم میں عورت کا کردار

اس سیریل میں حسین عورتوں کا کردار بھی شامل کیا گیا ہے بلکہ حلیمہ سلطان کا کردار ادا کرنے والی کے حسن کی دھوم مچی ہوئی ہے، ظاہر ہے یہ عورتیں

دیکھنے والوں کے لئے نامحرم ہیں، جن چہروں کو پردہ کے باہر دیکھنا جائز ہے انہیں پردہ پر بھی دیکھنا جائز ہے، ڈرامہ میں کام کرنے والی کس عورت کو مجوزین ومانعین کے لیے پردہ کے باہر دیکھنا جائز ہے؟ جب اِن کو دیکھنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور ڈرامہ ان عورتوں کے بغیر نہیں ہے، پھر ڈرامہ کیسے جائز ہوگیا؟

قرآن کریم میں عموماً خطاب مردوں کو ہوتا ہے مگر عورتیں بھی شامل رہتی ہیں مگر غضِ بصر، نگاہیں پست رکھنے کا حکم دیا تو صرف مردوں کو فرمان نہیں سنایا، بلکہ خواتین کو بھی الگ سے تاکید کی، اس کے باوجود ڈرامہ میں لڑکیوں پر نظر ڈالنا آنکھوں کا زنا ہے یا نہیں؟

## ڈرامے میں عورت کا کرادار نہ کہ برابر ہے

غلط فہمی: ڈرامہ میں عورت کا کردار نہیں یا نہ کہ برابر ہے، اگر ہے بھی تو اس پر فوکس (Focus) نہیں کیا گیا۔

ازالہ ا:۔ڈرامہ میں عورت کا کردار نہ ہونا یا نہ کے درجہ میں وہنا دونوں باتیں خلافِ حقیقت ہیں، حلیمہ سلطان کے علاوہ کئی اداکاراؤں کی تعریف انٹرنیٹ پر سنی جارہی ہے۔

۲۔عورت کے حسن پر بھی فوکس (Focus) کیا گیا ہے، تبھی دینا کے سڑک چھاپ عاشق ایسرابلیجگ کے حسن کے گن گاتے نظر آرہے ہیں۔

۳۔ممکن ہے دنیا میں کئی ایک کامیاب (hit) موویز اور ڈرامے ایسے ہو جن میں عورت کا کردار نہ ہو جیسے کسی زمانے میں ایکشن انگلش مووی ''ریمبو'' جس میں خاتون کا کردار اتنا ہی ہے کہ شاید بیس تیس سیکنڈ کے دو سین ہیں، مگر ۹۹ فیصد فلم وڈراموں کے کامیاب ہونے میں عورت کی اداکاری لازم ہے، ورنہ یا تو وہ فلم کامیاب نہیں ہوگا، یا اس میں عورت کی اداکاری بھی

مرد ہی کرے گا، جبکہ یہ بھی تشبہ بالنساء کی وجہ سے حرام ہے۔

۴۔اگر مان بھی لیں کہ عورت پورے ڈرامہ میں ہے ہی نہیں بلکہ مرد ہی مرد ہیں تو پھر یہ ڈرامہ عورتوں کے لیے حلال رہے گا یا حرام، جب سب مرد ہی ہیں تو عورت بلا ضرورت مرد کو نہیں دیکھے گی، نتیجہ یہ ہوا کہ عورتوں کے لیے حرام مردوں کے لیے حلال؟۔

## ڈرامے میں بے حیائی کم ہے

غلط فہمی :عام فلموں اور ڈراموں کے مقابلہ اس ڈرامہ میں بے حیائی بہت ہی کم ہے۔

ازالہ ا:۔یہ غلط فہمی صحیح ہے کہ عام فلموں کے مقابلہ میں بے حیائی کم ہے مگر یہ بھی صحیح ہے کہ بے حیائی کچھ نہ کچھ ہے، زہر خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ ،چنگاری چھوٹی ہو یا بڑی جان لینے اور جلانے کا کام کر دیتے ہیں، تھوڑے زہر کو گوارا کرنے والے عقلمندوں سے ابھی واسطہ نہیں پڑا ہے۔

۲۔جہاں جہاں عشق کے منظر دکھائے گئے وہ سب بے حیائی نہیں ہے، اور پورے ۷۹ اسیریز میں کتنے مناظر ایسے ہوں گے، ان سب کا مجموعہ کم بے حیائی ہے؟

۳۔اگر اتنی بے حیائی گوارا ہے تو ہالی ووڈ اور بالی ووڈ کی بہت ساری فلمیں جائز ہو جائیں گی، بالخصوص تیس چالیس سال پرانی فلمیں، جن میں بے حیائی بہت کم ہے اور معلومات بھی زیادہ ہیں۔

## عقل ونقل کا مقابلہ

عقل تو کہتی ہے کہ ’’پری پرائمری اور پرائمری کی سطح کے چھوٹے بچوں کے لیے 3D کارٹونس میں انبیاء کی سیرتوں پر مبنی سیریلس اور ویڈیوز میں

ایک چھوٹے بچے کو بطور مسلم ثقافتی کردار کے ابھارا جائے جیسے shaktiman , pokeman , doreman کے مقابل ایک moslman کا کرداراور مسلم روزمرہ زندگی کوریفلیکٹ reflect کرنے والی کہانیاں اور اسکرپٹ لکھی جائیں ،خواتین کا بہت بڑا ہندی فلموں اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے علاقائی کلچر پر مبنی سیریلوں سے متاثر ہے، ان کے لیے اسلامی تعلیمات اور شوہر وبچوں کی ذمہ داریوں سے متعلق اہم نکات پر مبنی دلچسپ فیچرس ،اسلامی تاریخی خواتین پر مبنی جذباتی فلمیں اورآج کی پر اعتماد لیکن مکمل اسلامی شخصیت میں ڈھلی مسلم خاتون کے کردار کی سن سیشنل (sensational stories )ایک پوری ٹیم کو اس کام پر لگ جائے،نوجوانوں کے لیے ارطغرل ہی کیا تمام فاتحین ومفکرین کی سوانح دکھادی جائیں،ممکن ہے عریانی اورفحاشی کے بغیر بھی کوئی فلم نہ صرف ساری دنیا میں مقبول ہوسکتا ہے بلکہ مسلم اورغیر مسلم طبقات پر گہرے اثرات بھی ڈال سکتا ہے،مسلم نوجوانوں میں عقیدہ میں پختگی اوردین کے لیے کچھ کرنے کاجذبہ پیدا کرنا ہو،اسلامی تہذیب وثقافت پیدا کرنا ہو اسلامی شخصیات کے کارنامے اجاگر کرنا ہو روزمرہ کے اعمالِ اسلام کی تذکیر ہو“ ۔مگرکیا کریں،نقل کے آگے عقل کوترجیح نہیں دی جاسکتی ،نقل وعقل کے مقابلہ میں نقل کوترجیح دینا صدیقیت ہے جبکہ عقل کوترجیح دینا بولہبی ہے۔

## جواز وعدمِ جواز میں کس پراعتماد کریں؟

جب امت کا ایک بڑا طبقہ اپنی زندگی فقہ وفتاوی کے لیے وقف کردیا ہے،ادارے اس کے لیے فارغ ہوچکے ہیں،عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی عبادات ومعاملات کے مسائل میں ان پر اعتماد کرتے ہیں اوراعتماد کرنا بھی ضروری ،فن صاحبِ فن ہی سے لیا جاتا ہےتو اگر دارالعلوم دیوبند،

مظاہر العلوم سہارنپور، شاہی مرادآباد، پڑوس ملک کے معتبر اہل حق کے ادارے کوئی فتوی جاری کریں، جس میں فتاوی دینے والے ہم سے بہتر، مشاق، صحبت یافتہ، دلائل شرعیہ میں راسخ، سماج سے واقف افراد کار موجود ہیں تو پھر بھی فتوی پر اعتماد نہ کرنے سے اجتماعیت بکھر جاتی ہے، اگر ایک دارالافتاء سے غلطی ہوگی تو کیا تمام دالافتاء بھی اتباع میں غلطی ہی کی تائید کر رہے ہیں؟ اور صرف جواز کے قائل چند احباب ہی درستگی پا رہے ہیں؟

## ارطغرل پر دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

سوال : ترکی حکومت کے زیر اہتمام ایک سیریل بنام دیریلیش اِرْطُغرَل جس کی 2014 کے دسمبر سے 2019 کی مئی تک 150 قسطیں آچکی ہیں، اکثر قسط کا دورانیہ دو گھنٹے کے کم وبیش ہے جوکہ پوری دنیا میں بہت دیکھا جارہا ہے خصوصاً مسلمانوں میں زیادہ رائج ہے۔ عوام کے ساتھ ساتھ بعض خواص بھی اس سیریل کے دیکھنے کے بہت عادی ہوگئے ہیں۔ تُرک حکومت یہ سیریل اس واسطے بنوارہی ہے کہ لوگوں کو خلافت عثمانیہ کی پوری کہانی معلوم ہوجائے۔ اس سیریل کا حال یہ ہے کہ اس میں عشق ومعشوقی کو بھی رکھا گیا ہے۔ خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں نے اس سیریل میں اپنے کردار انجام دیئے ہیں، شاید ہر قسط کے آخر میں دعاء بھی کی جاتی ہے۔ طیب اردگان اور ترک کے وزیر اعظم وغیرہ اس سریل کے حمایتی ہیں۔ الحمد للہ بندہ عاجز نے اب تک ایک قسط کا کچھ حصہ بھی نہیں دیکھا جو کچھ بیان کیا وہ دوسرے سے سن کر اور کچھ یوٹیوب وغیرہ سے معلومات حاصل کرکے بیان کیا۔ البتہ دیکھنے والوں کا دیوانہ پن دیکھا اور جانا ہوں ایسا لگتا ہے کہ دیکھنے والوں کو دیکھنے کا نشہ چڑھ گیا ہے۔ مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا شریعت ایسے سیریل بنانے اور ان کو دیکھنے کی اجازت دیتی ہے؟ ایسا سیریل بنانا اور اس کا دیکھنا

دونوں کا کیا حکم ہے؟ مزید یہ کہ جو قوم آج کل فحش فلمیں ننگے ناچ دیکھنے کی عادی ہو چکی ہے اسے اسکے بجا کیا یہ سیرئل دیکھنے کی اجازت ہوگی؟ جیسے مثلاً شراب کی جگہ کوئی دوسری مشروب پلا دیں، جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیریل یا فلم کیسی بھی ہو اس میں کم از کم تین خرابیاں، یعنی ویڈیو گرافی، رقص وموسیقی اور اجنبی عورتوں کی موجودگی ضرور پائی جاتی ہیں، اور یہ تینوں امور ناجائز ہیں، چنانچہ تصویر کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس کو زندہ کرو! (بخاری، اللباس، عذاب المصورین، رقم: ۵۹۵۰) اور میوزک کے بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور لہو ولعب اور گانے بجانے کے آلات کو ختم کرنے کا حکم دیا، (مشکاۃ، حدود، بیان خمر، فصل ثالث: ۳۶۵۴) اور بے پردہ اجنبی عورتوں کی موجودگی میں جو قباحت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ پھر وہ فلمیں جن میں سلاطین اسلام کی تاریخ بیان کی جاتی ہے ان میں ایک مزید خرابی یہ ہے کہ لوگ ایسی فلمیں دیکھنے کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، یا ہلکا سمجھتے ہیں، اور گناہ کو ہلکا سمجھنا یا گناہ ہی نہ سمجھنا زیادہ خطرناک گناہ ہے۔ اور سلسلہ وار فلموں کے دیکھنے کی لوگوں کو جو لت لگتی ہے اس میں ضیاع وقت، نمازوں کا چھوٹنا، اور دیگر ضروری کاموں سے غفلت، مذکورہ بالا خرابیوں پر مستزاد ہیں۔ جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ کوئی جائز کھیل تماشہ بھی اگر فرائض و واجبات میں کوتاہی کا سبب بننے لگے تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی تاریخی فلموں میں ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ بہت سارے واقعات محض فرضی یا مبالغہ آمیزی پر مبنی

ہوتے ہیں۔جس میں کذب وافتراء اور غیبت تک کی نوبت آجاتی ہے۔مختصر ایہ کہ سوال میں مذکورہ نوعیت کے سیریل،تصویر کشی، موسیقی، بے پردہ اجنبی عورتوں کی موجودگی، کی وجہ سے ناجائز ہیں، اور گناہ کو ہلکا سمجھنے ، فرائض و واجبات میں غفلت اور دوسری خرابیوں کی وجہ سے اس حرمت میں اور شناعت آجاتی ہے۔آپ نے اچھا کیا کہ یہ سیریل نہیں دیکھا۔آپ کی آخری بات کے سلسلے میں گزارش ہے کہ مذکورہ سیریل فحش فلموں سے بچنے کا حل نہیں ہیں،اس لئے کہ یہ سیریل خود ناجائز ہیں،گویا دونوں زہر ہیں کوئی ہلکا کوئی تیز۔ لہٰذا ضروری ہے کہ دونوں سے بچنے کی فکر کی جائے۔اور یہ انسان کے اپنے ارادے اور عادت بنانے پر مبنی ہے۔اس کے لئے ناجائز چیزیں اختیار کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ مباح ذرائع اختیار کیے جاسکتے ہیں،مثلاً : قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی اور تفسیر،اچھے بامعنی اشعار اور نعتیہ کلام سننا مجاہدین اور اولیاء اللہ کے حیرات انگیز واقعات کو پڑھنا، سننا اپنایا جاسکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم ،دارالافتاء،دارالعلوم دیوبند،=جواب #
(1441/30T/D=03-: 172174167Fatwa

## جامعہ علوم اسلامیہ بنوی ٹاؤن کا فتوی

سوال: ترکی حکومت کے زیر اہتمام ایک سیریل بنام دیریلیش اِرْطَغرَل جس کی 2014 کے دسمبر سے 2019 کی مئی تک 150 قسطیں آچکی ہیں، اکثر قسط کا دورانیہ دو گھنٹے کے کم وبیش ہے جو کہ پوری دنیا میں بہت دیکھا جا رہا ہے خصوصاً مسلمانوں میں زیادہ رائج ہے۔عوام کے ساتھ ساتھ بعض خواص بھی اس سیریل کے دیکھنے کے بہت عادی ہو گئے ہیں۔تُرک حکومت یہ سیریل اس واسطے بنوارہی ہے کہ لوگوں کو خلافت عثمانیہ کی پوری کہانی معلوم ہوجائے۔اس سیریل کا حال یہ ہے کہ اس میں عشق ومعشوقی کو بھی رکھا گیا

ہے۔خوبصورت لڑکیوں اورعورتوں نے اس سیریل میں اپنے کردار انجام دیئے ہیں، شاید ہر قسط کے آخر میں دعاء بھی کی جاتی ہے۔طیب اردگان اور ترک کے وزیر اعظم وغیرہ اس سریل کے حمایتی ہیں۔الحمد للہ بندہ عاجز نے اب تک ایک قسط کا کچھ حصہ بھی نہیں دیکھا جو کچھ بیان کیا وہ دوسرے سے سن کر اور کچھ یوٹیوب وغیرہ سے معلومات حاصل کرکے بیان کیا۔البتہ دیکھنے والوں کا دیوانہ پن دیکھا اور رجانا ہوں ایسا لگتا ہے کہ دیکھنے والوں کو دیکھنے کا نشہ چڑھ گیا ہے۔مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا شریعت ایسے سیریل بنانے اور ان کو دیکھنے کی اجازت دیتی ہے؟ایسا سیریل بنانا اور اس کا دیکھنا دونوں کا کیا حکم ہے؟اس طرح کے سیریل پر پیسے خرچ کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟معذرت کے ساتھ یہ سیریل عام ہو رہا ہے اس لئے اس کے متعلق مسئلہ گروپ ہی میں پوچھنا مناسب لگا تا کہ اس کے متعلق حکم سب کو معلوم ہو جائے۔(المستفتی : شجاع الدین،مالیگاؤں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق :ارطغرل غازی یاErtugrul Dirillisایک ترکی تاریخی ڈرامہ ہے، جس میں خلافتِ عثمانیہ کے بانی عثمان کے والد ارطغرل اور ان کے قبیلہ کے حالات کو فلم بند کیا گیا ہے،لیکن اس کے تمام واقعات مستند اور تصدیق شدہ نہیں ہیں، بلکہ اس داستان میں سچ اور جھوٹ دونوں کی آمیزش ہے۔معتبر ذرائع سے ملی اطلاع اور آپ کے سوال سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس ڈرامے کے کردار ومناظر بڑے سحر انگیز ہیں، جس کی وجہ سے عوام وخواص بلکہ دیندار افراد تک اس پر فریفتہ ہیں اور اس کے دیوانے بنے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ بعض نام نہاد علماء اور خود ساختہ مفکرین بڑے بڑے مضامین لکھ کر اس کو دیکھنے کی دعوت دے رہیں۔لہٰذا ایسے حالات میں

ضروری ہو جاتا ہے کہ اس قسم کے ڈراموں کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے، اور لوگوں کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ مذکورہ ڈرامہ اور اس قسم کے دیگر ڈراموں کی فلم بندی کرنے اور اس کو دیکھنے میں شرعاً متعدد قباحتیں موجود ہیں۔

سب سے پہلی قباحت یہ ہے کہ اس میں جان بوجھ کر جھوٹ شامل کیا گیا ہے۔ کیونکہ جھوٹ کی آمیزش کے بغیر ایسے ڈرامے مکمل ہی نہیں ہو سکتے، اور ان میں دلچسپی بھی برقرار نہیں رہ سکتی۔ جبکہ جھوٹ کی اسلام میں کیا حیثیت ہے وہ اظہر من الشمس ہے کہ وہ ایک گناہِ کبیرہ ہے۔

دوسری یہ ہے کہ ڈرامہ کی عکس بندی کرنا کوئی ایسی شرعی ضرورت نہیں ہے جس کے لیے تصویر کشی کی اجازت ہو۔ لہٰذا بلا ضرورتِ شدیدہ ڈیجیٹل تصویر کشی بھی متعدد علماء کرام کی تحقیق کے مطابق جائز نہیں ہے۔

تیسری یہ کہ اس میں عورتوں کے کردار کی وجہ سے مرد وزن کا اختلاط بھی ہے، جبکہ نامحرم عورتوں کو قصداً دیکھنا ناجائز اور حرام ہے، شریعت نے اسے آنکھ کے زنا سے تعبیر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں (زنا کرتی ہیں) کہ ان کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے۔ (مسند احمد) ایک جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہدایت فرمائی کہ اے علی! نگاہ کے بعد نگاہ نہ ڈالو کہ نگاہ اول (بلا ارادہ کے اچانک نظر) قابل عفو ہے، دوسری نظر (جو قصداً ہو) معاف نہیں۔ (ابوداؤد) نیز اس ڈرامے میں محبت کی داستان بھی شامل کی گئی ہے، چنانچہ عشق و معاشقہ کے مواد ہونے کی وجہ سے نوجوانوں کے اخلاق متأثر ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

چوتھی اس ڈرامہ میں بیک گراؤنڈ میوزک بھی ہے، اور موسیقی کے بارے میں آپ علیہ السلام کا واضح فرمان ہے کہ موسیقی دلوں میں نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی کھیتی کو پیدا کرتا ہے۔ پانچویں قباحت یہ ہے کہ اس قسم کے

ڈراموں کو تبلیغِ دین، اصلاح اور بیداری کا نام دیا جاتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پردہ اسکرین پر جو کچھ لوگوں کو دکھایا جاتا ہے اس کا اصلاحی اثر وقتی ہوتا ہے، اوران ڈراموں اور داستانوں سے پیدا ہونے والے جذبات کی عمر پانی کے بلبلے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس کے مقابلے میں کتابی اثر دیر پا ہوتا ہے اور تاریخ کی معتبر کتابیں ہی حقیقی اثر پیدا کرسکتی ہیں، تاریخ کا شوق رکھنے والوں کے لئے مستند تاریخی کُتب ہی قلب کی تسکین کا باعث ہوسکتی ہیں، افسانے اور ڈرامے نہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ماضی میں متعدد اسلامی ممالک اور امریکہ میں بھی اس قسم کی نام نہاد اصلاحی وتبلیغی کوششیں کی گئیں، اور انبیاء کرام اور صحابہ رام کی زندگیوں پر کئی فلمیں اور ڈرامے بنائے گئے، جن میں دس پیغام، الرسالہ، وغیرہ فلمیں قابل ذکر ہیں، لیکن یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ ایسی فلمیں غیرمسلموں بلکہ مسلمانوں پر بھی کوئی مثبت و دیرپا اثرات ڈالنے میں ناکام رہیں، بالفرض اگران فلموں کا کچھ اثر ہورہا ہوتو تب بھی معصیت کے اس مجموعہ کی گنجائش بالکل نہیں ہوسکتی۔ پھر بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس طرح کی فلموں میں جو کردار اسکرین پر دکھائے جائیں گے ناظرین کے ذہنوں میں اس شخصیت کی وہی تصویر بن جاتی ہے، پھر جب بھی اس شخصیت کا ذکر نکلے گا، ناظرین کے ذہنوں میں اسی اداکار کی تصویر سامنے آئے گی۔ مثلاً کسی ڈرامہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کردار بتایا گیا، اس کردار کو ادا کرنے والے کی شکل ناظرین کے ذہنوں میں بیٹھ جائے گی، پھر جب بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوگا، اسی اداکار کی شکل ذہن میں آجائے گی، جبکہ ہوسکتا ہے وہ اداکار مسلمان ہی نہ ہو، یا مسلمان تو ہولیکن فاسق و فاجر ہو، اداکار خواہ کچھ بھی ہو، لیکن صحابہ کرام کے مرتبہ کا تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اسلام کی ایسی عظیم اور مقدس

ہستیوں کے ذکر کے وقت اداکاروں کی شکل وصورت ذہن میں آنا بذاتِ خود ایک بڑی قباحت ہے۔لہٰذا اتنی ساری قباحتیں جس چیز میں موجود ہوں وہ بلاشبہ ناجائز عمل ٹھہرے گا،ترکی صدر کا اس کی حمایت کرنا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ایسے ڈراموں کا بنانا، اس کا دیکھنا اور اس کے دیکھنے کی ترغیب دینا شرعاً ناجائز ہے، نیز اس پر مال لگانا بھی تعاون علی المعصیت اور سخت گناہ کی بات ہے، مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔عَنْ أَنَسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ۔ (مسلم، باب الكبائر واكبرها ١/٦٤)وفي الحديث :والعينان تزنيان وزناهما النظر۔ (مسند أحمد بن حنبل ٣٤٢/٢)عن جابر رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع۔ (رواه البيهقي في شعب الإيمان، مشكاة المصابيح، كتاب الآداب/باب البيان والشعر)استماع الملاهی و الجلوس علیها وضرب المزامیر والرقص کلها حرام" ومستحلها کافر وفی الحمادیة من النافع اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان۔ (جامع الفتاوی، ١/ ٧٣، رحیمیه، دیوبند،فقط والله تعالٰی اعلم محمدعامرعثمانی ملی 16ذی الحجه1440)

## ڈرامہ نگاری اسلامی حدود اور سید مودودی کی رائے

مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں''اب رہا فلم کو اسلامی اغراض اور مفید مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا سوال تو اس میں شک نہیں کہ بظاہر ایسے معاشرتی، اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی فلم بنانے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی جو فواحش اور جنسی ہیجانات، اور تعلیم جرائم سے پاک ہوں، اور جن کا اصل مقصد

بھلائی کی تعلیم دینا ہو۔لیکن غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس میں دو بڑی قباحتیں ہیں جن کا علاج ممکن نہیں ہے۔

ا۔اول یہ کہ کوئی ایسی معاشرتی فلم بنانا سخت مشکل ہے جس میں عورت کا سرے سے کوئی پارٹ نہ ہو۔اب اگر عورت کا پارٹ رکھا جائے تو اس کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں ۔ایک یہ کہ اس میں عورت ہی ایکٹر ہو۔ دوسرے یہ کہ اس میں مرد کو عورت کا پارٹ دیا جائے۔شرعاً ان میں سے کوئی بھی جائز نہیں ہے"۔

۲۔دوم یہ کہ کوئی معاشرتی ڈراما بہر حال ایکٹنگ کے بغیر نہیں بن سکتا۔ ایکٹنگ میں ایک عظیم الشان اخلاقی خرابی یہ ہے کہ ایکٹر آئے دن مختلف سیرتوں اور کرداروں کا سوانگ بھرتے بھرتے بالآخر اپنا انفرادی کیرکٹر بالکل نہیں تو بڑی حد تک کھو بیٹھتا ہے۔اس طرح چاہے ہم فلمی ڈراموں کو معاشرے کی اصلاح اور اسلامی حقائق کی تعلیم و تبلیغ کے لیے کیوں نہ استعمال کریں، ہمیں بہر حال چند انسانوں کو اس بات کے لیے تیار کرنا پڑے گا کہ وہ ایکٹر بن کر اپنا انفرادی کیرکٹر کھو دیں۔یعنی دوسرے الفاظ میں اپنی شخصیت کی قربانی دیں۔میں نہیں سمجھتا کہ معاشرے کی بھلائی کے لیے، یا کسی دوسرے مقصد کے لیے، خواہ وہ کتنا ہی پاکیزہ اور بلند مقصد ہو،کسی انسان سے شخصیت کی قربانی کا مطالبہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔جان، مال، عیش، آرام، ہر چیز تو قربان کی جاسکتی ہے اور مقاصد عالیہ کے لیے کی جانی چاہئے، مگر یہ وہ قربانی ہے جس کا مطالبہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بھی نہیں کیا ہے، کجا کہ کسی اور کے لیے اس کا مطالبہ کیا جاسکے"۔ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما کی طاقت کو فلمی ڈراموں کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ:-بعد ازاں یہ سلسلہ اس حد تک دراز ہوتا ہے کہ مقدس شخصیات کی

کردارسازی شروع ہوجاتی ہے مغرب میں یہی سلسلہ حضرت مسیح علیہ السلام کی کردارسازی سے شروع ہوا اور ہمارے ہاں معاملہ صحابہ تک پہنچ چکا ہے بلکہ بعض ایرانی ڈراموں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کردارنگاری بھی کی گئی ہے جوکسی طرح بھی جائز نہیں۔(ترجمان القرآن۔ذی القعد 1371ھ مطابق اگست 1952ء)

## ڈاکٹر ذاکرنائک کے تجزیہ کا خلاصہ

بعض لوگ ڈاکٹر ذاکرنائک کے حوالے سے جواز نقل کرتے ہیں، جبکہ حلال وحرام کا منصب آپ ہے ہی نہیں، دوسری بات یہ کہ ان کی گفتگو احقر نے بھی سنی جو انگریزی میں تھی جسکا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے، ان کی گفتگو میں کہیں بھی حلال ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں ہے، البتہ دوحرام میں سے ایک حرام کو اختیار کرنے کی گفتگو ہے، مگر حرام وحلال میں حلال کو اختیار کرنے کا ذکر نہیں ہے، خلاصہ ملاحظہ ہو:

ڈاکٹر صاحب سے جب پوچھا گیا تو جواب دیتے ہوئے کہا کہ تمام ڈرامے ہی حرام ہیں، کچھ کم حرام ہیں، کچھ ڈرامے یا فلموں کو دیکھنا گناہ کبیرہ ہے اور کچھ کو دیکھنا گناہ صغیرہ ہے، ڈاکٹر ذاکرنائیک نے بھی ارطغرل کا موازنہ ہالی وڈ اور بالی وڈ کی ان فلموں سے کیا جن میں بوس وکنار، عشق، رومانس کے سین اور قابل اعتراض سین ہوتے ہیں اور ارطغرل اور ہالی وڈ، بالی ووڈ موویز میں فرق پیش کرنے کی کوشش کی، یہ بھی تجزیہ کیا کہ ایک فلم میں ایک خاتون نے منی سکرٹ یا مختصر لباس پہن رکھا ہے اور ارطغرل میں خاتون نے اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپ رکھا ہے، ڈاکٹر ذاکرنائیک کے مطابق جہاں تک ارطغرل کا معاملہ ہے، میں نے یہ ڈرامہ نہیں دیکھا اور مجھے زیادہ نہیں پتہ لیکن میں نے جو رپورٹس دیکھی ہیں جو مجھے پتہ چلا ہے اسکے مطابق یہ دنیا کا سب سے

بہترین سیریل ہے، اس نے ہالی وڈ کو ٹکر دی ہے اور یہ بہت سی زبانوں میں ٹرانسلیٹ ہوا ہے، اس میں خواتین بغیر پردے کے ہیں حجاب میں نہیں، میوزک کا ہونا حرام ہے لیکن یہ ہالی وڈ یا بالی وڈ مووی کی طرح نہیں ہے جس میں بوس وکنار، گلے لگانے یا پیار کرنے کے سین ہوتے ہیں، کوئی یہ فتویٰ نہیں دے سکتا کہ اسے دیکھنا جائز ہے، ویسے تو سب موویز اور ڈرامے دیکھنا حرام ہیں لیکن اگر دیکھنا ہی ہیں تو ہالی ووڈ اور بالی ووڈ کی فلمیں دیکھنے سے بہتر ہے کہ ارطغرل جیسے ڈرامے دیکھ لئے جائیں اور ایک بہترین پیغام دے رہا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے مطابق ایک فلم میں ایک خاتون نے منی سکرٹ یا مختصر لباس پہن رکھا ہے اور دوسری طرف ارطغرل میں خاتون نے اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپ رکھا ہے۔ ڈرامے فلمیں دیکھنا حرام ہے اور ضروری ہے قرآن کو پڑھا جائے لیکن اگر آپ نے بالی وڈ یا ہالی وڈ موویز دیکھنی ہیں تو ارطغرل جیسی سیریلز دیکھنا اس سے بہت بہتر ہے۔(By ویب ڈیسک پیر 18 مئی 2020ء)

## مفتی طارق مسعود صاحب کی رائے

بعض حضرات مفتی طارق مسعود صاحب دامت برکاتہم کے حوالے سے جواز کا قول نقل کرتے ہیں، مگر احقر نے بھی آپ کی گفتگو مختلف موقعوں کی سنی ہے، کہیں بھی جائز ہونے کی صراحت نہیں، ان گفتگو کے چند جملے بعینہ نقل کئے جاتے ہیں غور فرمائیں: ’’مگر جو بنانے والے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ایک ماحول دکھایا جاتا ہے، اس میں تاریخ اور ہسٹری زیادہ اچھی طریقہ سے بیٹھتی ہے، تو طیب اردگان نے ڈرامہ بنایا نا ’’ارطغرل‘‘، بڑا مشہور ڈرامہ چل رہا ہے، بہت دنیا دیکھ رہی ہے، میں ڈراموں کو جائز نہیں کہتا، لیکن

جو لوگ فلمیں دیکھ رہے ہیں، پہلے سے بے حیائی کے کاموں میں پڑے ہوئے ہیں، اور غلط غلط چیزیں دیکھ رہے ہیں، تو ہم کم از کم ان کو یہ مشورہ دیتے ہیں، کہ یار! انڈین فلمیں دیکھنے سے بہتر ہے، یہ جو آج کل وہ ڈرامے جو ہمارے فیملی سسٹم کو تباہ و برباد کر رہے ہیں، جب تم نے دیکھنا ہی ہے تو کم از کم، کم درجہ پر آجاو نا، اس کو دیکھ لو، تو اس سے تو پھر بھی بہتر ہے، کم از کم تمھیں ہسٹری تو پتہ چلے گی، یہ تو پتہ چلے گا کہ مسلمانوں کی تاریخ کیا تھی ،.... میں عام لوگوں کو ڈرامہ دیکھنا مشورہ نہیں دیتا، اس میں عورتیں بھی ہیں، اور کچھ کہا جاتا ہے، میں نے نہیں دیکھا وہ ڈرامہ، بے حیائی کے مناظر بھی ہیں لیکن میں ان لوگوں کو جو غلط چیزیں دیکھ رہے ہیں، ان سے کہتا ہوں یار! کچھ، دیکھنا ہی ہے تو پھر ادھر دیکھ لو، جو نہیں دیکھ رہے ہیں وہ کچھ بھی نہ دیکھیں، وہ اس کے بعد پھر آگے بھی جائیں گے۔... ان کو شوق پیدا ہوگا کہ فلمیں بھی دیکھیں،... اس سے کم از کم تعمیری سوچ تو پیدا ہوگی، الخ یوٹوب پر کلپ موجود ہے۔

دوسری کلپ میں آکا وضاحتی بیان والا کلپ موجود ہے، کہیں بھی جائز نہیں فرمایا، بلکہ صراحت کی میں ”میں بھی اس کو جائز نہیں کہتا، بڑے بڑے ادارے، اسکالر بھی اس حرام کہا ہے، اور حرام اسکے غلط اثرات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان شرائط پر نہ ہونے کی وجہ جو شریعت میں ضروری ہیں، البتہ آپ کی ہر گفتگو میں ارطغرل ڈرامہ کی تعریف کی گئی ہے، طیب اردگان کے جذبہ کے حوالے میڈیا کو اس کی زبان میں جواب دیا گیا ہے، لبرل ازم کی جڑیں کمزور ہو رہی ہیں، وغیرہ۔

تو آپ کی گفتگو ایک مریض کو بطور علاج کے تھی، جو بھنگ اور شراب کا عادی اسے سگریٹ اور تمباکو پر لانا تھا، اور یہ بھی بطور مشورہ تھا نہ کہ

بطورفتوی، احقرنے اس متعلق ہرکلپ باربارسنی کہیں بھی جائز نہیں کہاہے، جولوگ آپ کے حوالے سے جوازنقل کرتے ہیں جھوٹ اورنفس کے لیے بہانے بازی تلاش کررہے ہیں، البتہ اتنی بات ضروری ہےکہ مفتی صاحب دامت برکاتہم کی گفتگو سے جوسیریل کی تعریف پرہے دیکھنے کا داعیہ اورجذبہ پیدا ہوتاہے۔

## مولاناالیاس گھمن صاحب کی رائے

حضرت مولاناالیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم کی طرف منسوب ایک تحریر چل رہی ہے پہلے وہ تحریرنقل کردیتے ہیں، پھراس کا تجزیہ کرتے ہیں:

سوال: محترمی ومکرمی متکلم اسلام مولاناالیاس گھمن حفظہ اللہ

عرض یہ ہےکہ آجکل ایک سیریل ''ارطغرل غازی'' کے نام سے بہت مشہورہوچکاہے، جس میں خلافتِ عثمانیہ کی بنیاداوراس دورکے حالات دکھائے جارہے ہیں، اس کے متعلق رہنمائی فرمائیں، عام فلموں اورڈراموں کے بجائے اسے دیکھنا کیساہے؟

جواب:

کسی سیریل یاویڈیووغیرہ سے متعلق فیصلہ اس کےموضوع اورموادپرمنحصرہے، اسلامی معاشرت، اسلامی تاریخ، اسلامی واقعات، اسلامی تہذیب وتمدن اوردیگرموضوعات پربنائی جانی والی دستاویزی فلمیں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، ایسے ہی وہ پراجیکٹ جن سے اسلامی تاریخ کاعلم ہوتاہو، مسلمانوں کی روشن تاریخ کے تابناک پہلودنیاکےسامنے آتے ہوں، اسلامی ثقافت زندہ ہوتی ہو، ایسے پراجیکٹ ضروربنانے چاہییں، لیکن ان کو بنانےمیں اس بات کاخیال رکھاجائےکہ شریعت کی حدودکوپامال نہ کیاجائے مثلاً خواتین کابےپردہ سامنےآنا، اورعشق ومحبت کےغیراخلاقی مناظرہونا، اسی

طرح ان ڈراموں میں موسیقی بھی نہ ہو، یادرکھیں کہ جنگوں کے دوران جو بگل ،بڑے ڈرم یاان جیسے آلات استعمال ہوتے تھے وہ موسیقی میں نہیں آتے۔
یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ کفار کی بنائی گئی فلموں اور ڈراموں کا اسلامی تاریخ پر بنائے گئے ڈراموں سے کوئی تقابل ہی نہیں ،کیونکہ مسلمانوں کے اخلاق ،عقائد،تہذیب وثقافت کو تباہ کرنے اور تاریخ کو مسخ کرنے میں کفار کی بنائی ہوئی فلموں اور ڈراموں کا بہت بڑا کردار ہے۔
البتہ یہ بات ذہن میں رہے کہ انبیاء علیہم السلام پر فلم یاڈرامے بنانااوران حضرات کو ڈراموں میں دکھانا کفر ہے،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فلمیں بنانا فسق اور سخت گناہ ہے ،ان سے بعد کے لوگوں سے متعلق شرعی حدود میں رہتے ہوئے ایسے پراجیکٹ بنانے چاہییں۔
آجکل میڈیا کا دور ہے ہم نوجوان نسل کو اپنے ہیروز سے متعارف نہیں کروائیں گے تو وہ غلط ڈرامے اور فلمیں دیکھیں گے،ہمارے ہیروز پر مغرب فلمیں بناتا ہے،اوران کو غلط رنگ دے کر پیش کرتا ہے،جس سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور دل میں ان لوگوں کی عظمت نہیں آتی۔
مسلمان حکومتوں اور میڈیا ہوسز کو چاہئے کہ علمائے کرام اوراہل علم حضرات کی نگرانی میں ایسے پراجیکٹ تیار کروائیں جن سے امت کی عظمتِ رفتہ کی صحیح تصویر سامنے آئے،اور خصوصاً نوجوان نسل کے اخلاق وکردار کی تعمیر ہو سکے،تاریخی پہلو کے علاوہ مختلف معاشرتی اوراخلاقی موضوعات پر بھی اسلامی تعلیمات کو اجاگر کرنے والے ایسے پراجیکٹ وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۔( محمد الیاس گھمن ،بتاریخ ۱۶رمئی ۲۰۲۱ء ،مرکز اہل السنہ والجماعہ )

حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم ہم سب کے سر کا تاج

ہیں، متکلم اسلام ہیں، اللہ نے احقاق حق وابطال باطل کے لیے تاریخی کام آپ سے لے رہا ہے، افراد سازی کی محنت آپ کی امتیازی شان ہے، آپ اسلاف کی شان کا بہترین نمونہ ہیں، جامع الکمالات تعلیم، تبلیغ اورتزکیہ ہرمیدان کے شہسوار سے اعتدال ہی کی امید کی جائے گی۔

یہاں آپ کی طرف منسوب تحریر سے متعلق جوغلط فہمی لی جارہی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے:

ا۔یہ تحریرارطغرل ڈرامے کے جواز کا فتوی نہیں ہے، کیونکہ پوری تحریر میں فتوی کی زبان استعمال نہیں کی گئی ،فتوی کی زبان سے اہل فتاوی بخوبی واقف ہیں۔

۲۔فصیلہ صرف مواد پرمنحصر نہیں رہتابلکہ سیریل اورڈرامے کے تمام اجزائے ترکیبی پر منحصر ہوتا ہے،مواد بھی ڈرامہ کاایک رکن اعظم ہے،ورنہ ہالووڈ کی اچھے مواد والی فلمیں بھی جائز ہوجائیں گی۔

۳۔''دستاویزی فلمیں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں''ارطغرل ڈرامہ دستاویزی فلم نہیں ہے،اس میں جھوٹ وغیرہ کااچھی خاصی آمیزش ہے۔

۴۔''ان کے بنانے میں شرعی حدودکوپامال نہ کیاجائے''اس ڈرامہ میں خواتین کا بے پردہ ہونا بھی ہے،عشق ومحبت کے مناظر بھی ہیں،موسیقی بھی ہے،شرعی حدود کی پامالی کے باوجود کیونکر دیکھنا جائز ہے۔

۵۔آپ کی تحریر سے کہیں بھی مطلق جواز کی بات ثابت نہیں ہوتی،آپ کی آگے کی گفتگوفلم سازی کے شرعی طریقہ کی رہنمائی سے متعلق ،مگرجب ابتدأشرعی حدودکالحاظ رکھ کرفلم بنائی بھی جائےتو چلتے چلتے ہندوستانی فلموں کاجوحال ہواہے وہی حال ہوناشروع ہوجائے گا،کیونکہ نفس ایک جگہ رکنے والانہیں ہے۔

۶۔میڈیا کو اس کی زبان میں جواب دینے کے لیے جواز کا فتوی لینے کی ضرورت نہیں ہے، سیاسی حکمران اپنی نگرانی میں ڈرامے بنارہے ہیں، لوگ دیکھ رہے ہیں، تعمیری ذہن بن رہا ہے، زہر تریاق کا کام کررہا تو زہر کو تریاق نہیں کہا جائیگا۔

۷۔آپ کی تحریر سے جواز کا پہلو نکال کر تحریر کو آڈیو کی شکل میں پڑھ کر سنا دینا اور جواز عدم جواز کا فیصلہ سامعین پر چھوڑ دینا علمی خیانت ہے، اگر سامعین کی رہبری ہی مقصود ہو تو دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی وغیرہ کا فتاوی بھی پڑھ کر سنائیں، پھر عوام کو فیصلہ کرنے میں سہولت ہو گی۔

۸۔ بندہ کتاب مرتب کرنے کے وقت تک آپ کی زبانی کوئی کلپ سننے کی کافی کوشش کے باوجود نہیں سن پایا، ہم دوستوں سے بھی معلوم کیا کہیں آپ کی زبنی جواز کی گفتگو کسی مجلس میں ہوئی ہو، مگر سب نے نفی میں جواب دیا ، ہر مسئلہ پر تقریبا آپ بول دیتے ہیں، مگر اس متعلق آپ نے زبانی ارشاد نہیں فرمایا۔

۹۔بالفرض اگر ارطغرل ڈرامہ سے متعلق آپ کا جواز کا رجحان مان بھی لیا جائے تو کیا دارالعلوم دیوبند، شاہی مرادآباد، درارالعلوم کراچی وغیرہ کے فتوی کے مقابلہ میں ترجیح دی جائے گی؟ آج تک تمام مسائل میں کدھر رجوع کیا جاتا رہا ہے؟ اپنے من کی بات آئی تو دارالعلوم کا فتوی بھی بے حیثیت ہو جائے گا؟۔

## ارطغرل سیریز اور طلبہ برادری

حضرت مولانا ابو سعد صاحب چارولیہ کی فکر انگیز و درمندانہ تحریر طلبہ وعلماء برادری ضرور پڑھیں آپ لکھتے ہیں: ”میں اس موضوع پر قلم نہ اٹھاتا اگر ایک بہت شریف وصالح، نہایت سنجیدہ و بااخلاق اور صف اول کے طالب

علم کا یہ میسیج نہ آیا ہوتا کہ: ”استاد جی! آپ ارطغرل ڈرامے کے بارے میں کیا کہتے ہیں“ اور اس سے پہلے کہ میں جواب دوں اس کا یہ میسیج آدھمکا کہ: ”میرے خیال سے اس زمانے میں اجازت دے دینی چاہیے“ ویسے کئی طلبہ پرسنل مجھے اس بارے میں پوچھتے رہے اور میں انہیں اس ڈرامے سے باز رہنے کے سلسلے میں فہمائش کرتا رہا اور مختلف باتیں پیش کرتا رہا جنہیں میں یہاں دہرانا نہیں چاہتا، مگر جب مجھے یہ پتہ چلا کہ اسے دیکھنے کے لیے طلبہ کے باقاعدہ گروپ بن گئے ہیں تو دل خون کے آنسو رویا کہ میری برادری کدھر جارہی ہے! وہ نیک وصالح طلبہ جن کی رمضان کی بابرکات راتیں خدا سے مناجات میں کٹتی تھیں وہ اب اسکرین پر نظریں جمائے برباد ہورہے ہیں، مدارس کی روحانی کیفیت پہلے ہی سے روبہ زوال ہے، اگر ہمارا بچا کھچا سرمایہ بھی اس طرح بے دردی سے لُٹ جائے گا تو پھر مدرسوں میں عمارتوں کے سوا اور بچے گا کیا!!!! اسی جذبے سے مجبور ہو کر مختصرا چند متفرق باتیں صرف طلبہ برادری کی خدمت میں عرض ہیں:

ہمارے ایک عزیز دوست کے مضمون سے معلوم ہوا کہ یہ ڈرامہ پانچ سیزن پر مشتمل ہے اور ہر سیزن میں ساٹھ سے زائد اپیسوڈ ہیں، ایک اپیسوڈ تقریباً پینتالیس منٹ کا ہوتا ہے، اس اعتبار سے ایک سیزن مکمل دیکھنے کے لئے ستائیس سومنٹ سے زیادہ درکار ہیں یعنی پینتالیس گھنٹے سے زائد، اسی سے حساب لگالیجئے کہ ایک سیزن کے پینتالیس گھنٹے تو پانچ سیزن کے دوسو پچیس گھنٹے بنتے ہیں. اگر دن کے حساب سے ڈرامہ دیکھنے کی نارمل رفتار یہ طے کریں کہ روزانہ ایک دیکھیں گے تو پوری سیریز دیکھنے کے لیے تین سو دن یعنی تقریباً دس مہینے چاہیے. جولوگ شراب نوشی کے عادی ہوتے ہیں وہ جب اعلی درجے کی شراب نہیں ملتی تو گھٹیا درجے کی دیسی شراب پی کر بھی اپنا

گزارا کر لیتے ہیں؛ مگر نشہ نہیں چھوڑتے۔

پیارے طلبہ! کیا آپ نہیں جانتے کہ ڈرامہ سیریل بھی ایک قسم کا نشہ ہوتا ہے، جب آپ اتنا طویل ترین ڈرامہ دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ ایک سال تک روز روز دیکھنے کی وجہ سے ایک قسم کی لت پڑ جائے گی اور جب یہ سیریز ختم ہوگی تو آپ کو اسی جیسے دوسرے ڈرامے کی تلاش ہوگی، کچھ عرصے تک آپ "اسلامی ڈرامے" دیکھتے رہیں گے اور پھر دھیرے سے نفس امارہ تاریخی فلموں اور سبق آموز فلموں کی طرف آپ کا رخ موڑ دے گا، فلمیں دیکھتے دیکھتے کب بلیو اور گندی فلموں پر آجاؤ گے پتہ بھی نہیں چلے گا. اور یہ نتیجہ ہوگا اسی ڈرامے کا جسے بڑے چاؤ سے اور بڑے نیک جذبے سے آپ نے دیکھنا شروع کیا تھا، جس کی فتوحات پر آپ نے مضامین پڑھے تھے اور مباحثے کیے تھے، چکنے چپڑے عنوان دیکھ کر جس کی طرف آپ لپکے تھے؛ مگر اس کے ارد اگرد شیطانی ونفسانی جال نہیں دیکھ پائے تھے، جس کے جواز کے لیے یہ کہہ کر کہ" ہم اس کو جائز وحلال نہیں کہتے" آپ نے عملا جواز کی انتھک کوششیں کر ڈالی تھیں. پیارے طلبہ! ڈرامے دماغ کی غذا ہوسکتے ہیں؛ روح کی نہیں، ایک حقیقی مجاہد کا یہ جملہ مجھے بہت پسند آیا کہ" یہ ڈرامہ نہ دیکھو دل پر زنگ لگ جائے گا، حقیقی معنوں میں ارطغرل بنو"

کیا ہمیں ایک ڈرامے کے نادرست ہونے کے لیے دارالعلوم دیوبند کا فتوی کافی نہیں! ہم جو ہر وقت اپنے اداروں کی شان بیان کرتے نہیں تھکتے؛ اپنے سب سے بڑے ادارے کے فتوے کی اگر خود اس طرح دھجیاں اڑاتے پھریں گے تو سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد منبر پر بیٹھ کر کس منہ سے لوگوں کو احکامِ شریعت کے احترام کی تلقین کریں گے! پیارو! ہم وسعت پسند ضرور ہیں؛ مگر ابھی اتنے آزاد وآوارہ نہیں ہوئے کہ اپنے اداروں کے

فتاوی پر تنقید کریں! ابھی خام عمر ہے، اس سے پہلے کہ ٹھوکر لگے سنبھل جائیں، اس سے پہلے کہ واپسی کے راستے بند ہو پلٹ آئیں. آج دینی حمیت، اسلامی غیرت اور تاریخ کے چکنے چپڑے عنوان سے جس طرح اس ڈرامے کو دیکھنے کی تلقین کی جارہی ہے کسی زمانے میں یہ سارے ڈھکوسلے" اسلامی ناولز" کے لیے آزمائے جاچکے ہیں، اس کے باوجود کیا اسلاف نے کبھی اس کی اجازت دی؟" داستان ایمان فروشوں کی" اٹھا کر دیکھ لیجیے، ایسے ایسے نظریہ ساز جملے، صلاح الدین ایوبی کی زبان سے ایسی ایسی تقریریں اور مختلف کرداروں کی طرف سے ایسے ایسے متفکرانہ جملے جابجا بکھرے ہوئے نظر آئیں گے کہ دماغ عش عش کر اٹھے گا، ہوسکتا ہے کہ درد انگیز (جھوٹی) کہانیاں پڑھ کر آنکھوں سے آنسو بھی نکل آئیں،؛ مگر جب کتاب پوری ہوگی تو دامن مراد میں دل پر داغ دھبوں کے علاوہ کچھ نہیں پاؤ گے! کیا جھوٹ سے بھی کبھی دل کے جذبات اسلامی بنے ہیں؟ کیا موسیقی سے بھی کبھی روح کو غذا ملی ہے؟ کیا بدنظری سے بھی کبھی عفت وعصمت کا گوہر و جوہر دستیاب ہوا ہے؟ دوستو! یہ سب شیطانی ڈھکوسلے ونفسانی حربے ہیں، ان کو ہم نہیں؛ ہمارے وہ اکابر جانتے ہیں جو اپنے اکابر کے ہاتھوں تربیت پائے ہوئے ہیں، حیرت ہے کہ ہم آج کل کے لونڈے اپنے اداروں کو فتوی نویسی کے آداب سکھائیں گے! تعجب ہے کہ ہم جنہیں مدرسے کی چہار دیواری میں خیر وشر کی کوئی تمیز نہیں رہتی دنیاجہاں کا تجزیہ کر کے اپنے اکابر کو رسم زمانہ سے نابلد کہیں گے، یہ ضرور ہے کہ اب رفتہ رفتہ ہمارے مدارس میں آزاد روش آرہی ہے؛ پر پیارو! ابھی اتنی آوارگی تو نہیں آئی کہ گروپ بنابنا کر فتووں کی توہین کریں! مجھے یہ نہ بتائیں کہ مفتی طارق مسعود نے کیا کہا اور وہ صحیح ہے یا غلط؛ مجھے یہ بتائیں کہ کس سے کہا؟ کیا اس کے مخاطب ہم ہیں؟ ہم ارطغرل دیکھتے ہوئے اپنے امی ابو کو تو دھوکا

دے سکتے ہیں کہ "مفتی صاحب نے جائز کہا ہے" مگر اپنے ضمیر کو نہیں! کیا یہ سچ نہیں کہ کالج کے نوجوانوں کا نام لے کر ہم اپنے چونچلے پورے کر رہے ہیں! اور عنوان تو دیکھیے ہمارا: "اس ڈرامے کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے" لائیے! وہ لسٹ مجھے دیجیے کہ کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا؟ سب فرضی باتیں ہیں، اکادکا واقعات سے کسی کو انکار نہیں؛ مگر اس دلیل سے یہ کب ثابت ہوگیا کہ ہم طلبہ بھی اسے دیکھ سکتے ہیں؟ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کو دکھانا چاہیے، بتائیے کتنے غیر مسلموں کو دکھایا؟ نہیں نا؟ تو پھر ان کے نام پر کون اب تک نفس کے ہاتھوں یرغمال بنا ہوا تھا؟ میری نظر سے یورپ کا صرف ایک قصہ گذرا ہے کہ ایک جوڑے کو ارطغرل سیریز کے دیکھنے کے بعد اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے قرآن حدیث اور سیرت کو پڑھنا شروع کیا اور اس سے متاثر ہوکر اسلام میں داخل ہوگئے! دوستو! ترتیب دیکھیے اور عبرت پکڑیے کہ ایک بے دین گورا ارطغرل سے قرآن، حدیث اور سیرت کی طرف آکر نجات پارہا ہے اور ایک ہم ہندی مسلمان ہیں جو قرآن، حدیث اور سیرت سے ڈراموں اور فلموں کی طرف بڑھے جارہے ہیں! ببیں! تفاوتِ راہ از کجا است تابہ کجا ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی! ایں راہ کہ تو می روی بترکستان است ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم " ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم " کی عملی تفسیر نہ بن جائیں۔

مجھے ان سطور میں چند باتیں طلبہ برادری کی خدمت میں رکھنی مقصود تھی سو وہ رکھ دی، گر ٹھیک لگے تو سینے سے لگائیں اور اگر نادرست معلوم ہوں تو فضول سمجھ کر پرے رکھ دیجیے، بحث ومباحثہ اور جواب الجواب مقصود نہیں۔ اللہ ہم سب کو فہم صحیح اور قلب سلیم عطا فرمائے، آمین۔

## بچے کا نام ارطغرل رکھنے کا حکم

''ارتغل'' کا معنی کیا ہے؟ اور یہ نام رکھنا بچے کے لیے کیسا ہے؟ ساتھ ہی یہ بتا دیں کہ یہ ''ارتغل'' صحیح ہے یا ''ارتغرل'' یا ''ارطغل'' یا ''ارطغرل''؟

الجواب وباللہ التوفیق: اس نام کا صحیح تلفظ "ارطغرل" ہے، ارطغرل (Ertuğrul) ترکی زبان کا لفظ ہے، ترکی میں ''ار'' کے معنی آدمی، بہادر یا فوجی کے ہیں، ''طغرل'' کے معنی عقاب، زخمی کرنے والا بہادر پرندہ، اس اعتبار سے ترکی زبان میں ''ارطغرل'' کے معنی ہیں : بہادر آدمی، عقابی شخص، بچے کا نام ''ارطغرل'' رکھنا جائز ہے، البتہ ہمارے ہاں برصغیر میں اس کا صحیح تلفظ مشکل ہے، اور عام طور پر زبان پر روانی سے یہ نام نہیں بولا جاتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ نام کا صحیح تلفظ خراب کر دیتے ہیں، اس لیے کوئی عربی نام یا صحابہ کے ناموں میں سے انتخاب کر کے نام رکھا جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے۔سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی: ۷۰/۴)

## جواز کا فتوی دینے والوں کے جملے

جن حضرات نے جواز کا فتوی دیا ہے ان کے جملے پڑھیں اندازہ ہوگا کہ یہ فتوی ہے یا سیریل کی تعریف ہے، احقر یہاں ان حضرات کے نام ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا ، بعض کے ناموں کے ساتھ ''شیخ الحدیث''صدر المدرس '' کے بھی القاب لگے ہیں (بلا تفریق مسلک وملک ) جب اہل علم کے یہ جملے ہوں تو عوام کیا گن گائے گی ،مزید برآں جواز پر قرآنی آیات سے استدلال

کیا گیا فیا للعجب! (۱)

۱۔ارطغرل غازی سیریز اسلامی تہذیب وتمدن اور ثقافت کی آئینہ دار دیکھنا شرعاً جائز ہے۔

۲۔یہ سیریز نوجوانانِ اسلام میں اسلام کی حقیقی روح اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۔اس سیریز میں کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی گئی بلکہ اس میں اسلام کے تصور معاشرت، جذبہ جہاد، تصور امن اور شوکت اسلام کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۴۔اس سیریز کے ذریعے صوفیائے کرام کے امن اور آشتی کے مشن کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۵۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی پر توکل اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کو مسلمان کی زندگی کا اصل قرار دیا گیا ہے۔

۶۔یہ سیریز اتحاد امت کے تصور کو اجاگر کرتی ہے۔

۷۔اس میں مجاہدین اسلام کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ رب العزت نے چند ہزار مجاہدین کو لاکھوں کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔

۸۔مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کی سازشوں کو کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

۹۔ارطغرل غازی سیریز اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور مسلمانوں کے اتحاد کا ذریعہ

---

(۱) لاہور نمائندہ جسارت سنی اتحاد کونسل کے چیئرمین صاحبزادہ حامد رضا کی اپیل پر شیوخ الحدیث اور مفتیان کرام نے ترک سیریز ارطغرل غازی کے بارے میں اجتماعی فتویٰ جاری کرتے ہوئے کہا ہے۔ April 28, 2020، روزنامہ جسارت۔

بنے گی۔

۱۰۔ یہ تمام امور قرآن و حدیث کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہیں اور عین اسلام ہے۔

فتویٰ میں حسب ذیل قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔(۱) اے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں۔(سورۃ ابراہیم : آیت ۵)(۲)(اے مسلمانو) اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(سورۃ الضحیٰ : آیت ۱۱)(۳) بے شک مسلمانوں کے واقعات میں عقل والوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔(سورۃ یوسف : آیت ۱۱۱)(۴) اے اہل ایمان! تم اپنے اوپر کی گئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو۔(آلِ عمران: آیت ۱۰۳)

## عوام کا تجزیہ عوام پر

۱۔ جو پیغام، جو دعوت اور تاریخ کی جس جھلک کو ہم مجموعی عالم اسلام کو دکھانا چاہتے تھے اور انہیں اپنا بھولا سبق تازہ کرانا چاہتے تھے وہ تاریخی کام اس ڈرامہ نے کر دیا، یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن اور خدا کے منکرین کا طبقہ اس ڈرامے کے خلاف بہت ہی بدہضمی کا شکار ہے کیونکہ غازی ارطغرل کا یہ تاریخی ڈرامہ مسلمانوں میں جس نظریے اور جذبات کو انگیخت کر رہا ہے اسی سے مسلمانوں کو دور رکھنے کے لیے عالم کفر نے گزشتہ ۲ سو سال لگاتار محنت کی ہے۔

دیریلیس ارطغرل غازی نے عالم عربی کے امریکہ نواز کٹھ پتلی شاہوں کے استعمار پر مضبوط چوٹ پہنچائی ہے۔

۳۔ دیریلیس ارطغرل غازی موجودہ اسلامی دنیا پر دشمنوں کی طرف سے مسلط کردہ "امیر بہاء الدین" کے مانند امریکی اور اسرائیلی لابی کے غلام حکمرانوں کو بے نقاب کرتا ہے۔

۴۔سعودیہ اور مصر کی خوفزدگی کا تو یہ عالم ہے کہ انہوں نے اس ڈرامے پر پابندی عائد کرنے اور اس سے اپنے ملک کے نوجوانوں کو بچائے رکھنے کے لیے ہزار جتن کیے کیونکہ اس ڈرامے کے نظریاتی پیغام سے مصر اور سعودی کے ڈکٹیٹر امریکہ نواز فرمانرواؤں کو سب سے زیادہ خطرہ ہے۔

۵۔کفار سے سمجھوتہ کر چکے غلامی اور محکومیت پر راضی اور زندگی خرید نے والے ہر مسلم طبقے کے نزدیک یہ ڈرامہ ناقابل قبول ہوگا کیونکہ یہ حریت، غیرت اور اپنی مطلق آزادی کا پیغام دیتا ہے، یہ ظالموں کے خلاف اقدام اور مظلوموں کے حق میں قربانی دینے پر ابھارتا ہے۔

۶۔کفر کے لشکر، حقوق انسانی، ڈرامہ اور فلموں کے علمبردار دیریلیس ارطغرل کی مقبولیت سے دو غلے ہوئے جارہے ہیں۔

۷۔امریکہ اور برطانیہ سے نہایت پرزور انداز میں اس کی مخالفت ہو رہی ہے، نیویارک ٹائمز نے تو اس کے خلاف اشاعت کر رکھی ہے، جب نیویارک ٹائمز جیسا جریدہ کسی اسلامی تاریخ کی سیریز کے خلاف میدان میں اتر آئے، اور پھر گستاخِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طارق فتح جیسا بدترین اسلام دشمن شخص بھی دیریلیس ارطغرل کے خلاف زہر اگلتا ہو، تو پھر اس سے مرتب ہونے والے اثرات کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے۔

۸۔لبرل خدا بیزار ملحد طبقے نے اس دیریلیس ارطغرل کے خلاف آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے، بیشتر کمیونسٹ مارکسی اور مذہب بیزار ٹولہ اسے بند کروانے کا مطالبہ کر رہا ہے، کیونکہ اس ڈرامے نے بغیر فحاشیت، بغیر زنا کے مناظر، بغیر ننگے پن کے ایک ریکارڈ توڑ کامیاب ڈرامہ فلما لیا ہے، اس سے ڈراموں اور فلموں کے ذریعے مسلمان نوجوانوں میں ان کی پھیلائی ہوئی فحاشیت اور عریانیت خطرے میں ہے۔

۹۔کہتے ہیں کھسیانی بلی کھمبا نوچے کچھ ایسا ہی ہے لبرل، مارکسی اور صہیونی

ٹولے کے ساتھ، جب یہ لوگ کسی چیز کو ناکام یا مسلمانوں کو کہیں ڈھیر کرنا چاہتے ہیں تو یہ لوگ حقوق نسواں، حقوقِ اطفال اور حقوق انسانیت کی فریاد لگاتے ہیں، ایسا ہی کچھ ہو رہا ہے ڈیریلیس ارطغرل کے خلاف ان لوگوں کی طرف سے، اب یہ اعتراضات اٹھارہے ہیں کہ اس ڈرامے میں کفار ومنافقین کی گردنیں مارنے کے جو مناظر ہیں اس سے نئی نسل اور تربیتِ اطفال کے حقوق مسخ ہو رہے ہیں اور ایسے مناظر سے برے اثرات مرتب ہوں گے۔

۱۰۔آج ڈیریلیس ارطغرل کے چند مناظر سے تربیت اطفال کی فکر ان لوگوں کو ستا رہی ہے جن کی تاریخ مسولینی اور اسٹالن جیسے لوگوں سے بھری پڑی ہے، جن کی اپنی فلم اور ڈرامہ انڈسٹریز میں ہارر، تشدد، Drugs and sex addict, Sexual Harassment,, Serial Killings, Violence, اور ایسے بیشمار موضوعات پر فلمیں موجود ہیں، جن کو دیکھ دیکھ کر نفسیاتی طور پر نوعمر بچے یا تو زنا کی طرف راغب ہوتے ہیں، یا تشدد یا جنسی زیادتی یا منشیات نشہ آور دواؤں یا پھر ہتھیار لیکر قتل عام کی طرف قدم بڑھاتے ہیں، مغرب میں ایسے وحشیانہ قتل عام کے کتنے ہی سانحے رونما ہو چکے ہیں اور دیگر مجرمانہ معاملات سے پورا مغرب پناہ بخدا کی گھار پر ہے اور یہ صورتحال ان موضوعات کی فلموں اور ڈراموں کی وجہ سے ہوا ہے، یہ ہے ویسٹرن کلچر اور اپنے اندر ایسا تعفن رکھنے والے جب ڈیریلیس ارطغرل میں غدار منافقین کے سر قلم ہونے اور صلیبی جنگجوؤں کی موت کے مناظر پر رونے لگیں اور انسانیت کی دہائی دیں تو پھر اس دوغلی نفسیات میں چھپے جذبے کو بہتر سمجھ لینا چاہیے۔

۱۱۔اگر ''گیم آف تھرون'' مغربی کلچر اور نظریے کا نمائندہ ہے تو ''ڈیریلس ارطغرل'' آج کے دور میں اسلامک کلچر اور نظریے کا نمائندہ ہے، جہاں گیم آف تھرون میں مغربی تہذیب کے اوصاف بدکاری، فحاشی، عریانیت، محرم

رشتوں کی تباہی اور اقتدار کے لیے بدترین جدوجہد دکھائی گئی ہے، وہیں ارطغرل میں اسلامی تہذیب کے اوصاف بڑوں کی عزت، اخلاص، انصاف، عدل، اخلاقیات، اتحاد، محبت اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا کے لیے ہر قسم کی قربانی دینا، دکھایا گیا ہے، گیم آف تھرون اور ارطغرل دو مختلف اور مخالف تہذیبوں کے نمائندے کہے جاسکتے ہیں۔

۱۲۔اس سیریز نے مشہور انگریزی سیریز، ناول اور ناول نگاروں کو اور دنیا کو دکھایا ہے کہ ترک قوم کل بھی بہادر اور عظیم تھی اور آج بھی جھوٹی کہانیوں، فحاشی و عریانی کے بغیر بھی ڈرامے اور سیزن بن سکتے ہیں، جھوٹی کہانیوں، فحاشی و عریانی پر مبنی فلموں کے ذریعے نوجوان نسل کو گمراہ کر رہے ہو تو سچی داستانوں کے ذریعے انکے دلوں میں نظام الٰہی کے قیام کا جذبہ پیدا کریں۔

۱۳۔ پوری مسلم دنیا پر فکری یلغار کر کے اسے ملامتی بنا دیا گیا ہے ایسے میں کسی مسلمان ملک میں صرف ایک ڈرامہ تیار ہوا اور وہ بھی برداشت نہیں ہو پا رہا، اسے ترکی کا 'سوفٹ ایٹم بم' ہونے کا طعنہ دیا جا رہا ہے، نیویارک ٹائمز نے لکھا کہ 'ارطغرل' ڈرامے سے پتا چلتا ہے کہ ترکی کے عزائم کیا ہیں اور وہ خود کو ایک بڑی سلطنت کے طور پر دیکھنا چاہتا ہے۔ نیویارک ٹائمز کی فرد جرم کا دلچسپ حصہ یہ ہے کہ چونکہ یہ ڈرامہ ترکی میں بہت زیادہ مقبول ہو چکا ہے اس لیے ثابت ہوا کہ ترکی کے عوام بھی اس ''جرم'' میں اردوان کے ساتھ ہیں، یعنی دونوں مل کر مسلمانوں کی عظیم سلطنت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اردوان نے 'ارطغرل کے خلاف ہونے والے اس سارے پروپیگنڈے کے جواب میں صرف ایک فقرہ کہا ہے : ''جب تک شیر اپنی تاریخ خود نہیں لکھیں گے تب تک شکاری ہی ہیرو بنے رہیں گے''۔

## عوام کا تجزیہ خواص پر

ا۔ بعض مذہبی گروپس کی جانب سے بھی دیریلیس پر فتوے جاری کیے گئے ہیں جو کہ درحقیقت اہلِ افتا کے Outdated ہونے کی وجہ سے ہے، یہ بات ہم ان کے متعلق کہہ رہے ہیں جنہوں نے فتویٰ دینے سے آگے بڑھ کر اس ڈرامے کو یہودی اور نصرانی سازش باور کرانے پر پورا زور صرف کر رکھا ہے، اگروہ

موجودہ دنیا میں کفر ونفاق اور خدا بیزار طبقے کی سیاسی وفکشن والی دنیا سے مربوط رہتے، اس ڈرامے سے مرتب ہونے والے مثبت تعمیری اثرات اور اس میں موجود نقائص کے بے اثر ہونے کا مشاہدہ کر لیتے تو یقیناً ایسے فتاویٰ وجود میں نہیں آتے، بہتر ہوتا کہ اس ڈرامے کو بین المسلمین مذہبی بحث کے حوالے کر کے انتشار کا موقع نہ دیا جاتا، اہل افتا ہمارے محترم حضرات ہیں انہیں چاہیے کہ فتاویٰ میں نبضِ زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے مزاجِ شریعت کو سمجھائیں، یقیناً یہ کوئی عین شرعی تخلیق بھی نہیں ہے کہ لوگ اسے باوضو دیکھ رہے تھے؟ اگر اہلِ افتا ٹکنالوجی کی اس لڑائی میں رجب طیب اردوغان کا ہدف سمجھتے اور انہوں نے جو کچھ اسلامی تاریخ اور اسلامی ہیروز کو مغربی کلچر اور الحادی ہیروز کے اثرات کو کم کرنے کے لیے پیش کرنا شروع کیا ہے اگر یہ منصوبہ اور تاریخ اسلامی کا پروجیکٹ سمجھ آجاتا تو شاید فکشن کی دنیا کی اس جنگ میں آپ نادانستہ نہیں رہتے آپ واقف ہو جاتے کہ اردوغان کم از کم تبرائی شیعیت، اور یہودیت پھیلانے کا کام نہیں کر سکتے، جیسا کہ کچھ لوگوں کے مضامین سے ظاہر ہوا ہے کہ ارطغرل سیرئیل یہودیت اور شیعیت پھیلاتا ہے۔

۲۔ یہ ڈرامہ دیکھنا عبادت نہیں ہے، نا ہی اسے حلال قرار دینے کے لیے کوئی مطالبہ ہے، یہ صرف ایک ذریعہ ہے جس میں عروجِ اسلامی اور

غیرت ایمانی کی تاریخی جھلک ہے، بیشمار چیزوں کے لیے بیشمار ذرائع رائج ہو چکے ہیں، سب میں کہیں نا کہیں کمی رہ جاتی ہے، لیکن عقلمند لوگ یا تو اس سے فائدہ اٹھالیتے ہیں یا کمی دور کر کے پیش کر دیتے ہیں، لیکن شومئ قسمت سے مجاہدین اور جہادِ حریت، اسلامی عروج اور اسلام پسند ہیروز کی تاریخ پر جنہوں نے صرف برائے نام کیا اور کبھی نوجوانوں کو اپنے ماضی، عظمت رفتہ اور ابطالِ اسلامی سے دلچسپ بنا کر مربوط نہیں کر سکے وہ ایک دلچسپ تاریخی سلسلے کی مخالفت کرتے ہیں جبکہ اس کے اثرات سے کفریہ ایوان کے پیٹ میں مروڑ ہے۔

۳۔ مصر کے درباری مفتیوں نے اس کے خلاف فتوے بھی داغے. بہت سے ممالک کے مسلمان اس ڈرامے سے محض اسلیے خوفزدہ ہیں کہ مبادا ان کی حقیقی دوکانیں اور پردے کے پیچھے والے چہرے تلاش کرنے کی جستجو نا لگ جائے۔

۴۔ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف فتویٰ ہی مطلوب نہیں ہوتا ہے، بلکہ فتویٰ کے ساتھ متبادل بھی لازمی ہے، کاش کہ فتویٰ دینے والوں کو یہی خبر پتا ہوتی کہ اسی ڈرامہ سیریز ارطغرل غازی کو دیکھ کر لوگ اسلام تک قبول کر رہے ہیں، اہلِ افتا اپنی فہم کے مطابق جو مناسب ہو کریں لیکن فتویٰ کا اثر باقی رکھیں کہ یہ ایک قیمتی شئے ہوا کرتی تھی، اور ضروری ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومیت اور ظالموں کے خلاف بھی اظہار فرمائیں، قبلۂ اول فلسطین کو واپس لینے سرزمین قدس پر اللہ کا حق نافذ کرنے کے متعلق عربی دنیا پر کیا فریضہ ہے؟ اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر کیا فریضہ ہے؟ جہادِ فلسطین کے متعلق ان کا کیا فتویٰ ہے؟ سعودیہ اور مصر کی جیلوں میں قید مجاہدین اور مشائخ اسلام کے متعلق اپنے فتویٰ کا اظہار فرمائیں؟ ضروری ہے کہ اہل افتا ایسے بنیادی اسلامی قضیوں پر آج کی

صورتحال کے پیش نظر فتاویٰ جاری فرمائیں تاکہ ان کے فتاویٰ میں شاہ عبدالعزیزؒ جیسا بلند اور مجاہدانہ آہنگ بھی ہو۔
نوٹ: اس سے اندازہ کرلیں سیریل کے اثرات کیا مرتب ہورہے ہیں۔

## ڈرامہ کے فوائد و غلط فہمیاں

مشہور ترکی ڈرامہ "ارطغرل غازی" ارطغرل غازی کی عقابی شخصیت کو سامنے رکھ کر فلمایا گیا ہے۔ یہ ڈرامہ ترکی حکومت کی سربراہی میں تیار کیا گیا ہے، عوام اور بعض خواص میں اس ڈرامہ کو کافی مقبولیت حاصل ہے، بعض فضلاء کو بھی اس کے دیکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ نہ صرف اس کی تائید کر رہے ہیں بلکہ آگے بڑھ کر اس کے فضائل، مناقب اور فوائد بھی بیان کر رہے ہیں، جو علماء حرام قرار دیتے ہیں انہیں قدامت پرستی کا طعنہ دے رہے ہیں، جو غلط فہمیاں عموماً پائی جاتی ہیں جن کی بنیاد پر لوگ یا تو جائز کہنے لگے یا جواز میں خفت پیدا کرنے لگے انہیں حقیقت کی نگاہ سے دیکھ لینا چاہئے۔

نوٹ: حلال حرام کا مدار سیریل کے نفع ونقصان کی وجہ سے نہیں ہے، خدا کرے کہ وہ تمام فائدے حاصل ہوجائیں جو عاشقین سیریل چاہ رہے ہیں، مگر کیا واقعتاً وہ فائدہ حاصل ہو بھی سکتے ہیں؟ اور کیا ان فوائد کی بنیاد پر کسی چیز کو حلال کہا جاسکتا ہے؟ یہ بات محل گفتگو ہے۔

### مغربی فلموں کا بدل ہے

غلط فہمی: یہ خیال کہ "مسلمان نوجوان سالوں سے مغریب کی تخریبی فلمیں دیکھ کر، کوئی صحیح متبادل تعمیری فلمیں نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹ کو ہی سچ سمجھ بیٹھا اور اپنے ہی مذہب سے متنفر اور اپنے آباء واجداد کی تاریخ سے کوسوں دور ہوتا رہا ہے، یہ ڈرامہ ایسا متبادل ہے جس نے اسلام کے کچھ اقدار کو اپنی

مرکزیت میں رکھاہے ''اس وجہ سے محلِ نظر ہے کہ:

۱۔جادوگر جادو دکھائیں گے تو آپ کو بھی جادو دکھانا نہیں ہوگا بلکہ آپ کو حقیقت دکھانا ہوگا۔''فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ''......''وَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ''

۲۔باطل جس لبادہ میں آئے گا حق بھی اسی لبادہ میں نہیں آئیگا بلکہ حق تو حق کے ہی لبادہ میں آئیگا، گرچہ بظاہر باطل مشاکلتِ ظاہری نظر آجاتی ہو،انبیاء کے معجزات اس کے سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

۳۔باطل کا ہر متبادل پیش کرنے کے ہم مکلف نہیں ہیں ،جہاں متبادہوسکتا ہے پیش کیا جائیگا،جہاں متبادل نہ ہوں وہاں مخاطب سے کہا جائیگا کہ اب آپ ہی کو بدلنا ہوگا،کوئی متبادل نہیں آئیگا، باطل کلب،شراب،جواخانوں کے ذریعہ آرہا ہے تو ہم اسکا متبادل کم نشہ والی شراب،باپردہ کلب خانوں سے نہیں کرسکتے،یہیں بندہ کا امتحان ہوتا ہے۔

۴۔اگر بالفرض ارطغرل جیسے ڈرامہ اپنے تمام منکرات کے باجود مغربی فلموں کامتبادل ہیں تو فرداً،فرداً جائز قرار دینے کے بجائے فقہی سیمنار،اداروں کے دارالافتاءکی مہر کے ذریعہ حلال قرار دیا جائے تاکہ سنجیدہ گی سے کوئی چیز طے ہوجائے۔

۵۔مجوزین اپنے دلائل لکھ کرادارہ سے رابطہ کریں،تبادلۂ خیال ہو،ایک بارنہیں دسیوں بار ہو،پھر بھی اطمینان نہ ہوتو صاحبِ رائے کااحترام باقی رکھتے ہوئے ،مستقل رائے قائم کرنے کے اہل ہیں تو اپنی رائے پرعمل کرلیں،مگر توہین وتحقیر کا تو اجازت نہیں۔

۶۔کسی معتبر دارالافتاء سے عدم جواز کا فتوی آنے کے بعد ایسی بات کسی مسئلہ میں عامی مستفتی سے کہی جائے گی کہ''فتویٰ دینے والا چاہے کتنی ہی بڑی

شخصیت کا حامل کیوں نہ ہو یا کتنا بڑا ادارہ ہی کیوں نہ ہو، ہر فرد کو ان کے فتوے کو علم، اسلام کے مزاج، عقل، حالات اور وقتی تقاضوں کو سامنے رکھ کر پرکھنا، تولنا اور پھر اس پر عمل کرنا چاہیے" مستفتی فتوی کے پابند ہے یا پرکھنے کا بھی مکلف ہے، ڈاکٹر کی دوائی ملنے کے بعد دوائی پر ریسرچ (Research) کرے گا یا خاموشی سے دوائی نگل لے گا؟ اگر اس میں اتنی صلاحیت ہے تو وہ مستفتی کہاں رہا، وہ بھی تو ایک مفتی ہو گیا۔

## یہ ڈرامہ فحش فلموں کا بدل ہے

غلط فہمی: یہ ڈرامہ فحش فلموں کا بدل ہے۔

ازالہ: جب یہ ڈرامہ یورپ کی ان تمام فلموں، ڈراموں، سیریلز اور ناولوں کا جواب ہے جنہوں نے عریانیت، فحاشی اور جھوٹ کے ذریعہ اسلام کی شبیہ اور تاریخی واقعات کو بگاڑ کر اپنا مفاد حاصل کر کے اسلام کو بدنام، ضمناً مسلمان نوجوانوں کو ذہنی طور پر برباد کرنے کی کوشش کی تو عام مسلمانوں کے اس کے دیکھنے کی ترغیب کیونکر دی جائے گی، دیگر مذاہب میں اس کو عام کیا جائے جس کی وجہ اس نکا ذہن اسلام سے متعلق صاف ہو جائے، صاف ذہن کے مسلمان، طلباء وعلماء کے دیکھنے یا کتابوں سے جو تاریخ حاصل کر سکتے ہوں ان کی اس میں دلچسپی کیا معنی رکھتی ہے۔

## اداکار کی زندگی سے ناظرین پر اثر نہیں پڑے گا

ڈرامے کے اداکار سے ڈرامے کا تعلق نہیں، خواہ وہ شخص نیک ہو یا بد، لوگ ڈرامے سے سبق لیں گے، ڈرامہ میں کام کرنے والے عام اداکار یا اداکارہ ہی ہیں جن کی ذاتی زندگی یقیناً ڈرامہ کے کردار جیسی بالکل بھی نہیں ہیں، ماضی اور حال میں بھی دوسری فلموں اور سیریلز میں ان کا کردار ایسا نہیں

ہیں جیسا کردار اس ڈرامے میں ہے، اس سے یہ طے ہے کہ یہ لوگ محض اپنا پروفشنل کام کر رہے ہیں، اپنے ہدایت کار  واسکرپٹ کے مطابق اداکاری کرتے ہیں اور ڈرامہ میں ہی وہ اداکاری چھوڑ دیتے ہیں اپنی ذاتی زندگی میں وہ تمام خوبیاں جس کی بناپر ڈرامہ کو پسند کیا جارہا ہے دخل نہیں دیتے ہیں اور ضروری بھی نہیں کہ ایک فلم  یا سیریل کے بعد اداکار پوری زندگی ڈرامہ کے مطابق گذارے، اور نہ ہی یہ لوگ اپنے کو  اسلام کا داعی قرار دیتے ہیں، اور نہ ہی مکمل پابند شریعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اگر دعوی کریں تو بھی حقیقت کے خلاف ہے، نیت کا تو اللہ ہی کو علم ہے، جب یہ حقیقت طے ہے تو ان کی آکٹینگ سے دیکھنے والوں کی زندگیاں کیسے بدل جائیں گی؟ جب ایک ہی اداکار ایک جگہ شریف دوسری جگہ شریر بن کے آرہا ہے تو نتیجہ ارذل کے تابع ہونے کی وجہ سے ان کی اچھائی وبرائی دونوں کو برابر نگاہ سے دیکھتے ہیں، اچھائی کو بھی ڈرامہ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

جن لوگوں نے رات دن محنت کر کے اسلام کے سپوتوں کی نقالی کرنے کی کوشش کی ان کی زندگی میں اپنی ہی محنت کا اثر نہیں ہوا تو کیا محض دیکھنے والے کی زندگی میں اس نقالی کا اثر مرتب ہو جائے گا؟

## لوگ اس ڈرامہ سے اسلام قبول کر رہے ہیں

غلط فہمی: لوگ اس ڈرامہ کو دیکھ کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔

ازالہ ا:۔ایسے کتنے لوگ ہیں؟ کوئی ایک دو کافر کا اسلام قبول کر لینا یا ہزاروں کا اسلام قبول کر لینا ڈرامہ کو مسلمانوں کے حق میں حلال کر دیگا؟ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کیسے لیے ہم ڈراموں کے مکلف ہیں؟

۲۔در حقیقت ڈرامہ کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ ڈرامہ کے بعد اسلام کے متعلق تحقیقات کیا جاتا ہے، اسلام کی خوبیاں معلوم کی جاتی

ہے، یہ مرحلہ انہیں اسلام کی طرف مائل کرتا ہے۔

۳۔کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ کافر تو ڈرامہ کی وجہ قرآن وحدیث اور سیرت کی طرف مائل ہو کر اسلام قبول کرلے اور ہم قرآن وحدیث پڑھے ہوئے کتاب وسنت سے ڈراموں کے جواز کی طرف ،اسے دیکھنے میں دلچسپی کی طرف سفر کریں؟ کامیاب ہم ہیں یا وہ لوگ؟

۴۔اگر کافر دیکھ کر اسلام قبول کرلیے ہیں تو انہیں کفر کی حالت میں یہ دیکھنا جائز تھا،چونکہ وہ لوگ فروعات کے مکلف ہی نہیں ہیں ،اسلام قبول کرنے کے بعد ان سے بھی کہا جائیگا اب فلم،ڈرامے سب حرام ہیں،کسی شخص کا حالت کفر کا عمل مسلمان کے لیے جواز کی دلیل کیسے بن جائے گا؟

۵۔ہندو برادری میں ذات پات کے ظلم کی وجہ سے کافی لوگ اسلام قبول کررہے ہیں،کیا کوئی یہ کہے گا کہ چونکہ ''ذات پات کا ظلم لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے اس لیے ذات پات کا ظلم جائز ہے'' ظلم تو ظلم ہے خواہ وہ نیکی کا سبب بنے ،پتہ چلا کہ بعض مرتبہ ناجائز حرکت سے متاثر ہو کر کوئی شخص جائز کام کی طرف رجوع کرلیتا ہے،اس سے وہ ناجائز فعل جائز نہیں ہوجاتا،یہی بات اس ڈرامہ اور دنیا بھر کے فلموں وڈراموں میں سمجھ لینی چاہئے۔

## عدم جواز کے فتوی سے سماج پر غلط اثر پڑے گا

غلط فہمی :ڈرامہ دیکھنا حرام ہونے کے فتوی سے سماج میں غلط اثر پڑے گا۔

ازالہ ا:۔کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ عدم جواز کا فتوی معاشرہ میں منفی اثرات پیدا کردے گا جبکہ ڈرامہ سے مثبت اثرات مرتب ہوں گے؟

۲۔اگر فتوی سے منفی اثرات مرتب ہوں گے تو کیا جواز کے فتوی سے منفی

اثرات مرتب نہیں ہوں گے ؟ آخراس متعلق جواز کی بحث کس بنیاد پر کی جائے گی؟

۳۔جس کوڈرامہ کا علم نہیں تھا اگر وہ فتوی کی وجہ سے جانکاری حاصل کرنے کی نیت سے دیکھے گا تو اس میں فتوی کا کیا قصور ہے؟لون حرام ہے،شراب حرام،زنا حرام ہے،مغربی فلمیں حرام ہیں تو ان کو جاننے کے لیے کوئی عملی اقدام کرے تو فتوی دینا غلط ہوگیا؟

۴۔اگر جانکاری کے لیے دیکھے گا بھی تو حرام کوحرام سمجھ کر ہی دیکھے گا،حرام کوحلال سمجھ نہیں دیکھے گا،ایک دوسیریز دیکھنے کے بعد شریعت وفتوی پرعمل کرنے کا جذبہ ہے تو رک جائے گا،کیونکہ حرام کا فتوی علم میں آچکا ہے،اگر نہیں رکے گا تو بھی اپنے گناہ گار ہی سمجھے گا،کسی مرحلہ میں توبہ کرے گا،لیکن حلال کا فتوی دیا جائے تو اسی ڈرامہ پر نہیں تمام ڈراموں میں کوئی نہ کوئی اصلاح کا پہلو نکال کر دیکھنے کا سلسلہ کبھی نہیں رکے گا۔

۵۔فتوی سے ڈرامہ پرکوئی اثر نہیں پڑے گا جس کو دیکھنا ہے دیکھے گا کیونکہ اسے فتوی سے کوئی سروکار نہیں اور جس کو نہیں دیکھنا ہے وہ نہیں دیکھے گا اسے فتوی کی ضرورت نہیں،بظاہر یہ بات بڑی معقول ہے،مگر غور کریں اس منطق سے فتوی پر کیا اثر پڑے گا؟ لوگوں کے اس مزاج کی وجہ سے فتوی دینا بند کر دیا جائے گا؟

۶۔اگر بات ویسی ہی ہے تو عدم جواز کے فتوی سے بے چینی کیوں ہو رہی ہے؟یہ فتوی ہی کا تو اثر ہے،علاوہ ازیں لوگوں کا ڈرامہ سے متعلق سوال کرنا اسی وجہ سے تو ہے کہ فتوی کے مطابق عمل کریں،فتوی سے کوئی اثر نہیں پڑنے والا ہوتا تو یہ لوگ بغیر فتوی پوچھے بھی تو دیکھ لیا جاسکتا ہے،جیسا کہ کثیر تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے۔

۷۔اگر کسی کو ایسا خیال ہو کہ ”ایسے فتوی کی وجہ سے لوگوں کی نظر سے فتاوی اور اہل فتاوی کی حیثیت گر جاتی ہے،لوگ سمجھ جائیں گے کہ آج کل کے اہل فتاوی زمانہ سے بالکل جاہل ہیں ،ان کے فتوؤں کی کوئی حیثیت نہیں ہے“ تو ان کی خدمت میں نفحۃ العرب میں بچپن میں پڑھا ہوا یہ واقعہ نہایت ادب سے پیش کر دینا کافی ہے کہ ”ایک دفعہ خلیفہ مامون الرشید صبح سویرے بغداد کی گلیوں میں گشت پر نکلا ہوا تھا، دو خاکروب دیکھے جو آپس میں گفتگو کر رہے تھے ایک بھنگی دوسرے سے کہہ رہا تھا ،یہ جو مامون ہے نا، اسی دن سے میری نظروں سے گر گیا ہے جس دن سے اس نے اپنے بھائی سے غداری کی ہے، مامون یہ سن کر زور سے ہنسا اور کہنے لگا ،اور کہا کوئی ہے جو مجھے اس بھنگی کی نظروں میں اٹھادے“۔اس کو تعبیر کیا گیا تھا ”أَنْفٌ فِي السَّمَاءِ واسْتٌ فِي الْمَاءِ“ بعد میں یہ مثل ہر بے حیثیت متکبر شخص کے حق میں بولے جانے لگی ۔”یضرب للمتکبر الصغیر الشأن“

## فتوی میں اعتدال ہونا چاہئے

اگر مان بھی لیا جائے کہ ”فلم اور ڈراموں کے مسئلہ میں دارالافتاء سے غلطی ہو رہی ہے، کیونکہ مفتی بھی انسان ہی ہوتے ہیں ،حرمت کے فتوی کی وجہ سے امت پر مثبت یا منفی اثر کس حد تک پڑے گا سمجھنا ان کے لئے بھی مشکل ہو سکتا ہے یا وہ بھی غلط نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں ،اس سے مستقبل میں قوم کا ناقابل تلافی نقصان ہو سکتا ہے،اپنے فتوی سے رجوع کرنے تک میدان ہاتھ سے نکل چکا ہو گا،اس لیے ڈیجیٹل امیج اور جدید کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کو سنجیدگی سے سمجھ کر افراط اور تفریط کے درمیان والا راستہ اختیار کرنا چاہئے“ تو عرض ہے کہ:

۱۔ویڈیو کے سلسلہ میں علماء کا ایک بڑا طبقہ جواز کا قائل ہے اور مثبت محنت شروع کر دیا ہے، ان کو یکسر مسترد نہیں کیا گیا،جس سے ناقابل تلافی

نقصان اندیشہ بہت ہی کم ہوگیا۔

۲۔اس اجتہادی غلطی کی تلافی کے لیے، دارالافتاء اہل فتاوی اور فقہ اکیڈمی وغیرہ سیمنار منعقد کر کے فلموں وڈراموں خاص طور سے ارطغرل سیریل کے جواز کا فیصلہ صادر کرنا ہوگا؟

۳۔کیا ڈرامے کو جائز قرار دینے سے اعتدال قائم ہوجائیگا، پھر بالووڈ کی اچھی فلمیں حرام کیوں ٹھہریں؟۔

## دوسرے ڈرامے حرام ہونے کا فتوی کیوں نہیں دیا گیا؟

غلط فہمی : دوسرے ڈراموں کے حرام ہونے کا فتوی کیوں نہیں ؟ ارطغرل کے علاوہ کئی ڈرامے نشر کئے جارہے ہیں جیسے ایک ڈرامہ "میرا سلطان" اردو عنوان سے عام ہے، یہ بھی خلافت عثمانیہ کے تاریخی دور خاص کر سلطان سلیمان کی زندگی پر مبنی ہے، یہ مکمل مغربی طرز پر بنایا گیا ہے، جس میں دوسری تمام چیزوں کے ساتھ عریانیت کا عنصر بھی موجود ہے لیکن اس پر یا دوسرے ڈراموں پر کسی کی طرف سے کوئی اعتراض کیا گیا ہے، اور نہ ہی کسی نے کسی مفتی یا ادارے سے اس کے متعلق فتویٰ پوچھا کہ اس کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں، گویا مغربی فلم وڈرامے گوارا ہیں ،اسلامی ڈرڈامے گوارا نہیں''، سواس سلسلہ میں یہ باتیں یاد رکھیں کہ:

ا۔دوسرے فلم وڈراموں کے متعلق بھی یہی فتوی ہے کہ وہ سب بھی حرام ہیں، خواہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے۔

۲۔دوسرے ڈراموں کے حرام کا فتوی جاری نہ ہونے کی وجہ سے ارطغرل ڈرامہ کیسے حلال ہوجائے گا؟ اس ڈرامہ کا جائز یا ناجائز ہونا دوسرے ڈرامے کے جواز وعدم جواز پر تو موقوف نہیں ہے۔

۳۔دوسرے ڈراموں اور فلموں کے جائز کرنے کا عاشقین کو بھی تو اصرار

نہیں تھا، وہ خود بھی میر اسلطان وغیرہ کو حرام ہی سمجھ رہے تھے، جب اس ڈرامہ کے جواز کا اصرار ہونے لگا تو تمام ڈراموں کے ساتھ اس کی حرمت کو بھی اجاگر کرنا پڑا۔

## فتوی کو زمانہ کے مطابق کریں تاکہ قابل عمل رہے

غلط فہمی : جو ڈرامہ دیکھنے کے عادی ہیں ان کے لیے یہ فتوی بے کار ہے زمانہ کے لحاظ سے فتوی کو اس لیول پر لے آئیں کہ کم از کم واہیات اور فحش ڈراموں سے کسی سنجیدہ اور تاریخی ڈرامے کی طرف آجائے"۔

ازالہ:

ا۔مفتی ترجمانِ شریعت ہوتا ہے، حکم الہی کو بندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری ہے، ترجمان اصل متکلم کی بات پہنچاے یا اپنی طرف سے زمانہ کا لحاظ کر کے متکلم کے کلام میں تبدیلی کردے؟ پھر کیا وہ ترجمانِ شریعت باقی رہے گا؟ کیا مفتی صاحب کو اس کا اختیار ہے حاصل ہے؟

۲۔اس غلط فہمی کا مطلب یہی ہوا کہ ہم نہیں بدلیں گے، ہمارالحاظ کرتے ہوئے شریعت کو بدل دیا جائے، شریعت کے احکام یا یہ حکم موجودہ طبیعتوں کے لحاظ سے قابل قبول یا قابل عمل نہیں ہے۔

۳۔ہر سائل تو حق سننا نہیں چاہتا البتہ اپنے حق میں تو ہر کوئی سننا چاہتا ہے، علماء کی ذمہ داری کسی کے حق (فیور Favour) میں بولنا نہیں ہیں بلکہ صرف حق بولنا ہے، خواہ سائل کے حق میں ہو یا خلاف میں ہو، کیونکہ مفتی اور مستفتی دونوں کو حق کے تابع ہونا ہے نہ کہ حق کو اپنے تابع کرنا ہے۔

## ڈرامے کو ناول پر قیاس کرنا

صلاح الدین ایوبیؒ کی تاریخ پر مبنی "داستان ایمان فروشوں کی" حضرت

خالد بن ولیدؓ پر لکھی گئی داستان ''شمشیر بے نیام''اور محمد بن قاسم کی داستان ''ستارہ جو ٹوٹ گیا'' وغیرہ نامی کتابوں میں بھی تاریخی افسانے ہیں جن میں ڈرامہ، پیار محبت، اصل تاریخ میں کچھ مبالغہ آرائی، جذبات، لڑائی، ایمانداروں کی بہادری اور اسلام پسندوں کے عقل و فراست پر مبنی کہانیوں کو قارئین کے لئے قلم کار نے افسانوی انداز میں پیش کیا ہے جنہیں پڑھنے سے ایک انسان بہتر ایمان والا بنے یا نہ بنے البتہ اس کی عقل میں اضافہ ضرور ہوتا ہے، سوچنے کا ایک نیا زاویہ ملتا ہے، ان کتابوں کا پڑھنا کار ثواب نہیں مگر گناہ کا عمل بھی نہیں ہے، جبکہ اس میں بھی جھوٹ وغیرہ شامل ہے۔

۱۔ناول، افسانے اور کہانیوں میں اگر اخلاقی بگاڑ کا سبب بننے والی باتیں ہوں، فحش نگاری ہو تو ان کا لکھنا اور پڑھنا ناجائز ہے، مفتی شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے کہ ''جمہور صحابہ و تابعین اور عامہ مفسرین کے نزدیک ''لہو الحدیث'' عام ہے تمام ان چیزوں کے لیے جو انسان کو اللہ کی عبادت اور یاد سے غفلت میں ڈالے، اس میں غناء، مزامیر بھی داخل ہے اور بیہودہ قصے کہانیاں بھی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں لہو الحدیث کی یہی تفسیر اختیار کی ہے، اس میں فرمایا ہے کہ لہو الحدیث ھو الغناء وأشباھہ، یعنی : لہو الحدیث سے مراد گانا اور اس کے مشابہ دوسری چیزیں ہیں (جو چیزیں اللہ کی عبادت سے غافل کردیں ) آگے لکھتے ہیں کہ ''فحش اور فضول ناول یا فحش اشعار اور اہل باطل کی کتابیں بھی دیکھنا ناجائز ہے : اس زمانے میں بیشتر نوجوان فحش ناول یا جرائم پیشہ افراد کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار دیکھنے کے عادی ہیں، یہ سب چیزیں اسی قسم لہو حرام میں داخل ہیں الخ۔(معارف القرآن : ۷ / ۲۳ مطبوعہ : ربانی بک ڈپو، دہلی)

۲۔ناول مشترکہ ہوں تو بھی منع ہے، دالافتاء دارالعلوم دیوبند کا سوال جواب

ملاحظہ ہو:

سوال: پاکیزہ آنچل (ناول کی کتاب جو دہلی یا پاکستان سے شائع ہوتی ہے) پڑھنا درست ہے یا گناہ ہے؟ اس میں فحش ناول بھی ہوتے ہیں دینی باتیں بھی تو اس کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟ برائے کرم اس کا جواب جلد دیں تو مشکور رہوں گی؟

جواب: اس طرح کے ناول پڑھنا سخت حرام ہے، اگر چہ ان میں کوئی دینی اور عمدہ بات بھی ہو اور یہ ایسا ہی ہے کہ پیشاب سے بھرے گلاس میں چند قطرات روح افزاء شربت کے ملا دیئے جائیں تو بھی اس کو پینے کی اجازت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، فتوی (ھ) (1430/12-1716=:2261

۳۔ ناول اگر اصلاح معاشرہ کے لیے کہانیاں اور افسانے لکھے جائیں تو باوجود مباح ہونے کے انسان کے قیمتی وقت کے ضیاع کا سبب بنتے ہیں، اس لئے اگر کبھی تفریح طبع کے لئے یہ چیزیں لکھ اور پڑھ لی جائیں تو گنجائش ہے، لیکن نوعمر لڑکے لڑکیوں کو اگر اس کا نشہ لگ جائے تو وہ حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں اور ضروری مشاغل کو چھوڑ کر اسی میں مصروف رہتے ہیں، اس لئے نوجوانوں کو ان سے بچنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، البتہ مستند اسلامی تاریخ کے واقعات کو ناول یا کہانی کے طرز میں لکھنا، تاکہ پڑھنے والے کی دلچسپی برقرار رہے، ایسے ناول کو لکھنے اور پڑھنے کی اجازت ہے۔

نوٹ: تاریخی ناول میں کی مبالغہ آرائی اور جھوٹ اب بھی ناجائز ہی رہے گا، یہ کتابیں قابل مطالعہ ہوسکتی مگر قابل حوالہ نہیں ہوسکتیں، وہ تمام گناہ جو ایک ڈرامہ میں ہوتی بدنظری، میوزک، مرد وزن کا اختلاط وغیرہ باتیں ناول میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

## کیا اصلاحی مواد والا ڈرامہ حلال ہے؟

ایک غلط فہمی یہ بھی ہوگئی ہے کہ ”اگر ڈرامے کی اسٹوری تربیتی، اصلاحی اور دینی مقاصد کو پورا کرنے والی ہو(۲) اس میں عورت کا کردار نہ ہو یا نہ ہونے کے برابر ہو(۳) اور اس میں بیک گراؤنڈ میوزک آلاتی نہ ہو بلکہ فطری اور نیچرل ہو جیسا کہ پرندوں کی آوازیں، دف جیسے آلات کی آوازیں، انسانوں کی سریلی آوازیں تو اس ڈرامہ کو دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔

ا۔مواد پر حکم کا پورا مدار نہیں رہتا ہے، ورنہ بہت سی اصلاح کی دوسری فلمیں بھی حلال ہونا لازم آئیگا۔

۲۔سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ ڈرامہ ایسا ہی ہے کہ اس میں عورت کا کردار نہیں ہے؟ میوزک نہیں ہے؟ جب نہیں ہے تو اس طرح مشروط طریقہ پر جواز کا قول عام کرنے کا کیا مطلب رہے؟ اس سے تو نفس پرست اپنے مطلب کی ہی مراد نکال لیں گے۔

## دنیوی معلومات بہت ہوتے ہیں

غلط فہمی: دنیوی معلومات بہت ہوتے ہیں ٹائم مشین کے بارے میں لوگوں نے سنا ہوگا جس کا تصور آئن سٹائن نے پیش کا تھا، اس پر کافی ریسرچ ہوئی اور ہنوز جاری ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان ماضی میں جاسکے اور مستقبل بھی دیکھ سکے، جو ایک طرح سے ناممکن ہے، اس ٹائم مشین کو بنانے میں ترکی کافی حد تک ”ڈیریلیس ارطغرل“ ڈرامے کی صورت میں کامیاب ہوا ہے۔اس سیریز نے ایک حقیقی ٹائم مشین کی طرح 1200 صدی عیسوی کی سیر کرائی۔

لوگوں نے دیکھا کہ 800 سال پہلے مسلمان زندگی کیسے گزارتے

تھے، قبائل کس طرح روایات کی قدر کرتے تھے، اس وقت خیموں کی کتنی عجیب فضا تھی، جو سنا بھی نہیں تھا اس آشنا ہوئے، پیار اور وفا دیکھا، حائمہ انا اور سلیمان شاہ کا رول دیکھا، کس طرح انصاف اور بچوں کی پرورش کی، اس زمانے کی شادیاں اور دعوتیں، چنگیز خان کے ظلم جواب تک صرف سنتے آرہے تھے، ہلاکو خان اور برکہ خان اور ابن العربی کو دیکھا، مسلمانوں کے جنگی مہارتیں، جال بچھانا اور جال توڑنا، خطوط کے ذریعے پیغامات بھیجنا، وہ زمانہ دیکھ لیا جس زمانے میں موبائل فون اور دیگر نئی ٹیکنالوجی نہیں تھی، سرداروں کا زمانہ دیکھا، چند ہی ساعتوں میں تابناک ماضی کی سیر کرائے اور پھر واپس لاکر اس پر سوچنے پر مجبور کرے۔ڈرامے کے اختتام پر ایسا محسوس کیا کہ مہمت بوزداغ نے بہت جلد ہمیں (20th) بیسویں صدی سے (12th) بارہویں صدی میں منتقل کیا اور اس تابناک ماضی کی سیر کرا کر واپس بیسویں صدی میں لاکر چھوڑ دیا۔

ازالہ ا: معلومات جو ذکر کی گئی ہیں ضروری ہیں یا غیر ضروری؟ ضروری وہ ہے جس کے جانے بغیر دنیا یا آخرت کا ضرر لازم آئے، مذکورہ معلومات کے بغیر مرجائیں تو نہ آخرت کا نقصان ہے اور نہ ہی دنیا کا نقصان جیسے پچھلے زمانہ کے لوگ موجودہ زمانہ کی معلومات کے بغیر مرگئے اور ان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

اگر معلومات ضروری ہیں تو معلوم کرنے کا ذریعہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ ہمبستری کا طریقہ معلوم نہ ہو تو کسی کو ہمبستری کرتا ہوا دیکھ کر معلوم کرلیں گے یا اس متعلق کسی کتاب میں پڑھ لیں گے، یا تجربہ کار سے طریقہ سن لیں گے؟

یحی ابن معین ؒ کا قول مشہور ہے ”ان ھذاالعلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم“ دین لینے کا ذریعہ بے دینی سے نہ ہو، پھر تو صحاح ستہ

یہودی مدارس سے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

غلط فکر رکھنے والے مصنفین کی کتابیں پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، کہ اس سے مصنف کا اثر اس کی تحریر کے راستہ قاری کے دماغ تک پہنچ جاتا ہے تو ڈرامہ کے غلط اثرات منتقل نہیں ہوں گے؟ بچپن میں ایک بار ایک صاحب نے ایک بڑے میاں سے کہا: چچا! ایک نئی فلم آئی ہے جس کا نام ہے ''خانۂ خدا'' اس میں اسلامی چیزیں دکھائی گئی ہیں آپ دیکھنے چلیں گے؟ بڑے میاں بالکل پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن انھوں نے جو جواب دیا سامنے والا بالکل چپ ہوگیا، کہنے لگے بیٹا! اگر بھینس پیشاب کے راستے سے دودھ دینے لگے تو پیو گے؟

## ڈرامہ سے کافی تاریخ حقائق کا پتہ چلتا ہے

غلط فہمی: ڈرامہ سے کافی تاریخ حقائق کا پتہ چلتا ہے۔

ازالہ ۱: ۔تاریخی حقائق سے واقفیت کے لیے مستند تاریخی کتابیں موجود ہونے کے باوجود ڈراموں سے تاریخ حاصل کرنے کا کیا جواز رہے گا؟

۲۔اب تک جتنے مؤرخین (۱) گذرے ہیں وہ سب مستند تاریخی کتابوں سے تاریخ سمجھا ہے اور قوم کو ایک نئی فکر دی ہے یا وہ بھی ڈراموں کا سہارا لئے تھے؟

---

(۱) حمزہ اصفہانی، ابوالفرج اصفہانی، ابن فقیہ ہمدانی، مافرّوخی اصفہانی، ابوریحان بیرونی، سنان بن ثابت، صاغانی، خطیب بغدادی، ابوالفضل بیہقی، ابن اسفندیار، ابن بلخی، ابن جوزی، ابن اثیر، عماد الدین اصفہانی، ابو حامد کرمانی، یاقوت حموی، سبط بن جوزی، ابن طقطقی، ابن فوطی، وصاف شیرازی، فضل اللہ ہمدانی، نویں صدی میں معین الدین اسفزاری، غازانی، علی یزدی، ابن قلانسی، ابن عساکر، بداللطیف بغدادی، بہاء الدین بن شداد، ابن خلکان، ابوالفداء، حافظ مزی، ذہبی، ابن کثیر، ابن فرات، مقریزی، زرکشی، ابن حجر عسقلانی، عینی، ابن تغری، سخاوی، ابن قوطیہ، ابن حزم، ابن عبدالبر، ابن حیان قرطبی، ابوعبید بکری، قاضی عیاض، ابن رشد، ابوعبداللہ قرطبی، ابن بطوطہ، ابن ابی زرع، ابن احمر، ابن خلدون، امیر خسرو دہلوی، ضیاء الدین برنی وغیرہ

۳۔اگرفلموں ہی سے تاریخ سمجھی جاتی تواللہ تعالیٰ سارے انبیاءاوران کی اقوام کی فلمیں بنانے پر قادر تھے،جن قوموں کو ہلاک کیا گیا،جن پر انعام کیا گیا ،جن سے عبرت لینے کا حکم دیا گیا ان کی کوئی عبرتناک یا سبق آموز سیڈی (CD) بھی بنادیتے تھے،حقیقت یہ ہے کہ ڈرامہ صالح انقلاب کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں،افسانہ افسانہ ہوتا ہے حقیقت نہیں بنتا۔

۴۔تاریخ کو جاننے کے لیے یہ پہلا ڈرامہ نہیں بلکہ ماضی میں بھی مصر، ایران ترکی اور امریکہ میں اس قسم کی اصلاحی کوشش کی گئیں،ان سے اب تک تبدیلی کی امید پیدا ہوئی؟

۵۔ارطغرل سے پہلے ''میرا سلطان'' آئی،اس کے کچھ مثبت اثرات قوم میں پائے گئے؟اگر پائے بھی گئے تو جواز کے کافی ہیں؟

## تاریخ معلوم کرنے کی ہم نے کیا کوشش کی؟

ا۔مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی ؒ کا قول ہے کہ''اگر امت مسلمہ کا سیاسی شعور بیدار نہ کیا گیا تو جانتے ہو اس ملک میں کیا ہوگا؟اگر قوم کو پنج وقتہ نمازی نہیں بلکہ سوفیصد تہجد گزار بنادیا جائے لیکن اس کے سیاسی شعور کو بیدار نہ کیا جائے اور ملک کے احوال سے ان کو واقف نہ کیا جائے تو ممکن ہے اس ملک میں آئندہ تہجد تو دور پانچ وقت کی نمازوں پر بھی پابندی عائد ہو جائے''۔تاریخ جانے بغیر کوئی قوم سیاسی شعور پیدا نہیں کرسکتی،مگر ارطغرل ڈرامہ آنے سے پہلے آزادی کے ۷۰ر سالوں میں ہندوستان کی تاریخ اپنی نسل کو معلوم کرانے کے لیے کیا کیا محنتیں کی ہیں،جہاں ہم رہتے ہیں اور آگے بھی رہنا ہے؟ کتنے مسلم اسکولوں میں یہ داخل نصاب ہے،کتنے اسکولوں میں یوم آزادی کے موقع پر تاریخ پر تاریخی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے؟ہماری آنکھوں کے سامنے تاریخ بگاڑ کرسنائی جاتی رہی،قوم کے ہیرو،علماء ومجاہدوں

کے کارناموں کو دہشت گردی سے تعبیر کیا جاتا رہا، جھوٹ کو کتابوں کا حصہ بنایا گیا، مسلمان ٹیچر اسے شوق سے پڑھانے لگا، خود بھی صحیح معلوم کرنے کے لیے کوئی مستند کتاب پڑھا ہے؟

۲۔ڈرامہ سے پہلے خلافت عثمانیہ، ارطغرل، سلطان عثمان اول، سلطان سلیمان، سلطان عبدالحمید وغیرہ کتنا جاننے کی فکر پیدا ہوئی، خلافت عثمانیہ پر کتنے عرصہ سے مستند کتابیں لکھی ہوئی ہیں کوئی کتاب ہمارے مطالعہ میں آئی؟ نکاتِ مطالعہ کبھی اپنی قوم کے سامنے پیش کیا گیا؟

## نوجوانوں میں شجاعت پیدا ہوتی ہے

غلط فہمی: مسلمان جوانوں میں جوشِ ایمانی پیدا ہوگا، شجاعت مندی سمجھ میں آئے گی۔

ازالہ ا:۔ڈرامہ میں اداکار مصنوعی بہادری دکھا رہا ہے، ڈرامہ بنانے والا مصنوعی شجاعت مندی کے پہلو (سین) رکھا ہے، دیکھنے والا بھی سمجھ رہا ہے کہ سب سیٹنگ ہے، اس کے باوجود ہم اس سے حقیقی بہادری سیکھنا چاہتے ہیں، ڈرامہ کے بعد ویسی بہادری خود اداکار بھی نہیں دکھا پائے گا، چہ جائے کہ دیکھنے والا ویسی بہادری سیکھ جائے۔

۲۔مسلمانوں نے برما کا ظلم نہیں دیکھا، فلسطین ظلم نہیں دیکھا، اور نہیں دیکھ رہے ہیں، افغانستان کی تباہی نہیں دیکھی، عراق جلنا نہیں دیکھا؟ کتنے ملکوں کا اجڑنا آئے دن نہیں دیکھ رہے ہیں، یہ سب آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے، موب لینچنگ (Lynching) کا ویڈیو بنا کر فارورڈ (Forward) کرتے رہے، کھلے بازار، چلتی ٹرائن وبس میں مسلمان پر حملہ ہوئے، لڑکیوں کا ریپ ہوا، پھر بھی دو چار رسمی جملوں کے علاوہ کچھ کر نہیں پا رہے ہیں تو ڈراموں سے کچھ کیا بہت کچھ کر جانے کی امید لگائی جا رہی ہے۔

۳۔آپ بہادر بننا چاہتے ہیں اور بیشک بہادری ہر مسلمان کی شان ہے۔ آپ میں انقلاب برپا کرنے کی امنگ ہے، یہ جذبہ ہر جوان میں ضروری ہے۔آپ دنیا کا نقشہ بدلنا چاہتے ہیں اور وہ وقت بھی قریب ہے مگر کیا صحابہ کی مستند شجاعت مندی کے واقعات کافی نہیں ہے؟ٹیپو سلطان محمد بن قاسم ،سلطان محمد فاتح ،وغیرہ کے مستند تاریخی واقعات کافی نہیں ؟ کے ڈراموں کے جھوٹ سے سیکھنا پڑے۔

## ڈرامے میں اصلاحی پہلو موجود ہے

غلط فہمی :اس سیریل میں کافی اصلاحی وتربیتی پہلو پایا جاتا ہے۔

ازالہ ا:۔اصلاح سے مراد اصلاح نفس یا اصلاحِ فکر؟اصلاحِ نفس مراد ہے تو ایسا ڈرامائی مرشد آپ ہی کو مبارک،آج کسی نے اصلاح کی یہ صورت امت کے سامنے نہ پیش کی اور نہ اس کو جائز سمجھا۔اگر اصلاح فکر مراد ہے تو ڈرامائی حد تک ممکن ہو فکر درست ہو مگر اصل زندگی میں وہ آپ خود اپنانے تیار نہیں ہوں گے ،اگر مان بھی لیا جائے کہ اصل زندگی میں بھی فکر درست ہو جاتی ہے تو ایک یہی ڈرامہ کیا ہے جتنی فکری فلمیں خواہ کسی بھی زبان کی ہوں ناجائز کیوں ٹھہریں ،بالووڈ میں کتنے فلم ہمدردی ،انسانیت ،اجتماعیت ،کرپشن کی برائی ،خاندانی نظام کی اہمیت ،معیشت کی مضبوطی ،سیاسی مکاریوں کے مکروہ چہروں کو بے نقاب کرنے پر نہیں بنی ہیں، پھر یہ بھی حلال رہیں گے،خلاصہ یہ کہ ایک حرام چیز سے اصلاح فکروتربیت کا پہلو ڈھونڈا جا رہا ہے۔

۲۔جواز پر جن حضرات کا اصرار ہے یہ ڈرامہ ان کے لیے پہلا نہیں ہوگا ،شاید اس سے قبل بھی (بقول مجوزین) دوسرے ڈراموں واصلاحی فلموں پر اتفاقاً نظر پڑ گئی ہوگی ،ان فلموں سے کتنی اصلاح ہوئی ؟کتنی تدیلی

زندگی میں آئی؟ کتنی تعجب کی بات ہے کہ آکٹروں کے کردار کو اپنا مصلح و شیخ مانا جارہا ہے؟ یہ خود بجائے ایک عظیم فساد ہونے کے مشائخ کرام کی شان میں بے ادبی وگستاخی ہے۔

۳۔شیخ کی صحبت میں حاضری کا نورانی اثر ایک ہفتہ ایک مہینہ رہتا ہے اس کے بعد کم ہونا یا ختم ہونا شروع ہوجاتا ہے، اسی لیے اصلاح کے شرائط میں ''رابطۂ شیخ'' کی بڑی اہمیت ہے تاکہ رابطہ باقی رہے تو اثر بھی باقی رہے، جب جائز و بابرکت مجلس کا اثر ایک ہفتہ میں ختم ہوجاتا ہے تو کیا ناجائز ڈرامہ کا اثر جوانوں میں انقلاب برپا ہونے تک باقی رہے گا؟ جبکہ اکثر ماہرین کا کہنا ہے کہ پردہ اسکرین پر جو کچھ لوگوں کو دکھایا جاتا ہے اس کا اصلاحی اثر وقتی ہوتا ہے کبھی بھی دیرپا نہیں ہوتا، اس کے مقابلے میں کتابی اثر یا نالج دیرپا ہوتا ہے۔

۴۔مصر میں اخوان المسلمین نے انقلاب برپا کیا، افغانستان میں طالبان نے، حسن البناء نے کسی ڈرامہ سے یہ اثر و انقلاب لایا یا میدانی محنت سے؟

۵۔ارطغرل سے پہلے انبیاء کرام اور اصحاب کرام کی زندگیوں پر کافی فلمیں اور ڈرامے بنے- جن میں the message ، ten commandments ، bin-hur وغیرہ قابل ذکر ہیں، اگر اصلاح کی امید ہوتی تو مؤثر ہونے کے لیے انبیاء کی قربانیاں، زیادہ مؤثر ہوں گے یا عثمانی حکمرانوں کے کارنامے؟ مگر کیا ان فلموں سے وہ مقصد حاصل ہوا؟ حضرت یوسفؑ پر بنا ہوا سیریل دیکھ کر کتنے لوگ حضرت یوسفؑ کی حیاء سیکھے ہیں؟ سلیمانؑ پر بنا سیریل دیکھ کر کتنے لوگوں میں سلطنت قائم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا؟ ابراہیمؑ پر بنا سیریل دیکھ کر کتنے لوگ ''خلیل اللہ'' کے صفات اپنا لیے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے فلمیں غیر مسلموں پر بھی

کوئی مثبت و دیرپا اثرات ڈالنے میں ناکام رہیے ہیں چہ جائے کہ مسلمانوں میں کچھ انقلاب پیدا کرتے، شاذونادر فائدے کا شمار نہیں کیا جانا فطری و عقلی قانون ہے۔

## کیا ڈرامہ پہلے سے گناہ میں مبتلاء کے لیے جائز ہے؟

غلط فہمی: مبتلاء بہ جو دیکھنا جائز غیر مبتلاء بہ کے لیے ناجائز۔

یعنی جو لوگ پہلے سے ہی گندی فلمیں اور ڈرامہ دیکھتے ہیں تو انہیں تو ارطغرل دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ وہ دوسرے ڈرامے دیکھنے کی بجائے یہ دیکھیں تا کہ کم از کم واہیات اور فحش ڈراموں سے کسی سنجیدہ اور تاریخی ڈرامے کی طرف آجائے اور جو لوگ اب تک کوئی ڈرامہ نہیں دیکھے ہیں وہ یہ ڈرامہ بھی نہ دیکھیں۔

ازالہ ا:۔عجیب منطق ہے، ایک طبقہ تو گندے فلم و ڈرامہ بھی دیکھ لیا (بقول عاشقین) اچھے ڈرامہ بھی دیکھ لیے، دوسرا طبقہ کچھ بھی نہ دیکھا اور کچھ نہ دیکھے، ایک طبقہ پورا فائدے میں رہا دوسرا پورا ہی نقصان میں۔

۲۔ڈرامہ سے فکری تبدیلی لانا ہے، تاریخ معلوم کرنا ہے یہ صرف گندی فلمیں دیکھنے والوں کے لیے ہے یا پوری قوم میں تبدیلی لانا ہے؟ اگر صرف برے فلم دیکھنے والوں کی فکر بدلنا ہے تو عجیب بات نہیں کہ بری فلم دیکھنے والے تاریخ بھی معلوم کرلیں، ان کی فکر ۳۶ سے ۶۲ کے آکڑے کی طرف آجائے اور سنجیدہ فکر والے تاریخ کی معلومات سے بھی محروم رہیں، حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس شراب کی لت زبردستی لوگوں سے چھڑائی نہ جائے گی، کوئی مفید چیز ان کے منہ کو لگنی محال ہے۔

۳۔گندے فلم ڈرامے دیکھنے والوں کے لیے ارطغرل ڈرامہ حرام رہے گا یا حلال ؟ اگر حرام رہے گا تو بحث ہی ختم ہے، ہم بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ یہ

ڈرامہ سب کے لیے حرام ہے، اگر حلال ہے تو یہ لوگ اس ڈرامہ کے بعد دوسرے ڈرامہ نہیں دیکھیں گے؟ جب حلال ہے تو ڈراموں کا سلسلہ چلتا رہے گا، کوئی حد بندی ہے ان کے لیے کہ یہاں تک ڈرامے حلال ہیں اس کے بعد ان کے لیے بھی ڈرامے حرام ہیں، ورنہ اس کے بعد آنے والا ڈرامہ عثمان بن ارطغرل کے نام پر اس کا بھی سلسلہ چلے گا، پھر ہندوستانی سیاست پر بھی ڈرامے بنیں گے۔

۴۔ جواب تک کوئی ڈرامہ نہیں دیکھے ہیں وہ بھی دیکھنے کے لیے جواز کا مطالبہ کریں تو کیا حکم ہے؟ چونکہ اوپر دوسرے طبقہ کے لیے حلال کیا گیا تھا، اگر حلال کر دیا گیا تو کسی کے لیے حرام ہی نہیں جبکہ اوپر اس طبقہ کے لیے منع کیا گیا تھا، اگر حلال نہ کیا گیا تو یہ طبقہ اس ڈرامہ کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر پہلے گندے ڈرامہ دیکھنے والوں کے طبقہ میں آئے اور نامناسب وفحش فلمیں دیکھے، تو ان کے لیے بھی یہ ڈرامہ حلال ہو جائے گا، غور کریں یہ منطق بھی کیا ایک ڈرامہ سے کم ہے؟

## سیریل کے اداکاروں کی عملی زندگی

سیریل تو سیریل ہی ہوتے ہیں، اس میں کردار ادا کرنے والے تو موجودہ دور ہی کے ہیں اور وہ اپنی عملی زندگی میں اس کردار کو کیوں کر اپنا سکتے ہیں؟

سوشل میڈیا پر اس سیریل میں حلیمہ سلطان کا کردار ادا کرنے والی

اداکارہ (۱) ایسرا ابلجیک (esbilgic) نے سوشل میڈیا پر مغربی لباس میں نیم عریاں تصاویر انسٹاگرام پر شیئر کی، اس کی یہ تصویر سیریل میں اداکاری کے کردار سے مختلف ہے، لوگ اس کی اس حرکت سے جذباتی ہو گئے اور انہوں نے اداکارہ کی اس حرکت کو سیریل کے کردار سے مختلف پایا، اور ارطغرل غازی کا کردار ادا کرنے والا اپنی نیم عریاں اہلیہ کے ساتھ قابل اعتراض تصاویر میں نظر آیا، ٹھیک اسی طرح جس طرح ہندوستان کے افسانوی سیریل "رامائن" میں سیتا کا کردار ادا کرنے والی اداکارہ کو عام لباس میں دیکھ کر لوگ مشتعل ہو گئے تھے۔ (الہلال میڈیاء، حیدرآباد، 13 رمئی ر ۲۰۲۰ء)

ا۔ اس سے پتہ چلا کہ لوگ سیریل کو سیریل کی طرح دیکھیں کے اس نہ اداکاروں کی زندگی میں تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی دیکھنے والوں کی زندگی میں کوئی تاثر، اداکار اپنے فن کی وجہ سے مجبور کہ انہیں آگے دوسری فلموں میں ناچنا بھی ہے، اپنی زندگی کے گذارے کا ذریعہ ایک ہی سیریل نہیں ہے، اور جب ناظرین کو بھی پتہ ہے کہ ان کی عملی زندگی پردہ کی زندگی سے بالکل الگ ہے تو اصل زندگی میں پردہ کی زندگی کیوں اپنائیں گے، کیونکہ یہ سب ڈائی لاگ (Diaologue) پردہ پر ہی اچھے دکھتے ہیں پردہ کے باہر نہیں۔

۲۔ جب اداکاروں کے لئے یہ واجب نہیں کہ جو کردار وہ ایک دفعہ

---

(۱) ارطغرل غازی کی ہیروئن حلیمہ سلطان کا نام ایسرا ابلجیک ہے وہ 14 اکتوبر 1992ء میں ترکی کے دارالخلافہ انقرہ میں پیدا ہوئیں، انہوں نے بلکین انٹرنیشنل یونیورسٹی استنبول سے شعبہ بین الاقوامی تعلقات میں تعلیم حاصل کی، حال ہی میں استنبول کی یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ایسرا ابلجیک نے اپنی کیریئر کی شروعات ڈرامہ سریل ارطغرل سے ہی کیا ہے، اپنی اداکاری کی بدولت بے شمار ترک ایوارڈز جیتے ہیں، گزشتہ سال اقوام متحدہ کی خیرسگالی سفیر کا عہدہ پاس کیا۔

نبھائیں پھر ساری زندگی اس کو خود بھی اپنائیں ،اسرابلگچک کے انسٹاگرام اکاؤنٹ پر انہیں حلیمہ سلطان کا دین بتانا غلطی ہے تو ،دیکھنے والوں سے حلیمہ سلطان کے دین کی امید کیونکر کی جارہی ہے؟ جس کی وجہ سے دیکھنے کی ترغیب وجواز دھونڈا جائے۔

۳۔ارطغرل کا کردار نبھانے والے اینگن نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ انہیں شوٹنگ سے قبل ۵/ماہ مسلسل سخت محنت کرنا پڑی ، اینگن کے بقول انہوں نے ارطغرل کو سمجھنے کے لئے پانچ ماہ تک جامع تحقیق کی، اپنے جنگجو ساتھیوں کے ساتھ بہتر ورکنگ ریلیشن کی خاطر ہفتوں وقت گزارا، ان کے بقول وہ چاہتے تھے کہ ارطغرل اوراس کے ساتھیوں کی دوستی کو اپنے کردار سے عملی ثابت کرسکیں،ان سے سوال کیا گیا کہ ”کیا آپ کی ذاتی زندگی پر اس کردار کا اثر پڑا جس کو آپ نے اس قدر خوبصورتی سے نبھایا“؟ اینگن نفی میں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ کسی بھی ڈرامہ یا فلم میں کردار نبھاتے ہیں اور وہیں اسے چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں میرا کام اداکاری کرنا ہے اور بس یہی میں کرتا ہوں، میں ارطغرل کے فلسفے کو بہت پہلے سے جانتا اور سمجھتا ہوں مگر میری ذاتی زندگی میں میں نے اسے کبھی نہیں پایا“۔

۳۔اس کے علاوہ ابن عربی، حائمہ اماں ، کردوغلو، سعد الدین کوپیک، تورگت (نورگل)، بامسے (بابر) اورروشان“ کے کرداران کی عملی زندگی سے بالکل مختلف ہیں، جہاں سیریل کے اچھے کردار میں اپنے بہادروں اور عظیم لوگوں کا عکس نظر آتا ہے، وہیں اس کے منفی کرداروں میں آج کے حکمرانوں، جرنیلوں، سرکاری افسروں کا عکس بھی بخوبی دیکھا جاسکتا ہے، خصوصاً کردوغلو اور سعد الدین کوپیک جیسے حکمران اور جرنیل جو اقتدار کی خاطر کفار سے دوستی اور اپنی قوم سے غداری کرنے کے لیے بھی تیار رہتے ہیں۔

## ڈرامہ کی تین بنیادی کمزوریاں

بالفرض اگر ڈرامہ کو حلال مان لیں پھر بھی تین بنیادی فکری غلطیاں جس سے مجوزین کا مقصد حاصل نہیں ہوسکے گا،اس کے لیے جناب ابو یحییٰ صاحب (۱) کا تجزیہ پڑھ لیں،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں اس ڈرامہ سے تین تصورات کو مضبوطی ملے گی،جس کا نقصان اس جیسے ہزار ڈراموں سے بھی تلافی مشکل ہے (۱) ایک عظیم لیڈر آئے گا اور وہ سب ٹھیک کر دے گا،جبکہ عظیم لیڈر کے انتظار کے بجائے ہمیں افراد کی تربیت کر کے معاشرے کو مجموعی طور پر بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔(۲) مسلمان اس لیے تباہ ہوئے کہ انھوں نے تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔جبکہ دور حاضر میں مسلمانوں کی شکست کا سبب یہ نہیں کہ انھوں نے تلوار کو چھوڑ دیا بلکہ یہ ہے کہ وہ تعلیم اور علم میں دنیا میں سب سے پیچھے ہیں۔(۳) ہم اس لیے تباہ حال ہیں کہ ہمارے خلاف ہر وقت سازشیں ہوتی رہتی ہیں۔میں نے توجہ دلائی ہے کہ دوسری قومیں اپنی سازشوں سے نہیں بلکہ علم و اخلاق میں اپنی خوبیوں کی بنا پر ہم سے آگے بڑھی ہیں اور ہم خود میں یہ خوبیاں پیدا کرنے کے بجائے سازشوں کا رونا روتے رہتے ہیں۔

### ہیرو پرستی کے بجائے افراد کی تربیت اور افکار کی تطہیر

اس ڈرامے کا مرکزی خیال عصر حاضر کے مسلمانوں کا ایک پسندیدہ تصور ہے۔یعنی مسلمانوں کے لیے اندرونی خلفشار،بیرونی خطرات، مسلسل زوال اور

---

(۱) جناب ابو یحییٰ پاکستانی مصنف ہیں۔آپ اسلامک اسٹڈیز اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ماسٹرز اور سوشل سائنسز میں ایم فل ہیں۔اس کے علاوہ دعوت دین کے موضوع پر ان کا پی ایچ ڈی مقالہ زیر تصنیف ہے۔آپ کی ڈیڑھ درجن سے زیادہ تصانیف ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں۔ان میں سب سے زیادہ معروف کتاب ”جب زندگی شروع ہوگی“ ہے جو اردو زبان کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں میں سے ایک ہے۔آپ دعوت و اصلاح کا کام کرتے ہیں۔”انذار“ کے بانی اور ماہنامہ ”انذار“ کے مدیر ہیں،اس کے علاوہ کئی برس تک درس قرآن مجید دیتے رہے ہیں۔

شکستوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ایک عظیم لیڈر آئے جو آکر سب کچھ ٹھیک کر دے۔ ارطغرل کو ڈرامے میں اسی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ایک عظیم لیڈر کے ہاتھوں سب کچھ ٹھیک ہو جانے والی یہ بات تو زمانہ قدیم میں بھی مکمل طور پر درست نہ تھی، مگر زمانہ قدیم کے دور بادشاہت میں اس بات میں جو تھوڑی بہت سچائی تھی وہ بھی اب دم توڑ چکی ہے۔

یہ زمانہ سماجی طاقت کا زمانہ ہے۔ یہ سماجی طاقت اس وقت جنم لیتی ہے جب معاشرے میں اور خاص طور پر اس کی مڈل کلاس اور اشرافیہ میں تربیت یافتہ افراد قابل قدر تعداد میں موجود ہوں۔ وہ اخلاقی طور پر حساس ہوں۔ وہ تعصبات سے بالاتر مختلف آراء سننے، اس پر غور کرنے اور اپنے افکار کی تطہیر کرنے کا ہنر جانتے ہوں۔ کوئی فرد واحد قوموں کی تقدیر نہیں بدلتا نہ بدل سکتا ہے۔ کوئی بڑا لیڈر کبھی سامنے آتا بھی ہے تو اس کے پیچھے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو خاموشی سے قوم کی تربیت اور اس کے ساتھ تعاون کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔

ترکی کی مثال: ترکی ہی کو لے لیں جہاں ہمیں اردگان کی شکل میں بظاہر ایک ایسا سیاسی لیڈر نظر آتا ہے۔ مگر کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ اردگان سے پہلے ایک پوری فکری جدو جہد ہے جو کم و بیش ایک صدی تک کی گئی ہے اور اسی جدو جہد نے کمال اتاترک کی مذہب مخالف سوچ کے باوجود ترکی کے لوگوں میں دینی روح اور اسلامی اخلاق کو زندہ رکھا۔ بدیع الزماں سعید نورسی (1871-1960) اور فتح اللہ گولان (پیدائش 1941) جیسے مصلحین اور ان کی تحریکوں نے عشروں تک کمال اتاترک کے اسلام مخالف جبر کے باوجود ترکی قوم کو اسلام سے نہ صرف دور نہیں ہونے دیا بلکہ ان کی کردارسازی

کرتے رہے۔گرچہ گولان کا طیب اردگان سے بعدازاں سخت اختلاف سامنے آیا مگراس سے قطع نظران اصلاحی تحریکوں نے عوام میں وہ روح پھونک دی جس نے ایک اچھی قیادت کو کام کرنے کے لیے مواقع، مددگار ٹیم اور معاشرے میں اپنے حمایتی فراہم کیے بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کی اخلاقی روح کو زندہ رکھا۔اس لیے یہ صرف کہانیوں کی باتیں ہیں کہ معاشرہ تو جھوٹ، منافقت، بددیانتی پر کھڑا ہو اور ایک لیڈر آکر قوم کی قسمت بدل دے۔حقیقت کی دنیا میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

پھر مزید یہ کہ یہ دور بادشاہت کا نہیں جس میں ایک سردار اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کی مدد سے اقتدار پر قبضہ کرلے اور پھر معاشرے کو اپنے رنگ میں رنگ دے۔آج کے دور میں کوئی غاصبانہ طریقے سے آئے یا جمہوری طریقے سے آئے، اس کے ساتھ سماج نہیں تو اسے بدترین سمجھوتے کرنے پڑیں گے۔ہم نے یہ سب اپنی آنکھوں سے اپنے ملک میں ہوتے دیکھا ہے۔مگر بدقسمتی سے ہمارے ہاں لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔وہ سماج کو بہتر بنانے، علم کی تجدید کرنے، افکار کی تطہیر کرنے، لوگوں کی اخلاقی تربیت کرنے اور ان میں ایمان کی روح پھونکنے کے بجائے کسی لیڈر کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔

قوموں کے عروج و زوال کے بارے میں قرآن مجید ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔وہ بتاتا ہے کہ عزت و ذلت اور بادشاہی لینا اور دینا خدا کے ہاتھ میں ہے۔اس کے فیصلے اس کے فرشتے نافذ کرتے ہیں نہ کہ کچھ بزرگ۔انسان کوئی بھی ہوں وہ تو خود حالت امتحان میں ہیں۔رہے اس کے فیصلے تو وہ اپنے فیصلے اپنے اصولوں کی بنیاد پر کرتا ہے۔ان میں سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ قوم اپنی اصلاح اور بہتری کا کتنا جذبہ رکھتی ہے۔علم واخلاق وہ

قوم کس جگہ کھڑی ہے۔ اخلاقی رویہ پست ہے تو وقتی طور پر کسی طرح آپ کو اقتدار مل بھی جائے تو وہ چھین لیا جاتا ہے، اور اگر قوم کا اخلاقی رویہ اعلیٰ ہے تو دنیا کی امامت اور رہنمائی اس قوم کو دے دی جاتی ہے، بہر حال اس نکتے کا خلاصہ یہ ہے کہ قومیں تنہا کسی لیڈر کے آنے سے عظمت و ترقی کی منازل طے نہیں کرتیں۔ عصر حاضر میں یہ سماج ہوتا ہے جس کی مجموعی قوت قوم کی تقدیر بدلتی ہے۔ اس لیے کرنے کا اصل کام سماج کی اخلاقی تربیت اور فکری تطہیر ہے۔ ہم عظیم لیڈر کا انتظار کرتے رہے تو مایوسی اور دھوکوں کے سوا ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

## جنگ کا میدان اب علم کا میدان ہے

اس ڈرامے کی تھیم کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ ڈرامہ دیکھنے والوں کو اس رومانوی دنیا کا اسیر بنا دیتا ہے جہاں کچھ بہادر تلوار ہاتھ میں لیے کفار کو کاٹتے ہوئے دشمنوں کو شکست دیتے ہیں اور مسلمانوں کی فتح کا علم بلند کر دیتے ہیں۔ ڈرامے میں ضمنی طور پر کہیں کہیں علم کی اہمیت پر بھی بات کی گئی ہے، مگر اس کی غالب تھیم جو اتنے تواتر سے دکھائی گئی ہے کہ ممکن نہیں کہ ناظر کے ذہن میں نہ بیٹھے وہ یہی ہے کہ کچھ بہادر ہیں جن میں سے ہر ایک ہزار دشمن کو اپنی تلوار سے فنا کر کے اسلام کا علم بلند کر دیتا ہے۔ ہمارا بچپن نسیم حجازی کے ناول پڑھ پڑھ کر اسی رومانوی دنیا میں گزرا تھا۔ مگر بڑے ہوئے تو مطالعے نے یہ تلخ حقیقت سامنے رکھ دی کہ یہ رومانوی دنیا اب بالکل غیر متعلق ہو چکی ہے۔ پچھلی دو صدیوں میں ہم نے ارطغرل جیسا ہزاروں بہادر پیدا کیے، مگر علم و اخلاق میں قوم کی مجموعی پستی کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب مسلمانوں کے غلبے کا خواب لیے میدان میں اترے اور خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

افسوس یہ ہے کہ ہم نے آج تک کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اسٹیم انجن کو ایجاد

ہوئے اب ڈھائی سو برس سے زیادہ وقت گزر چکا ہے جب انسانی طاقت کی جگہ علم کی طاقت نے لے لی تھی۔ بد قسمتی سے اس واقعے کی خبر مسلمانوں کو آج کے دن تک نہیں ہوسکی ہے۔ یا درست الفاظ میں مسلمانوں کے دانشور اور فکری قیادت مسلمانوں کو یہ حقیقت تسلیم ہی نہیں کرنے دیتے۔ وہ ابھی بھی مسلمانوں کو اُسی دنیا میں زندہ رکھے ہوئے ہیں جہاں کچھ بہادر سر ہتھیلی پر لیے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار اسلام کی جنگ لڑتے تھے۔

کاش کوئی میری قوم کو بتائے کہ جنگ تو ابھی بھی جاری ہے، مگر میدان جنگ بدل چکا ہے۔ اب یہ علم کا میدان، ٹیکنالوجی کی دنیا اور ایجادات کی دوڑ ہے جہاں قوموں کی فتح وشکست کا حقیقی فیصلہ ہوتا ہے۔ اب دنیا تلوار سے علم کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اب علم کی طاقت ہی فوجی طاقت بنتی ہے۔ علم کی طاقت ہی معاشی طاقت بنتی ہے۔ علم کی طاقت ہی وہ ٹیکنالوجی دیتی ہے جو ایک قوم کو دوسری قوم سے آگے بڑھاتی ہے۔ علم کی طاقت ہی وہ ایجادات کرتی ہے جو ایک قوم کو دوسرے سے زیادہ ترقی کی راہ پر ڈالتی ہے۔ کاش مزید شکستوں، ذلتوں اور رسوائیوں سے پہلے ہماری قوم اس حقیقت کو سمجھ لے۔

اگر کسی کو اس بات سے اختلاف ہے تو صرف یہ دیکھ لے کہ ہماری تعلیمی بجٹ کتنا ہے؟ ہم نے سائنس میں کتنے نوبل پرائز جیتے ہیں؟ ہماری جامعات سائنسی تحقیق میں دنیا میں کس معیار پر ہیں؟ ایسے تمام معیارات پر اگر دو ارب مسلمانوں پر مشتمل پورا عالم اسلام مل کر بھی کسی ایک ترقی یافتہ مغربی ملک کا مقابلہ کرلے تو یہ بہت بڑی خبر ہوگی۔

## سازشیں اور غداریاں

اس ڈرامے کی تھیم کا تیسرا کمزور پہلو یہ ہے کہ اس میں اس قدر سازشیں اور غداریاں دکھائی گئی ہیں کہ دیکھنے والے کے ذہن میں یہ بات رچ بس جاتی

ہے کہ اس دنیا میں ہر جگہ ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ دوسری قوموں میں کوئی خوبی نہیں بلکہ ان کا کل سرمایہ سازشیں کرنا ہے۔ جبکہ ہماری اصل کمزوری یہی ہے کہ ہمارے درمیان غدار موجود ہیں۔ ورنہ ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

یہ ایک انتہائی غیر حقیقی اندازِ فکر ہے جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں بہت عام ہے۔ اس ڈرامے کو دیکھنے والے میں یہ اندازِ فکر بہت زیادہ بڑھے گا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کی دنیا میں معاملہ مختلف ہے۔ یہاں پر جس قوم میں اخلاقی حس زندہ ہو، عدل وانصاف قائم ہو، علم وفن میں وہ قوم آگے ہو ان کے خلاف نہ غداری کرنا آسان ہوتا ہے نہ سازشیں موثر ہوتی ہیں۔ غداری اور سازش صرف کمزوروں کے خلاف موثر ہوتی ہے۔ اخلاقی طور پر طاقت ور لوگ ہر سازش کے باوجود اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔

اسی طرح یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ دوسری اقوام صرف سازشیں نہیں کر رہی ہوتیں۔ ان کے اندر بھی بہت سی اعلیٰ خصوصیات ہوتی ہیں اور باصلاحیت افراد ہوتے ہیں۔ جب دو قوموں کا مقابلہ ہوتا ہے تو اصل میں مقابلہ اس چیز کا نہیں ہوتا کہ کون دوسرے کے خلاف زیادہ کامیاب سازش کرتا ہے۔ بلکہ اصل مقابلہ اس پہلو سے ہوتا ہے کہ کون دوسرے کے مقابلے میں زیادہ باصلاحیت اور کہاں عدل، انصاف اور میرٹ کا چلن عام ہے۔ جو قوم ان چیزوں میں پیچھے ہوگی اس کے خلاف کی گئی ہر سازش رنگ لائے گی ورنہ ناکام ہو جائے گی۔

خلاصہ: ارطغرل ڈرامے کے یہ وہ تین پہلو ہیں جو لاشعوری طور پر دیکھنے والوں کے دل ودماغ کا حصہ بنتے چلے جاتے ہیں۔ مگر یہی وہ تین پہلو ہیں جنھوں نے پچھلے دو سو برسوں میں مسلمانوں کے زوال کو ختم نہیں ہونے دیا۔

یعنی وہ سماج کو طاقتور بنانے کے بجائے کسی عظیم لیڈر کی آمد کے منتظر ہیں جو کچھ بزرگوں کی مدد سے مسلمانوں کی تمام تر اخلاقی پستی کے باوجود ان کو دنیا میں غالب کر دے گا۔ دوسرا یہ کہ مسلمان ابھی تک ذہنی طور پر جنگ کے اس میدان میں زندہ ہیں جہاں جسمانی طاقت فیصلہ کن ہوتی ہے جبکہ دنیا آگے بڑھ کر علم و ٹیکنالوجی کے اس سنگ میل کو عبور کر چکی ہے جس میں مہارت کے بغیر غلبہ و کامیابی دیوانے کا خواب ہے۔ تیسرا یہ کہ مسلمان اپنی تمام تر کمزوریوں کو بھول کر کچھ غداروں اور بیرونی سازشوں کو اپنی پستی و شکست خوردگی کا سبب سمجھتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مسلمان جب تک ان تین چیزوں کو ٹھیک نہیں کرتے تب تک عروج و اقتدار کی منزل سے بہت دور رہیں گے۔ (روزنامہ انداز، p k، مئی 12, 2020)

## ایک تاریخی حقیقت کی وضاحت

تاریخ قوموں کا حافظہ ہوتی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ قوموں کی زندگی میں ان کی تاریخ کا کردار اس سے کہیں زیادہ اہم ہوتا ہے۔ یہ ان کے لاشعور، قومی مزاج اور نفسیات کی صورت گری میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے، تاہم کسی قوم کی تاریخ سے کہیں زیادہ اہمیت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کے دانشور اور اہل علم قوم کو تاریخ کس زاویے سے دکھاتے ہیں۔ وہ اوراق تاریخ سے کس طرح کے اسباق اخذ کر کے قوم کی نفسیات کی تشکیل کرتے ہیں۔ اور ماضی کو حال سے کس طرح متعلق کرتے ہیں۔

ارطغرل کا تعلق ان خانہ بدوش ترک قبائل میں سے ایک قبیلے قائی سے تھا جو تاتاریوں کی تباہ کاریوں سے گھبرا کر پناہ کی تلاش میں موجودہ شام اور ترکی کے علاقوں کی طرف آ رہے تھے۔ راستے میں ارطغرل کو دو فوجوں میں جنگ ہوتی نظر آئی۔ اس نے اپنے چار سو کے لگ بھگ سپاہیوں سمیت کمزور گروہ

کی مدد کی اور دوسرے گروہ کو شکست دے دی۔ یہ کمزور گروہ ترکی میں قائم رومی سلجوق حکومت کے سلطان علاء الدین کا لشکر تھا اور دوسرا طاقتور گروہ منگول حملہ آور تھے۔ چنانچہ سلطان نے خوش ہو کر اسے سغوت کا علاقہ بطور جاگیر دے دیا جو بازنطینی سلطنت سے متصل تھا۔ یہ علاقہ ایک مستقل جنگی محاذ تھا اور اس کے بعد اس کی باقی زندگی انھی لوگوں کے ساتھ جنگ وجدل کر کے اپنے علاقے کو وسعت دیتے ہوئے گزری۔ اس پوری جدوجہد میں کوئی ایک آدھ ہی جنگ ہوگی جو تاریخ کے اوراق پر ریکارڈ ہو سکی۔ ورنہ ارطغرل کی زندگی کے بیشتر واقعات پر تاریخی طور پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنی مجمل معلومات کے ساتھ جو ڈراما بنایا گیا ہے اس کا واقعاتی تفصیل کے لحاظ سے بیشتر حصہ فکشن () پر مشتمل ہونا ناگزیر تھا۔ خود اس ڈرامے کے آغاز پر ہر قسط میں ترکی زبان میں یہ بات واضح کر دی جاتی ہے کہ اس ڈرامے میں بیان کردہ تمام حکایات و واقعات اور کردار تاریخ سے متاثر ہو کر تخلیق کیے گئے ہیں، چنانچہ جو ڈرامہ دراصل دکھایا جارہا ہے وہ اپنی تفصیل میں ایک فکشن (؟؟؟) ہی ہے، تاہم اس تفصیل کے بیان کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ یہ ڈراما ارطغرل کی حقیقی زندگی سے زیادہ اس بات کا بیان ہے کہ اس وقت اسے پیش کرنے والے تاریخ کو کس طرح بیان کرنا چاہ رہے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تاریخ سے کس طرح کے اسباق اخذ کر کے لوگوں کی ذہن سازی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ذہن چونکہ معاصر مسلمانوں کا ذہن ہے اس لیے بدقسمتی سے اس میں وہ ساری کمزوریاں موجود ہیں جن کی بنا پر مسلمان دور حاضر میں اپنے زوال مسلسل سے نہیں نکل پا رہے۔ (ابویحیٰ، روزنامہ انداز k p، مئی 12, 2020)

# کتاب کا خلاصہ

خلاصہ کے طور پر پانچ باتیں ذہن نشین کرلینا ضروری جس سے پوری کتاب سمجھنے میں سہولت ہوگی اور غلط فہمیاں بھی پیدا نہیں ہوں گی۔

۱۔اہل فتاوی وعلماء جائز یا ناجائز اپنے مفاد کی وجہ سے نہیں کہتے ہیں بلکہ دلائل شرعیہ کی بنیاد پر کہتے ہیں جو ان کی شرعی ودینی ذمہ داری ہے، انہوں نے ہر دور میں اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی ہے، ان پر کسی طرح کا حرف آنے نہ دیجئے محض سیریل کی وجہ سے مدارس اور اہل مدارس کے خلاف ذہن بگاڑ لینا اپنی آخرت کا خسارہ کرلینا ہے۔

۲۔حرام کی بنیاد سیریل وڈرامہ کے اجزائے ترکیبی کی وجہ سے ہے، جس میں ڈرامہ کا مواد، آکٹرز، اداکاری، موسیقی، جھوٹ، مردوزن کا اختلاط، عشق کے مناظر، وغیرہ سب شامل ہیں ، جائز یا ناجائز کہنے کے پیچھے کوئی سیاسی پہلو نہیں ہے، کسی لبرل ملک کے مفاد میں یا ان سے متاثر ہو کر ان کی موافقت میں کہا نہیں جارہا ہے۔

۳۔لبرل ملک ،ملحدانہ نظرایات والے، یورپ امریکہ، یہود وغیرہ جو بھی سیریل کی وجہ سے پریشان ہو کر بینڈ لگانے کا مطالبہ کررہے ہیں اور اس کے لیے اہل فتاوی کی حرمت کا سہارا لیا جارہا ہے، یہ ”کلمة حق ارید بها الباطل“ کا مصداق ہے، انہوں نے کب اہل فتاوی کی مان کر کسی چیز کے حلال وحرام ہونے کو اپنایا ہے، یہ لوگ سیریل کے اثرات کی وجہ سے اپنا سیاسی نقصان، اپنے منصوبوں کی ناکامی، اپنی انڈسٹری ولبرالازم کی جڑیں اکھڑنا دیکھ کر بوکھلا جارہے ہیں، اس کے لیے جہاں سے بھی اپنے مطلب کا قول مل جائے پیش کرکے بینڈ لگانے کی چکر میں ہیں، یہ بھی منع کررہے ہیں

مگر نیت ان کی بری ہے،اس لیےعلماء کے منع کرنے کواورلبرل ملکوں کے منع کرنےکوایک ساتھ نہ جوڑا جائے۔

۴۔ممکن ہے ڈرامہ سے بہت بڑی تبدیلی کی امید ہو،خدا کرے کہ ویسی تبدیلی آبھی جائے ، وہ خوبیاں پیدا بھی ہوں جن کی توقع کی بنیاد پر دیکھا جارہاہے،مگران فوائدکی وجہ سے ڈرامہ کوحلال قرار دینے کی کوشش نہ کی جائے،معاشرہ میں جوبھی بگاڑ آیا۸۰رفیصداس میں میڈیا،فلموں اورڈراموں کا دخل ہے،امید ہےاس ڈرامہ سے میڈیا کا منہ توڑ جواب ہو،وہ تبدیلیاں جلدمحسوس ہونے لگے،مگرفوائدکی بنیادپرجواز کے درپہ نہ پڑا جائے۔

جیسے آج تک جتنے فلم ڈرامہ دیکھے گئےحرام سمجھ کرہی دیکھے ہیں،معاشرہ وسماج پراس کا اثر پڑا ہےخواہ اچھا ہوکہ برا،ایسے ہی اس ڈرامہ کا حکم ہے،بیڑی ،سیگریٹ،تمباکو سے نقصان ہے مگراہل فتاوی اسے حرام نہیں کہتے ہیں،مٹی کھانے میں نقصان ہےاس کوحرام کہا جاتا ہے،سودی نظام سے لاکھوبینک فائدہ اٹھارہے ہیں،ہزاروں کمپنیاں چل رہی ہیں مگراسے حلال نہیں کہاجاتا،مخلوط نظام تعلیم کےبھی لوگ فائدہ شمار کرتے ہیں ،شراب کےبھی فائدے کچھ نہ کچھ ہیں ،مگرمحض فائدوں کی بنیاد پرحلال کافتوی نہیں دیاجاتا،اس لیےفوائدکی بنیاد پرحلال ہونے کامطالبہ کی ناکام کوشش نہ کی جائے۔

۵۔اہل فتاوی نے حرام کافتوی اجزاءترکیبی کی وجہ سےاورشرعی شرائط پورے نہ ہونے کی وجہ سے دیا ہے،اس کےنقصانات کی کثرت کی وجہ سےنہیں دیاہے،ماقبل میں حرام کی نو وجوہات ہم نے ذکرکی ہیں،وہ اجزاءترکیبی کی وجہ سے ہے،مگرجب فوائدکی وجہ سےحلال کامطالبہ کیاجانے لگاتوفوائدکی تنقیح وتجزیہ کرنا پڑا،ممکن ہےتجزیہ غلط ہواورناظرین

فائدے محسوس کر رہے ہوں مگر فوائد نہ ہونا حرمت کی بنیاد نہیں ہے، اگر وہ تمام فائدے حاصل ہو بھی جائیں تو حکم اپنی جگہ باقی رہے گا، ہاں اجزائے ترکیبی شرائطِ شریعت کے موافق ہوں تو حکم بدل جائے گا۔

۶۔ آخیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا قول نقل کرنے کو جی کر رہا ہے کہ، ایک سیمنار میں جب شدت کے ساتھ جواز کی بات کی جانے لگی، آپؒ نے فرمایا تھا کہ ''جس کو خودکشی کرنا ہو کرلے مگر ہمارے ہاتھ سے زہر کا پیالہ نہ پیئے، اگر گولی چلانا ہو تو چلائے ہمارے کندے پر بندوق نہ رکھے، دوزخ میں جانا ہو جائے مگر ہمیں ذریعہ نہ بنائے''، اسی طرح ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ سیریل دیکھنے سے دوزخ میں جائیں گے، مگر ہم سے جواز کا فتوی لیکر نہ دیکھو، اور اس کا مطالبہ کرو۔

احمد اللہ نثار قاسمی

خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس

۲۴ مئی ۲۰۲۰ء مطابق ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

9989497969